

مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشۂ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 1992ء

ستمبر تا نومبر

خاص نمبر: برہانِ ملت نمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

اہلسنت کا ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مالک و نگراں

جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری قادری
دامت برکاتہم العالیہ

مدیر اعلیٰ — محمد شہاب الدین رضوی اختری

مرکز سواد اعظم اہلسنت آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ

کا

علمی، دینی، اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ بریلی شریف

سنی دنیا

ستمبر ۱۹۹۲ء
ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

جلد ۱۱
شمارہ ۱۱۸

مالک ونگراں:- حضور جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری زیب مسند بریلی

نائب نگراں
مولانا عسجد رضا خاں قادری

مدیر اعلیٰ
محمد شہاب الدین رضوی اختری

مدیر اعزازی
محمد قمر الحسن قمر بستوی

دفاتر

۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی فون نمبر

ادارۂ معارف رضا، ۳، آل رسول منزل علی پبلک اسکول پاک نگر اکرم روڈ ڈیرہ منڈی لاہور

فی شمارہ ۶؍ روپیہ، سالانہ ۶۰؍، پاکستان کے لئے ۱۵۰،
دیگر ممالک ۲۵۰، لائف ممبری ۱۵۰۰۔

کتابت
محمد اختر رضا
بانسی پور بستی

اشاریات

ممبران سنی دنیا سے گزارش ہیکہ شکایتی خط لکھتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں

اداریہ ——— محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت ہی حق ہے

دین حق

آج جب کہ الحاد و بے دینی، مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی، علمی سیاسی، اخلاقی، تہذیبی، صنعتی اور ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جا رہی ہے۔ ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضہ ہے اس سے کوئی صاحب ہوش و گوش انسان کسی قیمت پر صرف نظر نہیں کر سکتا۔ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں۔ اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین پر بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں۔ آج اسلام پر حملوں کا سلسلہ بڑی شدت اختیار کر گیا ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ قوم مسلم اپنے وجود کو دین اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم پر نثار کر کے اپنے اقوال، افعال اور کردار کو اسلامی سانچے میں ڈال دے ——— تاکہ چلتا پھرتا، گفتگو کرتا ہوا اسلام نظر آئے ———

مسلمانو! ——— اپنے آقا و مولیٰ حضور اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ ——— صحابۂ کرام اور اسلاف کے نقش قدم پر چلو ——— صراط مستقیم ہی تمہارا راستہ ہے ——— اللہ تعالیٰ کے فرمان وامرھم شوریٰ بینھم پر عمل کرو ———

اپنی معمولی معمولی اور ذرا ذرا سی باتوں سے اختلاف پیدا نہ کرو۔ اس لئے کہ جس قوم نے سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں شگاف ڈالنے کی کوشش کی، اور اختلاف کر لیا ——— وہی قوم

کمزور ہوگئی اور اسلام مخالف کے حملے تیز ہو گئے۔

سنی مسلمانو! ___ ہند و پاک کے نجدی ایجینٹ شب و روز اپنی بھیانک مہم میں سرگرم عمل ہیں اور اپنے آقاؤں کو برابر مطلع کرتے رہتے ہیں۔ نت نئے فتنے ابھر رہے ہیں۔ ان سے اپنے کو محفوظ رکھو ___ مخالفین اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کو نیا مذہب بنام "بریلوی" پیش کرتے ہیں۔ میں یہاں پر اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مسلک اعلیٰ حضرت کو سمجھو ___ یہ وہی دین ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے، اور جس پر سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام قائم رہے ___ اور سرکار کے صحابہ کے بعد تابعین عظام چلے، تابعین نے اپنے پیروکاروں کو چلایا، اور ائمہ دین نے اپنے مقلدین کو اس دین پر قائم رکھا، ہر زمانہ کے علماء، اولیاء نے اپنے متبعین، متوسلین کو قائم رہنے کی تلقین فرمائے، خود بھی قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ اس دور متاخر اور پُر آشوب زمانہ میں جب ہر طرف سے ضلالت و گمراہی کی آندھیاں چل رہی تھیں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے چومکھی لڑائی لڑی ___ اور دین متین کی وہ خدمت انجام دی کہ آج دین ان کی ذات سے متعارف ہے۔ جس کو مسلک اعلیٰحضرت کہا جاتا ہے۔ وہ اصل میں مسلک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ یہ مسلک ان عقائد ضروریہ دینیہ سے عبارت ہے جس پر حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم رہے۔

اہل سنت وجماعت کے دو امام:۔

(۱) حضرت امام ابو المنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ___

(۲) حضرت امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ___

یہ اہل سنت کے متکلمین کے دو امام ہیں۔ اور ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قدم بقدم چلتے ہوئے انہیں عقائد اور اصول دین پر ہیں جو امام ابو المنصور ماتریدی نے بتائے۔ اور جن کی تفصیل وتشریح کتب کلام میں موجود ہے۔

عقائد ضروریہ، دینیہ اور ان ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ یہی اعلیٰ حضرت زندگی بھر بتاتے رہے۔ اسی پر قائم و دائم رہے۔ اسی کو ہمارے سامنے رکھا۔ پھر ہم نے جانا کہ سنی وہ ہے جو ضروریات دین پر پورا پورا یقین رکھتا ہو ___ اور جو ہم میں سے نہیں وہ ضرور کسی امر دینی ضروری کا منکر ہے۔ باقی رہے فروع۔ مسائل فرعیہ میں کوئی ہمارا مخالف ہے لیکن وہ ضروریات دین کا قائل ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا حامل ہے، تو وہ سنیت سے خارج نہیں ہوگا۔ مسائل فرعیہ کی مثال پیش کرتا ہوں: ___

چین کا مسئلہ:۔ یہ ضرور ہے کہ بریلی شریف سے یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ چین پہننا ناجائز ہے۔ یہی حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کا فتویٰ ہے۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بہت سی کتابوں سے ظاہر ہے ـــــــ اب اگر کوئی چین پہنتا ہے یا کوئی چین کو جائز کہتا ہے تو وہ سنیت سے خارج نہیں ہوگا اور کسی عالم دین کا سنیت سے خارج ہو جانا تو درکنار بلکہ ہم اس کو فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔ اس کا ویسے احترام کریں گے جیسا کہ دوسرے علماء اہل سنت کا کیا جاتا ہے۔

ٹی، وی اور ویڈیو کو میں حرام کہتا ہوں ـــــــ ویڈیو کھینچنا یا کھچوانا بعینہ تصویر کشی ہے۔ جنہوں نے اس مسئلہ میں خطا کی ہے ہم ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اوپر حق ظاہر فرمائے (آمین) یہ صرف وہی مسائل دینیہ ضروریہ حقہ ہیں جن میں حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی کسی کا اختلاف نہیں۔ مکہ معظمہ میں سے گرفتاری کے دوران سی، آئی، ڈی کے ایک سوال کے جواب میں فقیر نے یہ کہا تھا" مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے ـــــــ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہل سنت وجماعت ہیں۔ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا قادری نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی، ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ و تابعین اور ہر زمانہ کے صالحین کا مذہب ہے۔ ہم اہل سنت وجماعت ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت ہی کہتے ہیں ـــــــ ہمیں اس مقصد کے لئے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں۔ ہم پر بہتان ہے۔"

ـــــــ مخالفین سنیت نے اپنی مشنری تیز و تند کر دی ہے۔ اور باقاعدہ طور پر ایسا تأثر دینے کے لئے کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔ مجھ سے ۱۹۸۶ء کے دورۂ پاکستان پر ایک انٹرویو لیا گیا۔ اس میں بھی ایک سوال کیا گیا کہ" پاکستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں، اور بعض اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے۔" میں نے یہی جواب دیا تھا۔ " بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے، ہم مسلمان ہیں، اہل سنت وجماعت ہیں، ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حضور کے صحابہ کا ادب کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ حضور سرکار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ فقہ میں ہم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں۔ ہم اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہتے۔ ہمارے مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔" مگر اب لفظ" بریلوی" صحیح سنی کی پہچان بن گیا ہے۔ برصغیر ہند و پاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اہل سنت وجماعت کو بریلوی سے جانا جاتا ہے

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں "سنی" کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی ——— "سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو یہ وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء کرام میں سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔" (رحمہم اللہ تعالیٰ) ———

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی عطا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز ازل سے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اقدس میں اپنی طرف کی روح پھونکی، اس سے پہلے جو کچھ ہو گیا۔ اور قیامت تک، یہاں تک کہ لوگ جنت میں جائیں گے ——— دوزخ میں جائیں گے، سب کا علم ——— بتا دیا۔ سکھا دیا اور سب کچھ ان پر منکشف فرما دیا ——— وہ غیب جانتے ہیں کہ جیسا غیب اولین و آخرین کسی کو نہیں۔ ماکان وما یکون جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دی ہوئی فہم سے ثابت کر دیا کہ سرکار کو ماکان وما یکون سے بھی زیادہ علم ہے ——— اللہ کی ذات کا وہ عرفان جو سرکار کو ہے ویسا عرفان نہ کسی مقرب فرشتہ کو ہے۔ اور نہ کسی نبی مرسل کو ہے، نہ اولین و آخرین کو ہے۔ اور قیامت تک، اس نوع عرفان میں وہ ترقی ہوتی رہے گی کہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

"اللہ تعالے مجھے اپنے محامد سکھائے گا جو کسی کو نہیں سکھائے۔"

حضور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی ذات کو اپنی عین رأس، اور سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ "ما زاغ البصر وما طغیٰ"، وہاں پر اللہ تعالے نے کیا وحی فرمائی؟ ——— ان سے کیا فرمایا؟ ——— اللہ نے اپنے محبوب سے وہ باتیں کیں جو جبرئیل امین علیہ السلام کو بھی خبر نہیں؟ رب جانے اور رب کا مصطفےٰ جانے۔

لیکن اس کے باوجود عالم الغیب اللہ تعالے کا علم ہے ——— عالم الغیب محمد رسول اللہ کو کہنا حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ کچھ اعلام و اسماء مخصوص ہوتے ہیں، کہ ان کا اطلاق دوسرے پر روا نہیں ہوتا۔ رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ کی خصوصیت ہے، ان کی عطا سے علماء بھی جہان کے لئے امان ہیں، وہ بھی سبب رحمت ہیں ——— کوئی غیر نبی کو رحمۃ اللعالمین

کہے گا تو شریعت اس کی زبان پکڑے گی۔ اسی طریقے سے شفاعت بالاصالۃ محمد رسول اللہ کا خاصا ہے اور بارگاہ خدا میں صرف وہی شفیع ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عطا سے جب دروازۂ شفاعت کھول دیا جائے گا۔ تو انبیاء کو شفاعت کا منصب ملے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔

"حافظوں کو شفاعت کا منصب ملے گا"

لیکن شافع یوم النشور، حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ———

مسلک اعلیٰ حضرت میں کسی کی بھی رعایت نہیں، چاہے اپنا ہو یا بیگانہ۔ ———

لہٰذا کسی سنی کو باوجود کہ اولیاء کرام بھی قیامت میں اپنے رب کی اجازت سے شفاعت کریں گے، مگر انہیں شافع یوم النشور کہنا جائز نہیں۔

مندرجہ بالا مضمون حضور جانشین مفتئ اعظم فقیہ اسلام علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی تقریر سے ماخوذ ہے جو صد سالہ جشن ولادت مفتئ اعظم (منعقدہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ جنوری ۹۲ء بمبئی) کے عظیم الشان اور عالمی پیمانہ کے اجتماع میں فرمائی تھی۔ قارئین "سنی دنیا" کے افادہ کے لئے یہاں پر شائع کیا جا رہا ہے (محمد شہاب الدین اختری)

جانشین مفتئ اعظم رو بصحت

اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں فقیہ اسلام حضرت علامہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی طبیعت تقریباً دو ماہ کی مسلسل علالت کے بعد اب ٹھیک ہے۔ ۱۳ر جولائی ۹۲ء کو بریلی شریف پہونچ چکے ہیں۔ ۱۲ر ربیع الاول تک گھر ہی پر رونق افروز رہیں گے پھر داہنی آنکھ کے آپریشن کے لئے بمبئی تشریف لے جائیں گے۔ جن احباب اور حضرت کے مریدین نے حضرت کی طبیعت کے سلسلہ میں خطوط لکھے دعاؤں کی محفلیں کیں۔ اجتماعی طور پر جلسہ دعائیہ منعقد کیا۔

ادارہ سبھی حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے ——— (مدیر)

اداریہ

ضیائے قرآن

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو، وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں، اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں، اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا، اور جو تم سے پہلے اترا، اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور وہی مراد کو پہنچنے والے بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے۔ انھیں برابر ہے چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے والے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی، اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ اور وہ ایمان والے نہیں۔ فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو، اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں، ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری اور بڑھائی، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔ سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انھیں شعور نہیں۔

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ، جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے! وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں، اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے، اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں

اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انھیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

(پ ا ر ا آیت ۱۶ از کنزالایمان)

نماز دین کا ستون ہے

بہارِ حدیث

ادارہ

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ غیر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی حدیثوں میں بھی اس کی برائی سے ذکر کی گئی اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کیجاتی ہیں۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدق کو لازم کرو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لیجاتی اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتاہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لیجاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتاہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لئے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائیگا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا اس کے لئے وسط جنت میں مکان بنایا جائیگا۔ اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کئے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں مکان بنایا جائیگا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ جھوٹ بولتاہے اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

○ سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بری خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

○ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

کلامِ امام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ بحت کے تھے

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں!
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہگزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھووَن بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لئے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ امت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

باب الاستفتاء

جانشین حضور مفتیٔ اعظم ھند حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی

۷۸۶/۹۲ ۔ مکرمنا المحترم قبلہ مولینا صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
بعد آداب وتسلیم ذیل کے سوالات کے جوابات وضاحت کے ساتھ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں
سوال نمبر ۱ :۔ لکڑی کے تختہ پر جو پالش کی جاتی ہے اس مصالحہ میں اسپرٹ ملائی جاتی ہے وہ تختہ پاک ہے یا ناپاک ۔ اگر ناپاک ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ تحریر فرمائیں۔
سوال نمبر ۲ :۔ پائجامہ تہبند یا پتلون ٹخنے کے نیچے تک ہو تو نماز ہوگی یا نہیں اور جو نماز کے وقت اوپر چڑھا لیتے ہیں یا موڑ لیتے ہیں ان کی نماز ہوگی یا نہیں ۔ مسجدوں میں جو چٹائی یا دریاں بچھائی جاتی ہیں ان کو پلٹ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ۔
المستفتی حافظ سید محمد قادری برکاتی
مقام وپوسٹ زاندیر ضلع سورت

الجــــــواب ۷۸۶/۹۲

اسپرٹ ناپاک ھے

مگر اسپرٹ سریع الزوال شئی ہے لہٰذا اس تختہ کے مسلسل ڈھلتے رہنے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا اور مسلسل ڈھلتے رہنا کوئی شرط طہارت نہیں بلکہ آب بسیار تیز رفتار سے ایک مرتبہ ڈھل جانا کافی اور اگر تیز بہتا پانی میسر نہ ہو تو تین مرتبہ یوں دھو دینا بس کہ ہر بار قطرہ ٹپک کر موقوف ہو جائے اور رنگ کا زائل نہ ہونا اس کی طہارت پر اثر انداز نہ ہوگا اور اس کی نظیر نجس رنگ سے رنگے کپڑے اور نجس مہندی سے رچا ہوا ہاتھ یا بدن اور یوں ہی گدا ہوا بدن کا حصہ ہے کہ یہ سب محض دھلنے سے پاک ہو جائیں گے اور ازالۂ لون کچھ لازم نہیں تنویر و در مختار میں ہے ۔ وکذا یطھر محل نجاسۃ اما عینھا فلا تقبل الطھارۃ (مرئیۃ) بعد جفاف کدم (بقلعھا) ای بزوال عینھا واثرھا ولو بمرۃ او بما فوق ثلث فی الاصح ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالتہ الی ماء حار او صابون ونحوہ بل یطھر ما صبغ او خضب بنجس بغسلہ ثلثا الخ
رد المحتار میں ہے (قولہ ولو بمرۃ) یعنی ان زال عین النجاسۃ بمرۃ واحدۃ یطھر سواء کانت تلک الغسلۃ الواحدۃ

فی ماءحار　　اوبالصب الخ اسی میں ہے۔ یستفاد ممامر حکم الوشم فی نحو الید وھو انہ کالاختضاب او الصبغ بالمتنجس لانہ اذا غرزت الید او الشفۃ مثلاً بابرۃ ثم حشی محلھا بکحلۃ او نیلۃ لیخضر تنجس الکحل بالدم فاذا جمد الدم والتام الجرح بقی محلہ اخضر فاذا غسل طھر لانہ اثر یشق زوالہ لانہ لایزول الا بسلخ الجلد او جرحہ فاذا کان لایکلف بازالۃ الاثر الذی لایزول بماء حار اوصابون فعدم التکلیف ھنا اولی وقد صرح فی القنیۃ فقال ولو اتخذ فی یدہ وشما لایلزمہ السلخ۔ اسی طرح نجس نیل کے اثر کا کپڑے یا کھال میں باقی رہ جانا قادح طہارت نہیں اور اس کا ازالہ لازم نہیں درمختار میں ہے۔ ولا یضر اثر دھن الا دھن ودک میتۃ لانہ عین النجاسۃ حتی لایدبغ بہ جلد بل یستصبح بہ فی غیر مسجد۔ ردالمحتار میں ہے (قولہ حتی لایدبغ بہ جلد) ای لایحل ذلک وان کان لو دبغ ثم غسل طھر قال فی القنیۃ الکیمخت الملبوغ بدھن الخنزیر اذا غسل الکیمخت یطھر ولا یضر بقاء الاثر وفی الخلاصۃ اذا دبغ الجلد بالدھن النجس بالماء ویطھر والتشرب عفو اھ

تخت کی پاکی اور تخت کی ناپاکی کا حکم

اس وقت ہے جب کہ آدمی رنگ میں اسپرٹ ملتا آنکھوں سے دیکھے یا اسے کسی عدول نے خبر دی کہ اس عدول کے سامنے فلا[illegible] نے اس خاص رنگ میں اسپرٹ ملایا ہے پھر یہ تخت اس شخص کے لئے ناپاک ٹھہرے گا اور نا واقف کے لئے پاک قرار پائے گا اور اگر اس نے نہ خود اسپرٹ ملتے آنکھوں سے دیکھا نہ کسی عدل نے اپنا معائنہ بیان کیا تو اس تخت کی ناپاکی کا حکم نہ دیں گے کہ طہارت ونجاست دیانات سے ہے اور اس میں بازاری افواہ کا اعتبار نہیں اور تفصیل کے لئے الاصل علی من السکر دیکھئے واللہ تعالیٰ اعلم

۲ پائجامہ، پتلون سے نماز

ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ بوجہ تکبر نہ ہو ورنہ تحریمی ہے۔ ہندیہ میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ التنزیہ اور چڑھانا یا موڑنا مکروہ تحریمی ہے کہ کف ثوب ہے اور کف ثوب ممنوع ہے درمختار میں ہے وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل ردالمحتار میں ہے (قولہ ای رفعہ) ای سواء کان من بین یدیہ او من خلفہ عند الانحطاط للسجود بحر وحرر الخیر الرملی مایفید ان الکراھۃ فیہ تحریمیۃ اھ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی شرعی حیثیت

از:۔ مولانا حضور احمد منظری

یوں تو فتنے بہت سے اٹھے اور اس نے چمن اسلام کو برباد کردینا چاہا لیکن ہر دور میں کچھ ایسے اللہ والے پیدا ہوتے رہے جنہوں نے ان فتنوں سے کا مقابلہ کیا اور دین اسلام کا بول بالا ہو کے رہا۔ کبھی یزیدیت نے سر ابھارا کبھی حجاجی غبار نے آنکھیں دکھائیں، کبھی ماموی طاقت نے اس کے سامنے آنے کی جرأت کی اور کبھی تاتاری قوموں نے اسے مٹانا چاہا۔ کبھی خارجی شورش نے اس سے مقابلہ کیا اور کبھی رفض کے فتنے نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی مگر اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکیں اور اسلام کا چمن ہمیشہ سرسبز و شاداب رہا۔

لیکن ان تمام فتنوں میں سب سے زبردست اور خطرناک فتنہ وہ تھا جو نجد سے اٹھا اور جس کی خبر خود دانائے غیوب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ مشکوۃ شریف جلد دوم باب ذکر الیمن والشام میں بخاری کے حوالے سے روایت ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جوش میں آگیا اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ بلند فرما کر دعا فرمائی

اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے

اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔

حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا۔ وفی نجدنا۔ یعنی یارسول اللہ دعا فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا فرمائی شام اور یمن کا ذکر فرمایا مگر نجد کا نام نہ لیا۔ انھوں نے پھر توجہ دلائی کہ وفی نجدنا۔ حضور یہ بھی دعا فرمائیں کہ نجد میں برکت ہو۔ غرض تین بار شام اور یمن کے لئے دعا فرمائی اور بار بار توجہ دلانے پر نجد کے لئے دعا نہ فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا۔

ھناک الزلازل والفتن وبھا

یطلع قرن الشیطان" وہ تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں دجال کے فتنے کے بعد نجد کا فتنہ تھا۔ جس سے اس طرح خبر دے دی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہی وہ نجد ہے جہاں سے بارھویں صدی میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی صورت میں وہ فتنہ پیدا ہوا جس نے پچھلے تمام فتنوں کا ریکارڈ توڑ دیا۔ یہی وہ فتنہ ہے جو آج بھی مختلف صورتوں میں اپنی جڑیں مضبوط کئے ہوئے ہے۔ اور خاص کر ہندوستان فتنۂ نجدیت کا مرکز بن گیا ہے۔

فتنۂ نجدیت کیا ہے؟ اس نے اسلام کے دامن کو کس طرح داغدار کیا ہے اور مسلمانوں پر کس قدر مظالم ڈھائے ہیں اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو ایک پوری کتاب بھی ناکافی ہوگی۔ مختصراً یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس فتنے کا سارا دارومدار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین پر ہے یہی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیرو ہیں جنھوں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا۔ کبھی آپ کے نور ہونے کا انکار کیا۔ کبھی آپ کو اپنے جیسا بشر کہا۔ کبھی یارسول اللہ کہنے کو شرک کہا۔ کبھی میلاد، سلام، قیام، وغیرہ کو شرک و بدعت سے تعبیر کیا اور پھر ان باطل عقائد کے فروغ سے قوم مسلم میں جو انتشار پیدا ہوا اور جن خرابیوں کا ظہور ہوا اس کی تاریخ انتہائی دردناک ہے میں یہاں صرف میلاد شریف کی شرعی حیثیت کی وضاحت کروں گا ہر ایک پر قلم اٹھانا ناممکن ہے۔

کیا میلاد شریف بدعت ہے



نجدیت کے علمبردار میلاد شریف کو بدعت قرار دیتے ہیں اور چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کل بدعة ضلالة۔ ہر بدعت گمراہی ہے اس لئے میلاد شریف بھی گمراہی ہے۔ نعوذ باللہ۔ میں اس مقام پر سب سے پہلے حدیث پاک کی روشنی میں بدعت کے مفہوم کو لکھتا ہوں بدعت کی وضاحت ہو جانے کے بعد میلاد پاک کی شرعی حیثیت خود بخود واضح ہو جائے گی۔

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایجاد کرے ہمارے دین میں وہ طریقہ جو اس دین سے نہیں وہ مردود ہے۔

اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب العلم میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے تو اس پر اسکا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کرینگے اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

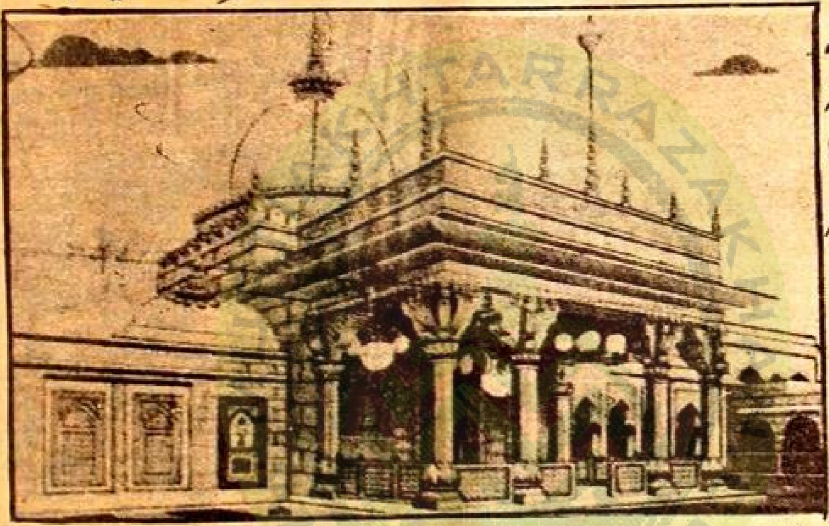
حدیث نمبر ۲ / تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی علامہ الحاج احمد یار خاں صاحب مراٰۃ شرح مشکوٰۃ جلد ع ۱ صفحہ ۱۴۶ پر رقم طراز ہیں

محدث کے معنیٰ ہیں جدید اور نو پید چیز یہاں وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں۔ بدعت کے لغوی معنیٰ ہیں "نئی چیز" اصطلاح میں اس کے تین معنیٰ ہیں (۱) نئے عقیدے اسے اعتقاد کی کہتے ہیں (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن سے و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوں (۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہو۔ پہلے دو معنیٰ سے بدعت بری ہے کوئی اچھی نہیں تیسرے معنی کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض بری۔ یہاں سے بدعت کے پہلے معنیٰ مراد ہیں۔ یعنی برے عقیدے۔ کیونکہ حضور نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا۔ گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں۔ بے نمازی گنہگار ہے گمراہ نہیں اور رب کو جھوٹا یا حضور کو اپنی مثل بشر سمجھنا بدعقیدگی اور گمراہی ہے اور اگر دوسرے معنیٰ مراد ہوں یعنی نیا کام تو حدیث عام مخصوص البعض ہے۔ کیونکہ یہ بدعت دو قسم کی ہے۔ بدعت حسنہ، بدعت سیئہ یہاں بدعت سیئہ مراد ہے بدعت حسنہ کے لئے تیسری حدیث پڑھ لیجئے اس تشریح سے واضح ہوگیا کہ جو لوگ ہر بدعت کو گمراہی بتلاتے ہیں تو وہ سراسر غلط فہمی کا شکار ہیں کیونکہ دین میں بہت سی باتیں جو حضور کے بعد ایجاد ہوئیں اور لوگ ان پر عمل پیرا ہیں اور کوئی بھی انکو خلاف شرع یا غلط

نہیں بتلاتا ہے مثلاً تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ حضور کے زمانے میں نماز تراویح باجماعت نہ تھی خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت کے ساتھ قائم کیا اور فرمایا نعمت البدعۃ ھذہ۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فعل خود اس پر دلالت کرتا ہے کہ بدعت دو قسم پر ہے اچھی اور بری جس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بدعت دو قسم کی ہے حسنہ اور سیئہ۔ تو حقائق کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو میلاد شریف کسی بھی طرح بدعت سیئہ نہ قرار پائے گا کیونکہ ہر شئی بنفسہٖ جائز اور حلال ہے جب تک کہ اس کی حرمت اور اس کے ناجائز ہونے پر کوئی شرعی دلیل نہ پیش کی جائے۔ اور میلاد شریف کا یہی حال ہے اس لئے کہ میلاد۔۔۔ پاک نام ہے ذکر رسول کا، وہ کون مسلمان ہے جو ذکر رسول کو حرام یا ناجائز سمجھتا ہو رہا نفس میلاد تو اس کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ بدعت ہی نہیں ہے کیونکہ جو چیز قرآن و حدیث سے ثابت ہو وہ بدعت کس طرح قرار پائے گی خواہ وہ بدعت حسنہ ہو یا بدعت سیئہ۔ اب میلاد پاک کا ثبوت قرآن و حدیث سے فراہم کر رہا ہوں پھر میلاد پاک سے متعلق گوشوں مثلاً سلام و قیام، تزئین و آرائش اور مٹھائی و شیرینی کی تقسیم وغیرہ کی بھی وضاحت دوسرے مقالے میں کرونگا یہاں میلاد کی شرعی حیثیت کو اجاگر کرنا ہے۔

میلاد پاک قرآن و حدیث کی روشنی میں

میلاد شریف سنت الٰہیہ بھی ہے اور سنت رسول اللہ بھی اور یہ اقوال علماء



سے بھی ثابت ہے اور ملائکہ اور پیغمبروں کے فعل سے بھی قرآن مجید میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ اپنے اوپر اللہ کی نعمت کا ذکر کرو اور اللہ کی سب سے عظیم اور بڑی نعمت خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہے۔ اس لئے حضور کا ذکر اس آیت پر عمل ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے واما بنعمۃ ربک فحدث "اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے
یہی وہ نعمت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان
جتایا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین
اذ بعث فیھم رسولا۔ اللہ نے مسلمانوں
پر بڑا ہی احسان فرمایا جب ان میں رسول
علیہ السلام کو بھیج دیا۔ دنیا کا طریقہ ہے کہ
وہ ہر خوشی کے دن کو یادگار بنا لیتے ہیں۔
دیکھئے ہندوستان میں ہر سال جشن آزادی
منایا جاتا ہے بلکہ خوشی کی یادگار قائم کرنا انبیاء
کی بھی سنت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا
کی تھی ربنا انزل علینا مائدۃ من
السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا
اے ہمارے رب! تو ہم پر آسمان سے
ایک خوان نازل کر کہ ہو جائے وہ عید ہمارے
اول و آخر کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے مائدہ آنے کے دن کو عید کا دن منایا۔
آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لئے عید مناتے
ہیں کہ اس دن خوان اترا تھا۔ اور حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں آمد مائدہ سے
بھی بڑی نعمت ہے لہٰذا ان کی ولادت
کا دن بھی یوم العید ہے اور اس دن اللہ
تعالیٰ کی اس نعمت کا جتنا بھی چرچا کیا
جائے۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی جتنی بھی نعت بیان کی جائے بالکل مرضیٔ
الٰہی کے مطابق ہے۔ اور اجر و ثواب کا
باعث ہے، خود اللہ تعالیٰ نے بھی سے

قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر اپنے محبوب
کی تعریف و توصیف فرمائی ہے اور آپ کا
ذکر بیان فرمایا ہے کبھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا
"محمد رسول اللہ" محمد اللہ کے رسول
ہیں۔ رسول کے معنی ہیں بھیجے ہوئے۔ اور
بھیجنے کے لئے آنا ضروری ہے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو گیا۔ کبھی خالق
کائنات نے ارشاد فرمایا وھو الذی
ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین
الحق۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنے پیغمبر
علیہ الصلاۃ والسلام کو ہدایت اور سچے
دین کے ساتھ بھیجا۔ کبھی ارشاد ہوا
لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم۔
بے شک تمہارے پاس تشریف
لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا
مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی
کے نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال
مہربان۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے
واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
پاک کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے پتہ چل گیا
کہ میلاد پاک کی اصل قرآن پاک سے ثابت
ہے اور یہ سنت الٰہیہ ہے — احادیث
سے بھی ذکر میلاد کا ثبوت ملتا ہے مواہب
لدنیہ اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ہے کہ
شب ولادت میں فرشتوں نے حضرت آمنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور شیطان مردود رنج و غم بھاگا بھاگا پھرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سنت ملائکہ بھی ہے اور بوقت سلام کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے اور بھاگا بھاگا پھرنا شیطان کا کام ہے۔ اب لوگوں کو اختیار ہے وہ میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے کام پر عمل کریں یا شیطان کے۔



مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہونچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو آپ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے پوچھا — مَنْ اَنَا — میں کون ہوں سب نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ —— آپ نے فرمایا میں محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہترین مخلوق میں سے کیا۔ پھر ان کے دو حصے کئے عرب و عجم ہم کو ان میں سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا۔ پھر عرب کے چند قبیلے فرمائے۔ ہم کو ان میں سے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو ان میں سے سب سے بہتر خاندان بنو ہاشم میں سے پیدا کیا۔ اس حدیث سے متصل دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ہم خاتم النبیین ہیں اور ہم حضرت ابراہیم کی دعا، حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا دیدار ہیں۔ جو کہ انھوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے نور سے ایک نور چمکا جس سے شام کے عمارتیں ان کو نظر آئیں۔

ان دونوں حدیثوں میں پیارے رسول نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف اور ولادت پاک کا ذکر فرمایا — اور میلاد پاک میں انھیں چیزوں کا بیان ہوتا ہے اس سے پتہ چلا کہ میلاد کی اصل حدیث سے بھی ثابت ہے۔ اور سنت رسول اللہ بھی ہے۔ ذکر میلاد صحابۂ کرام کی بھی سنت ہے مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین فصل اول میں ہے کہ حضرت عطا ابن سیار فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعت سناؤ

جو کہ توراۃ میں سے انھوں نے پڑھ کر سنائی۔ اس طرح سے متعدد حدیثیں جو صحابۂ کرام کے ذکر میلاد کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

اقوال علماء بھی میلاد شریف کے جائز ہونے میں موجود ہیں۔ تفسیر دوم روح البیان پارہ ۲۶ سورۂ فتح زیر آیت محمد رسول اللہ ہے ومن تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر قال الامام السیوطی یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام یعنی میلاد شریف کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

خود مخالفینِ میلاد کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب نے مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں میلاد شریف کو جائز اور باعث برکت فرمایا چنانچہ وہ اس کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں کہ "مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد پاک میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

مندرجہ بالا عبارتوں اور حوالوں سے میلاد شریف کا جائز ہونا روز روشن کیطرح ظاہر ہو گیا۔ اب اس کے باوجود بھی کوئی انکار کرے تو پھر اس میں آفتاب عالم تاب کا کیا گناہ۔

میلاد شریف کے فوائد

بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح میں ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو اس کو اس کے گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا گزری؟ ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثوبیہ لونڈی کو اسی انگلی سے اشارہ کر کے آزاد کیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا اس کی لونڈی ثوبیہ نے اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے



اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے یہ دشمن اسلام اور کافر تھا مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ نے اس پر یہ کرم کیا

کہ جب وہ دوزخ میں پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چوستا ہے تو پیاس بجھ جاتی ہے۔

جب ایک کافر کا یہ حال ہے تو پھر جب ایک مسلمان صاحب ایمان نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا جشن منانے کا محفل میلاد آراستہ کریگا، خلوص و محبت کے ساتھ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر شیرینی تقسیم کرے گا تو کیا وہ رحمت خداوندی کا مستحق نہ ہوگا؟

یوں بھی دین کی تبلیغ کے لئے محفل میلاد کا منعقد کرنا بے حد مفید ہے۔ میلاد پاک کا نام لوگ سن کر آتے ہیں ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی جاتی ہے اسلام کے احکام سے انھیں آگاہ کیا جاتا ہے جس سے لوگوں کو دین کی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کا پتہ چلتا ہے بلکہ غیر مسلم بھی ذکر میلاد سے اسلام کی حقانیت کو پہچانتے ہیں اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات ان کے حسب ونسب اور خاندان سے واقف ہوتے ہیں ان کے علاوہ بہت سے فوائد ہیں جن کو تفصیل سے لکھنے کا یہ موقع نہیں۔

عرس نوری

۱۳؍ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ کو صبح بعد نماز فجر مسجد بارہ دری بریلی شریف میں قرآن خوانی ہوئی اور ایک مختصر سی تقریب کا اہتمام ہوا۔ جانشین مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ نے شرکت فرمائی ۱۴؍ محرم کی شام کو آستانۂ عالیہ رضویہ اور دولت کدے جانشین مفتی اعظم پر جلسہ ہوا جس میں مختلف اضلاع سے آئے ہوئے مریدین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے شرکت کی، حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری، حضرت مولانا عبد المبین نعمانی رضوی، حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، قاضی شہید عالم، وغیرہ بھی موجود تھے۔ جانشین مفتی اعظم کی دعا پر عرس کا اختتام ہوا۔ دوسرے دن شام کو بارہ دری سیلانی پرانا شہر میں حضور مفتی اعظم کی یاد میں جلسہ کا انعقاد ہوا، خطاب کرنے والوں میں حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مظفرپوری (مرکزی دارالافتاء بریلی) مولانا تطہیر احمد رضوی، مولانا محمد حنیف خاں رضوی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ جلسہ استاذ العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی صدارت اور جانشین مفتی اعظم کی سرپرستی میں منعقد ہوا تھا، یہ کارنامہ حاجی عبد القیوم سوتی والے اور حاجی خالد میاں صاحب کے انتھک کوششوں کا ثمرہ تھا۔

(ادارہ)

علامہ محمد احمد مصباحی رکن المجمع الاسلامی واستاذ جامعہ اشرفیہ
مبارک پور، یو، پی

ذمہ داران مدارس کیلئے لمحۂ فکریہ

اس میں شک نہیں کہ آج جو بھی علم کی روشنی نظر آرہی ہے اس میں درسگاہوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خصوصاً دینی درسگاہوں کا علم کیساتھ صالح فکر وخیال اور پاکیزہ اخلاق وعمل کی ترویج میں جو اہم کردار ہے اسے ہرگز فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انہیں جس قدر متحرک وفعال ہونا چاہیے زیادہ تر درسگاہیں اس سے ابھی بہت دور ہیں جو درس گاہیں نسبتہً زیادہ فعال ہیں ان کے لئے بھی ترقی کے میدان ابھی کافی وسیع ہیں اور بڑی محنت وجاں فشانی کے بعد ہی وہ دنیا کی عظیم دانش گاہوں کے مقابلہ میں قابل ذکر ہوسکتی ہیں۔

میرا سابقہ طلبہ اور تعلیم یافتہ افراد سے اکثر پڑتا رہتا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو عموماً دین کی ضروری معلومات اور مذہبی افکار واعمال کے لازمی علم سے بہت دور پاتا ہوں اور یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ آخر ان تک دینی ومذہبی علم کی روشنی کیسے پہنچائی جائے۔

ان میں بعض طلبہ اور فراغت یافتہ افراد ایسے بھی ملتے ہیں جن کو بہت سے دنیاوی محکموں کی بھی عام معلومات نہیں ہوتی اور صحیح ہندی انگریزی سمجھنا سمجھانا بھی ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے افراد پر اور زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ آخر جس علم کی تحصیل میں انہوں نے عمر بسر کی ہے اس میں اس قدر کمزور کیوں ہیں؟ اس طرف ان طلبہ کے اساتذہ، سرپرستوں، درس گاہوں کے ذمہ داروں اور خود ان طلبہ کو انصاف واخلاص کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

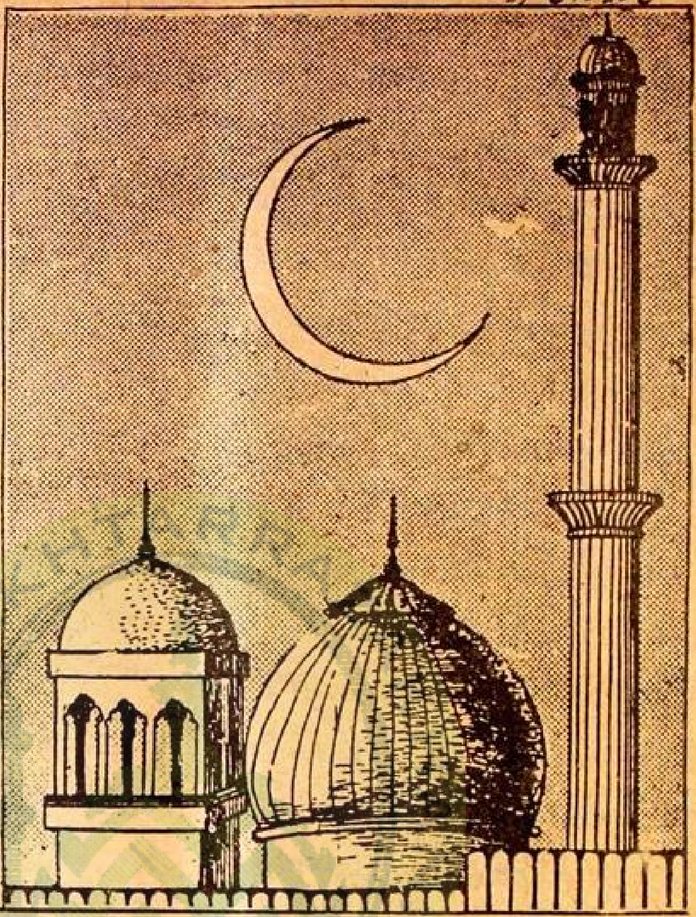
مذکورہ طلبہ سے زیادہ میرا تعلق مدارس اسلامیہ کے طلبہ سے رہتا ہے اور ان کے علم وعمل، اخلاق وتہذیب اور فکر وخیال کو قریب سے دیکھنے کے مواقع بھی میسر ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو حضرات کسی درس گاہ سے فارغ ہو چکے ہیں ان سے گفت وشنید بھی اکثر وبیشتر ہوتی رہتی ہے۔ طلبہ کا تو بعض اوقات باضابطہ امتحان بھی لینا پڑتا ہے اور زیادہ تر عام گفتگو اور ملاقاتوں میں طلبہ اور فارغین کی

صلاحیتوں کا مختلف جہتوں سے اندازہ ہوتا ہے۔ بلاشبہ ان میں بعض کی علمی و عملی حالت بڑی مسرت بخش ہوتی ہے۔ مگر اکثر کی جو عام حالت پائی جاتی ہے ذیل میں اسی کو ذکر کرکے میں اپنا اصل مدعا پیش کرنا چاہتا ہوں۔

عام حالت یہ ہے کہ آج دینی درس گاہوں سے نکلنے والے فارغین کے متعلق تحریر و قلم سے دوری، تقریروں میں دلائل و حقائق کی کمی، غیر مستند واقعات و روایات کی زیادتی، صحیح روایات میں بھی افسانوی اور اختراعی خیالات و بیانات کی بے جا ملاوٹ، عصر حاضر کے دینی و علمی تقاضوں سے بے خبری اور ان کی تکمیل سے بے اعتنائی کی شکایات عام ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن مدارس کے ذمہ داروں کو اپنے طلبہ کی ان خامیوں کا یا تو بالکل احساس ہی نہیں۔ یا اگر احساس ہے تو ان کے ازالہ کی کوئی فکر اور کارگر جد و جہد نہیں۔ جب کہ ان کا فرض ہوتا ہے کہ اس فکری پستی اور علمی محدودیت کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے فوراً ان کے علاج کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی جہد مسلسل اور سعی پیہم کے ذریعہ حالات کا رخ بدل دیں اس سلسلہ میں درج ذیل نکات پر غور کرتے ہوئے مناسب تجاویز کو فوراً زیر عمل لانے کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک وقت وہ تھا جب اسلامی شہروں میں معتزلہ و خوارج جیسے فرقے اپنا سکہ جمائے ہوئے تھے۔ وہ اپنے پاس ظاہری زہد و تقویٰ، شجاعت و دلیری، علم و مطالعہ، زبان و بیان کی دلکشی، تحریر و قلم کی دلآویزی، علوم ادبیہ میں مہارت و امامت حکومتوں کے عہدوں پر تسلط، مالداروں اور حاکموں کے یہاں اثر و رسوخ جیسے ناقابل تسخیر سمجھے جانے والے آلات و وسائل سے لیس تھے۔ ان کے علمی کمالات و محاسن کی وجہ سے ان کی بہت سی کتابیں بھی عام نصاب میں شامل تھیں۔ بعض آج بھی شامل ہیں۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ باطل فرقے کسی وقت ناپید ہو جائیں گے۔ لیکن علمائے اہلسنت اپنی منصبی ذمہ داریوں سے غافل نہ تھے۔ انہوں نے اعتزالی تفسیروں کے مقابل تفسیریں، کلام کے مقابل کلام، حدیث و فقہ کے مقابل حدیث و فقہ، اسی طرح تاریخ و بلاغت وغیرہ فنون کے مقابل ہر فن میں خود کتابیں لکھیں۔ اور اہل باطل کی تلبیسوں اور گمراہیوں کا پردہ چاک کیا۔ ارباب حکومت اور اہل مناصب تک بھی اپنا آوازۂ حق پہنچایا اور نور حقیقت اس قدر عام کیا کہ ظلمتوں نے خود دم توڑ دیا۔

اس کے ساتھ یہودیت و نصرانیت کی جانب سے جو حملے ہو رہے تھے۔ ان کا بھی انہوں نے مقابلہ کیا اور اسلام کی صداقت و حقانیت کا جلوہ ہر دور میں جہاں تاب کیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج جب بھی کوئی فتنہ سر اٹھاتا ہے تو اہل نظر کو قدیم



علماء کی تحریروں سے اس کا جواب بھی کسی نہ کسی شکل میں دستیاب ہو جاتا ہے۔

(۲) آج ہم جس ماحول سے گزر رہے ہیں اس میں مدارس اسلامیہ کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ سخت اور مشکل ہو چکی ہیں۔ کیوں کہ آج کچھ ایسے نئے علوم و فنون پیدا ہو چکے ہیں جو ہماری درس گاہوں میں داخل نہیں لیکن ایک عالم دین کو میدان میں اترنے کے بعد ان کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ دوسری طرف قدیم اسلامی علوم و فنون بھی اس قدر ضروری ہیں کہ ان کی کامل تحصیل کے بغیر اسلام کی ٹھوس وکالت اور ملت کی صحیح رہنمائی کا فریضہ ادا ہی نہیں ہو سکتا۔

اس لئے آج عصری تقاضوں کے مطابق قدیم و جدید سے ہم آہنگ، نصاب نو کی ترتیب اور مدارس میں اس کی تنفیذ کی ضرورت اتنی اہم ہو چکی ہے کہ اس سے صرفِ نظر کسی جانی و مالی خسارے سے کم نہیں بلکہ اس سے فزوں تر ہے۔

(۳) نصاب تعلیم کوئی بھی نافذ ہو اس سے ہرگز یہ تصور نہیں کر لینا چاہیئے کہ اب طلباء و علماء کو مزید کچھ دیکھنے اور لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہ رہی۔ ہم نے اپنے نصاب میں اتنا کچھ سمو دیا ہے کہ وہی ساری ضروریات و مطالبات کے لئے کافی ہے۔ اس لئے نہ تو کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی نصاب تعلیم صرف لازمی استعداد اور صحیح فکر و مزاج پیدا کرتا ہے۔ جس کی بنیاد پر مزید تحقیق و مطالعہ کی راہیں کھل جاتی ہیں اور انسان تمام ضروری آلات و رسائل سے آراستہ ہونے کے قابل بن جاتا ہے۔

نصابی علم میں بھی وسعت و مہارت اور پختگی و مضبوطی خارجی مطالعہ کے بغیر نہیں آ سکتی اس لئے کہ کسی بھی نصاب

میں گنی چنی محدود کتابیں، محدود مضامین، اور محدود علوم و فنون ہی داخل کئے جا سکتے ہیں۔ جب کہ علم و فن کی دنیا اور زمانہ کے حالات و مطالبات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اسے کوئی خاص نصاب اپنے دامن میں سمیٹنے سے عاجز ہے۔

آپ ارباب کمال اور اصحاب تصنیف علماء و محققین کے حالات زندگی پر نظر ڈالیں تو ہر ایک کے بارے میں آپکو معلوم ہوگا کہ وہ صرف اپنے نصاب تعلیم کی بنیاد پر صاحب فضل و کمال اور شناور تحقیق و تدقیق نہ بن گئے بلکہ انہوں نے نصابی کتابوں سے باہر بھی بے شمار کتابوں کا بڑی دیدہ ریزی اور جگر کادی سے مطالعہ کیا ہے جب کہیں وہ اپنے زمانہ میں امتیازی شان کے حامل اور زمانۂ مابعد میں بقائے دوام کے قابل ہو سکے ہیں۔

④ ایک ستم یہ بھی ہے کہ ہر عصری نصاب والا اپنے نصاب سے باہر معلومات و مضامین کے سلسلے میں یہ کہہ کر چھٹی پا جاتا ہے کہ یہ میرا موضوع نہیں رہا۔ میں تو فلاں سبجیکٹ کا ماہر ہوں مگر ایک عالم دین اگر یہی بات کہے تو اس کی گلوخلاصی نہیں ہو سکتی۔ مزید برآں یہ صرف اس عالم کی کمی شمار نہیں ہوتی بلکہ اس کے مذہب اس کی درس گاہ اس کے تعلیمی نصاب اس کے اساتذہ سبھی کا قصور شمار کیا جاتا ہے۔

عصری نصاب والے خود بے شمار ضروری معلومات و علوم سے نابلد ہوں جب بھی وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور عالم دین اگر چند دنیاوی علوم سے بے بہرہ ہے یا کچھ دینی مسائل اسے مستحضر نہیں تو وہ سب سے بڑا جاہل ہے۔ اس دنیا کے اندر علم و جہل کو ناپنے کے پیمانے بھی بڑے عجیب و غریب ہیں۔

اب لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ مدارس کے طلبا و اساتذہ کو ضروری علوم سے آراستہ کیسے کیا جائے؟ نئے فتنوں کے رد میں مضبوط و زنی کتابیں منظر عام پر کیسے آئیں؟۔ جدید نصاب کی تدوین کرنے والے اہل علم و قلم کو کہاں تلاش کیا جائے؟۔ تقریروں کی غلط بیانیوں کا سدِ باب کیسے ہو؟۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا اور اسباب و وسائل کو ترک کر کے آسمان سے رجال الغیب کے نزول اور ساری ذمہ داریوں کی کفالت کے وقت کا انتظار کرتے رہنا اہل خرد کا کام نہیں۔ رب کریم نے خود علمائے عصر اور اسلامیانِ زمانہ کے کاندھوں پر دین و علم کی اشاعت اور فروغ و ترقی کی ذمہ داری رکھی ہے۔ اسباب و وسائل بھی پیدا فرمائے ہیں عقل و علم اور کمال و ہنر سے بھی نوازا ہے۔ انہیں خود اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کا سامان کرنا ہے اور آج ہی اپنے فرائض کی ادائیگی کی تدبیر کرنی ہے۔

⑤ ان حالات میں ضروری ہے کہ خارجی طور پر طلبہ کو تقاضائے وقت کے مطابق لازمی معلومات سے آراستہ کیا جائے اور ان میں قلمی صلاحیت کو بھی فروغ دیا جائے۔ اس کے لئے ہر ادارہ میں ایک ایسی لائبریری اور دار المطالعہ کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں مختلف

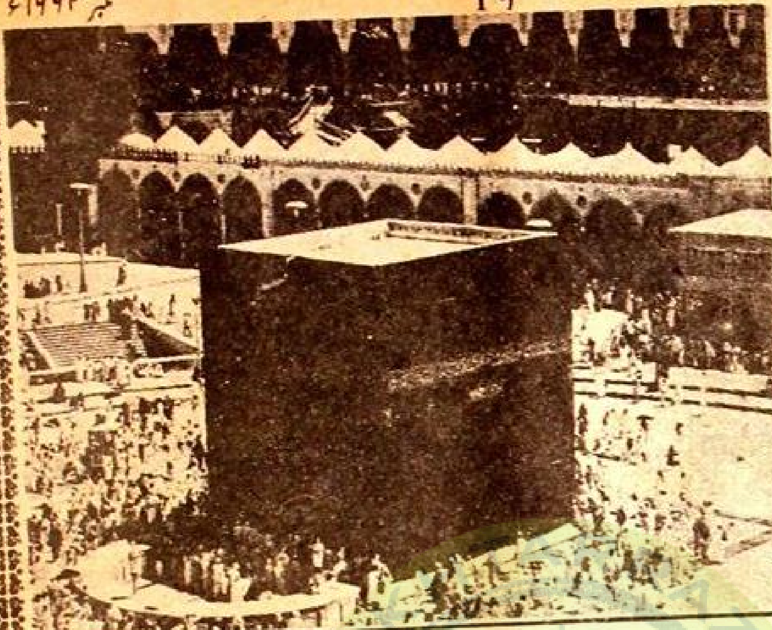
جرائد و رسائل آتے رہیں اور مختلف علوم و فنون
مثلاً عقائد و کلام، تفسیر و حدیث، فقہ و اصول،
تاریخ عام، تاریخ مذاہب، تاریخ علوم، تقابل
ادیان، ردِ فرقِ باطلہ، سیر و سوانح، جغرافیہ و
سائنس وغیرہ کی کتابیں طلبہ و اساتذہ کو فراہم
کی جائیں اور انہیں مطالعہ کا عادی بنایا جائے
تقریری و تحریری مقابلے کرائے جائیں۔ اور
اس بات کی پابندی کی جائے کہ جو کچھ بھی لکھیں
اور بولیں وہ مستند کتابوں سے ماخوذ اور
صحیح و مقبول ہو۔

اس طرح انہیں وہ علوم بھی حاصل ہو
سکیں گے جو نصاب کی گرفت میں نہیں آتے
اور قوم کو ایسے افراد بھی مل جائیں گے جو اپنی
تقریروں میں مغزانہ صحیح مواد جو تیر انداز
میں سعی کر کے دین کی تبلیغ اور ملت کی رہنمائی
کا فریضہ بجا طور پر انجام دیں۔ دوسری طرف
تعلیم یافتہ افراد کی رہنمائی کے لئے قابل اعتماد
مصنفین کا ایک گروہ بھی پیدا ہو سکے گا تیسری
طرف ہر دور میں تقاضائے عصر کے مطابق جدید
اور جامع نصاب تیار کرنے والے وسیع النظر
اہل قلم بھی مستعد اور تیار ملیں گے اور وسیع
النظر اہل قلم کی نایابی یا کم یابی کے باعث جدید
نصاب کی تدوین کا مرحلہ تعویق میں نہ پڑ سکیگا
میں سمجھتا ہوں کہ اہل مدارس جسطرح
دوسرے تمام مصارف کے لئے سرمایہ کی فراہمی
کر لیتے ہیں لائبریری اور دار المطالعہ کے
لئے بھی بخوبی کر سکتے ہیں۔ ضرورت اور اس
کی اہمیت کا احساس اولین شرط ہے۔ اگر دین
و ملت اور علم و ادب کی اس اہم ضرورت کا
احساس پیدا ہو گیا۔ دین و علم کے فروغ و
ارتقاء کی سچی تڑپ دلوں میں موجزن ہو گئی
اور سطحی و غیر علمی ماحول میں انقلاب لانے کا
مخلصانہ جذبہ بیدار ہو گیا تو ذمہ داران مدارس
درسیات کی فراہمی اور تعمیرات کے انتظام کے
ساتھ دار المطالعہ کے قیام، لائبریری کی توسیع
اور اساتذہ و طلبہ کے لئے اسے مفید سے مفید
تر بنانے کا مسئلہ بھی خود ہی بہت جلد حل کر لینگے

(۶) اس کے ساتھ چند باتیں اور ہیں جن کی طرف
توجہ ضروری ہے:۔

(ا) قواعد کی کتابیں مکمل پڑھائی جائیں اکثر یہ دیکھا
جاتا ہے کہ بہت سے طلبہ علم الصیغہ، ہدایۃ النحو
پنج گنج جیسی کتابیں مکمل نہیں کرتے اور آگے
کی کتابیں انہیں شروع کرا دی جاتی ہیں جس
کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدائی قواعد سے ناواقفیت
کے باعث عبارت خوانی اور ترجمہ بھی ان کے لئے
مشکل ہو جاتا ہے پھر وہ کسی لائق نہیں رہ جاتے۔

(ب) عربی فارسی شروع کرانے سے پہلے
ابتدائی حساب اور اردو پڑھنے لکھنے کی قدرت
پیدا کی جائے۔ املا درست کرایا جائے، چھوٹے
چھوٹے مضامین اور خطوط لکھنے کی مشق کرائی
جائے ورنہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض طلبہ حساب و
املا میں کمزور رہنے کے باعث بعد فراغت
بھی بہت سی مشکلات کا سبب بنتے ہیں۔
اور یہ کمزوری خود ان کی بھی رسوائی کا سامان



فراہم کرتی ہے۔

(ج) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدائی فارسی عربی کے ساتھ حساب اور اردو املا و مضمون نویسی کی بے ضروری تعلیم دی جائے تاکہ نو داخل طلبہ کی بنیادی کمزوریوں کی تلافی ہو سکے

(د) تجوید قرآن سے غفلت عام ہے۔ ناظرہ کی تعلیم عموماً ایسے مدرسین کو سپرد کی جاتی ہے جو طلبہ کو صحت مخارج کے ساتھ حروف کی ادائیگی کا عادی نہیں بناتے بلکہ بعض تو خود بھی اس پر قادر نہیں ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے اور اعادہ کرنے کے بعد بھی سو فیصد بچے صحیح ادائیگی سے عاجز ہوتے ہیں۔ اب یہ عربی درجات کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی قرآن غلط پڑھتے ہیں اور عموماً امامت بھی کرتے ہیں جس سے ان کی نمازوں کے ساتھ دوسروں کی نمازیں بھی باطل ہوتی ہیں۔

اس لئے ایک طرف تو ناظرہ کی تعلیم صحیح خواں اور ذمہ دار و محنتی مدرسین کے حوالہ ہونا چاہیئے دوسری طرف ابتدائی عربی کے کسی درجہ میں تجوید لازم کر دینا چاہیئے تاکہ دوسری درسگاہوں سے آنے والے نئے طلبہ کی کمزوری دور ہو سکے اور سبھی اس قابل بن سکیں کہ صحت قرأت کے ساتھ اپنی نمازیں صحیح کر سکیں اور دوسروں کی نمازیں بھی ان کی اقتدا میں درست ہوں۔

(۷) اس طرح کے بہت سے مسائل پر میں اپنے مضمون "مدارس اسلامیہ کے انحطاط کے اسباب وعلاج" میں گفتگو کر چکا ہوں اسے ملاحظہ فرمائیں یہاں دار المطالعہ، لائبریری اور دوسری چند ضروری باتوں کا تذکرہ شدتِ احساس اور جذبۂ اخلاص کے تحت زیر قلم آیا ہے۔

قوی امید ہے کہ مخلص و دردمند اور سنجیدہ و وسیع الظرف حضرات مذکورہ نکات پر غور کر کے انہیں بروئے کار لانے کی ضرور کوشش کریں گے اور رب کریم اپنی توفیق و ہدایت اور نصرت و اعانت سے ہمکناری فرمائے۔ وما ذالک علیہ بعزیز

مراسلات و مضامین خوشخط
اور صاف ارسال فرمائیں

۱۲ ربیع الاول

تحریر: محمد قمر الحسن قمر بستوی

تاریخ انسانی کا عظیم تر ین انقلابی دن

۱۲ ربیع الاول ایک انقلاب کی تاریخ ہے۔ ایسا انقلاب جو انسانی تاریخ کا عظیم تر انقلاب تھا۔ جس نے انسان کے عوارض ولوازم میں تبدیلی کی اور ساتھ ہی ساتھ خود ذات انسان کو بدل کر کے رکھدیا۔ اس انقلاب کی خوبی یہ تھی کہ اس نے خارجی تبدیلیوں سے زیادہ داخلی تبدیلیاں کیں۔ اور ایسی تبدیلی کی کہ انسان ایک جدید قالب میں ابھرا۔ فکر ونظر بدل ڈالے۔ طور طریق بدل ڈالا۔ احساسات کی تنگیوں کو وسعت وگشادگی دی گئی۔ خاک نشینوں کو عرش نشین بنایا گیا، غیر متمدن ذہن کو تہذیب کی پیکریت بخشی گئی، ناتراشیدہ اذہان کو حسن فکر کی سوغات ملی۔ بادیہ نشینان عرب کو ادبار کی گہرائیوں سے نکال کر انوار وتجلیات کی بلندیوں پر فائز کیا گیا۔ قلزم ناقص کو بحر ناپیدہ کنار بنایا گیا، وحشت وبربریت کو انسانیت کی لگام دی گئی اور فریب نظر کو سکون قلب وجگر بخش گیا۔ انقلاب ہی سے انقلاب تھا۔ ہر چہار سو انقلاب، اتنا ہمہ گیر انقلاب تاریخ نہ پیش کر سکتی ہے نہ کر سکے گی۔

ہر دور میں وہی کچھ ہوتا ہے جس پر سماج کی فکر مبنی ہوتی ہے۔ پھر اپنے اپنے عہد کے الگ الگ متقاضیات ہوتے ہیں۔ لیکن بعض امور ہر دور میں قدر مشترک کے طور پر پائے جاتے ہیں۔ البتہ تھرمائی ادوار کو ذہن اس وقت تک یاد رکھتا ہے جب تک خوف وہراس کی لہر میں شدت ہوتی ہے۔ اور طاغوت کا ہیولیٰ سروں پر منڈلاتا رہتا ہے۔ لیکن جب یہ خوفناک طوفان سروں سے گذر جاتا ہے تو لوگوں کے ذہن سے وہ یادیں نفرت کے ساتھ اس طرح مٹ جاتی ہیں کہ تحریر آب کا گمان ہونے لگتا ہے۔ لیکن ایسے انقلابات کی تاریخ بربریت وتشدد اور خوف وہراس چھوڑ کر گذر جاتی

ہے۔ پھر ان اوراق اور اقتباسات کی طرف کبھی توجہ نہیں دی جاتی۔ اسٹالن، نپولین نے اور چنگیزیوں کی تاریخ آج صفحات میں اس طرح دب کر رہ گئی ہے کہ شاید ہی کوئی انگلی ان تک پہونچتی ہو۔ کیونکہ ان کے ادوار میں خون کی تحریریں، سروں کے گنبد، اور بدن کے ڈھانچوں سے مینار تعمیر کئے جاتے تھے۔ اس لئے ان کے انقلابات کا اثر صرف خارج پر ہوا وہ بھی کوئی دیرپا نہیں تھا۔ مگر جو انقلاب آج سے چودہ سو سال پہلے ریگزار عرب میں آیا تھا وہ یکسر نرالا تھا۔ ______

جب قیادت کی کمان پاکیزہ صفات ہستیوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو اس تحریک کو سبوتاژ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر جب ہوس پرستی، خود پروری اور تنگ نظری جیسی قبیح صفتوں کے مالکوں کے ہاتھ لگ جائے تو ایسی کوئی سے بھی تحریک دیکھتے دیکھتے دم توڑ دیتی ہے۔ چنانچہ ارباب اقتدار کا نشہ، ملک گیری کشت و خون کا پیش خیمہ بن جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام اندر سے متنفر اور باہر سے حاشیہ بردار ہوتی ہے۔ ایسے انقلابات اور ایسی تحریکیں وقتی ہوتی ہیں لیکن جب تحریک کے اثرات دلوں تک اترتے ہیں اور خلوص کا جذبۂ محبت کار فرما ہوتا ہے تو وہ تحریک کبھی منجمد نہیں ہوتی۔ دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ۔۔۔ تحریکیں قائد کی حیات تک پھلتی پھولتی ہیں ادھر قائد کی آنکھ بند ہوئی ادھر تار و پود بکھرنے شروع ہو گئے ______ مگر ______ جس تحریک کو میں نے موضوع بنایا ہے وہ ایسی تحریک تھی جو ساری تحریکات سے الگ تھلگ۔ جس میں جبر نہیں، تشدد نہیں، ظلم نہیں، بربریت نہیں، بلکہ قدم قدم پر محبتوں کی شبنم، لمحہ لمحہ رحمت و انوار کی تجلیاں، جس کا اثر اس قدر مثبت کہ قیامت تک اس کے نفوذ سے مفر نہیں ہے کیوں کہ تحریک کی قیادت قائد کونین، رہبر دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں تھی۔ جہاں شفقتوں کی شبنم کاری تھی، محبتوں کے جذبات تھے، اخلاقی اصولے کی پاسداری تھی اور مساوات کی پہنائیاں تھیں۔ نہ کوئی بڑا تھا نہ کوئی چھوٹا، نہ امیر نہ غریب، نہ کشت و خون تھا نہ قتل و غارت گری۔ بلکہ آداب زندگی کی وہ تمکنت تھی جس کو دیکھ کر خون کے پیاسے بھی گرویدہ ہو جاتے۔ دشمن بھی بے دام غلام بن جاتا۔ ______

انقلاب کی شرح اور تحریک کی جہتیں تو دیکھئے۔ انسان کے درماندہ قافلہ کو سکون زیست اور حیات نو ملی۔ بھٹکے لوگ راہ راست پر لگتے چلے گئے۔ یہ انقلاب خارجی نہ تھا داخلی تھا۔ غلاموں کو گلے سے لگایا، بیواؤں کی مایوس اور حسرت بھری امنگوں کو چرخ عزت کا قمر نیر بنایا، بچیوں کی غیر معتاد زندگی جس کو اپنے ہاتھوں گلا گھونٹ کر مار دیا جاتا کو سرفرازی بخشی، معیشت کی کمزوری سے تنگ آکر بچوں کے قتل کو رزق الٰہی کی عنایت پر موقوف کر کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Basheer

مصری رسم الخط

ہمیشہ مرنے سے بچالیا۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ عمل کی سنہری تعلیم سے پہلے خود عمل کرکے دکھایا۔ اپنی حیات مبارکہ کی پچیسویں فصل بہار میں چالیس سالہ بیوہ سے نکاح فرماکر سسکتے ماحول پر مرہم حنائی رکھا۔ اپنی صاحبزادیوں رقیہ، ام کلثوم زینب اور فاطمہ (رضی اللہ عنہن) کی پرورش فرماکر یہ ثابت کردیا کہ بچیاں رحمت الٰہی ہیں اور انسانی زندگی کا تکملہ۔ زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو غلام کے باوجود منھ بولا بیٹا بناکر زعمائے قریش کے منحوس اور مغرور اصول کی دھجیاں بکھیر دیں۔ بلال حبشی، صہیب رومی، ابو ذر غفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو صدیق و فاروق، طلحہ و سعد اور عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مقابل بٹھاکر اونچ نیچ کے طبقاتی نظام کو منسوخ فرمایا، قیدیوں کی گردن زدنی سزا پر عفو و حلم اور رحمت و شفقت سے کرم کی چادر اوڑھائی، جاہلیت کے تفاخرانہ مزاج کو قلم زد کرکے تواضع و انکسار کی ادائیں بخشی گئیں۔ باہمی جنگ و جدال قبیلہ جاتی عناد، طبقاتی کشمکش پر دھول ڈال دی گئی اور آپس میں مواخاۃ و بھائی چارگی پروان چڑھی، خودرائی و خودبینی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تدین و تقویٰ پر ترقی کی اساس رکھی گئی۔ وہ کون سی جہت تھی جہاں انقلاب نہیں بپا ہوا۔

آفاقی پیغام کی صدائے بازگشت کتنی دل پذیر تھی کہ دیکھتے دیکھتے حدود حجاز سے باہر اس کا شہرہ سنا جانے لگا۔ ایران کی قدیم سلطنت اور روم کی بازنطینی حکومت میں زلزلہ پڑا، شاہ مقوقس کے دربار میں نعرۂ حق گونجا، حبشہ کے دارالامارت میں اس حق کی گونج سنی گئی، وادی و کہسار جگمگا اٹھے بحر و بر میں ترانۂ خداوندی گایا گیا۔ سوال یہ اٹھتا ہے وہ کون سے عوامل تھے جن کی وجہ سے یہ انقلاب بپا ہوا اور یہ تحریک زور پکڑ سکی؟ اول — یہ کہ خود محرک کی ذات

اتنی بے داغ اور بے عیب تھی جس کا ہر پہلو لوگوں نے مسلسل چالیس سال تک دیکھا خلوت و جلوت دیکھی، بچپنہ اور عہد شباب دیکھا مگر کہیں جائے انگشت نظر نہ آئی۔ عمل کا اساسی پہلو اس قدر اجاگر تھا کہ ہر منزل لائق تقلید بنتی چلی گئی۔ اور ہر عمل اسوۂ حیات بنتا رہا۔ لامحالہ قائدکی قائدانہ صلاحیت اور اس کی ذات کی بے مثلیت تحریک میں رنگ بھرتی رہی اور انقلاب کے نعرے گلی کوچہ میں سنے جاتے رہے۔ دوم یہ کہ اس تحریک کا ہر پہلو بجائے منفعت پسندی یا تخریب کے دودھ سے زیادہ اجلا اور سورج سے زیادہ حقیقت افروز تھا۔ جس کا خاص اثر یہ ہوتا رہا کہ جہاں بھی اور جب بھی اس تحریک کی کوئی آواز اٹھی قبیلہ کے قبیلہ بدل گئے، ذہنوں میں نئی روح دوڑی اور سب نے بیک دل اس کو قبول کرلیا۔

حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایمان لائے اور پھر جوش ایمانی سے مغلوب ہوکر کسی پروا کئے بغیر تبلیغ شروع کردی ادھر آواز کا اٹھنا تھا کہ لوگ آپ پر لوٹ پڑے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ آواز اگرچہ جانی پہچانی تھی مگر بات نئی تھی جو اب تک کسی نے نہیں کہی تھی۔ لیکن وہی جب اس کی حلاوت سے آشنا ہوئے تو پھر جان چھڑکنے لگے اور مرمٹنے کے لئے تیار رہنے لگے۔

پھر غیر متمدن زندگی کو ایک ضابطۂ حیات عطا کیا گیا۔ انتشار و افتراق کو اتحاد کی سلک مودّت میں پرو دیا گیا۔ قانون ساز اسمبلی میں وہ قانون سنائے جاتے جس میں بندوں کی فلاح مضمر ہوتی۔ اگرچہ اس کا ظاہر عقل و خرد سے میل نہ کھاتا پھر ۲۳ سال تک اس قوم کو قانون الٰہی سنایا جاتا رہا اور انھیں اس عمل کا خوگر بنایا جاتا رہا کہ باہمی نزاع سے آپسی اتفاق ہی بہتر ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ اذہان بدلتے رہے، اور خردگی بے راہ روی کو راہ مستقیم ملتی رہی۔ پھر کیا تھا کایا پلٹ ہونے لگی۔ مگر اس تحریک میں جو چیز زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ اخلاق کی پاکیزگی ہے۔ قائد اعظم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر منزل پر خلق کا مظاہرہ فرمایا۔ جنگ بدر کے قیدی ہیں۔ جنگی اصول کے مطابق ان کو قتل کردینے چاہئے تھے مگر نہیں انھیں چھوڑ دیا گیا، فتح مکہ کے وقت جب مکہ مکرمہ میں دخول ہوا تو کل کے کل دشمن سمجھے ہوئے تھے آج ان سب کے سر قلم کردیئے جائیں گے جن لوگوں نے ہجرت سے قبل آپ کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ستایا تھا مگر خلق کا عجیب تر مظاہرہ دیکھا گیا کہ مکہ میں داخل ہوتے ہی پیغام نشر کردیا گیا۔ لاتثریب علیکم الیوم۔ آج تم سے کوئی مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ مدینہ شریفہ میں یہود لیا

کی ریشہ دوانیوں سے آئے دن تکلیف اٹھانی
پڑتی اور منصوبوں کو از سر نو تعمیر کرنا پڑتا
مگر سب کچھ جانتے ہوئے بھی چشم پوشی
فرماتے رہے۔ البتہ جب پانی سر سے اونچا
ہو گیا تو تعزیرات کے احکام نافذ کئے گئے
یہی کہ جب حیات مبارکہ کے آخری ایام
گذار کر جوار رحمت کی تیاری فرمارہے
تھے ارشاد ہوا اگر کسی کو مجھ سے تکلیف
پہونچی ہو آج اپنا بدلہ لے لے۔ ———
انقلاب میں تنوعات اس قدر پھیلے تھے
کہ ۲۳ سال کی زندگی کائنات کی تاریخ میں
ایسا باب مرتب کرتی ہے جس کی نظیر نہ
پہلے تھی نہ بعد میں ہوگی۔ ———
مگر اس انقلاب کے ستون نے
علم کی بلندیوں سے ملتے ہیں۔ معاشرہ عرب
جس میں ارباب قلم کا فقدان تھا جو تھے بھی
وہ ... روش پر گامزن تھے۔ یکہ دکا لوگ
ملتے ۴۰ سال کا عظیم تجربہ تھا۔ قوم کو پہلے قلم
حکمت سے آشنا کرنا ضروری تھا اسلئے کہ آپ
نے علم کو حکمت کی اساس قرار دیا۔ اور پہلا
خطبہ جب آپ نے قوم کو دیا تو جزیرۂ عرب
میں ۹۹ فیصد ہاتھ قلم سے خالی تھے اور
۲۳ سال کے عظیم انقلاب کے بعد آخری
خطبہ حجۃ الوداع کے وقت اسی قوم کے
ایک لاکھ پچیس ہزار افراد کے ہاتھوں
میں حکمت و دانائی کا قلم جوہر موجود
تھا۔ ———



مغرب کو رسول
ہاشمی صلی اللہ
علیہ وسلم کے
اس انقلاب
سے عناد ہے
وہ آپ کی
ذات کو اپنی
ناقص میزان
عقل پر تولتا
ہے۔ لامحالہ
فہم سے قاصر
اور ادراک
سے عاری
ذہن انکار
کر دیتا ہے۔
مگر کاش اس
انقلاب کی
ماہیت اس
کے مبادیات
پر غور کیا جاتا
تو عقل بے
زاویے باطل
ہو جاتے۔ ناپختہ خیالی کا اندازہ کیجئے کہ
جب کسی ایسی شخصیت کا جائزہ اپنی بے
مایہ فکر سے لیا جائے جس کی جہتوں کے
غیر متناہی تنوعات ہوں اور ہر جہت بجائے
خود ایک آفاقی تصور کی مظہر ہو تو اس کا

تصور نہ کرسکنے کی صورت میں دو باتیں پیدا ہوں گی۔ ——— (۱) یا تو اس کا سرے سے انکار کر دیا جائیگا۔ (۲) یا پھر نا سمجھی کی وجہ سے اس کو سمجھنے میں غلطی ہو گی۔ مغرب ان دونوں تصور سے دوچار ہے۔ کبھی آپ کی بلند و قد آور شخصیت کا انکار کرتا ہے اور آپ کی بے مثل شخصیت کے سمجھنے میں غلطی کرتا ہے۔ اور اس غلطی کا لازمی اثر اعتراض کا سر ابھارنا ہوتا ہے۔

یہاں اگر یہ ضابطہ ذہن میں رکھا جائے تو یقیناً اس غلطی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ مثلاً اگر اسی طرح کے اعتراضات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر کئے جائیں تو کیا مغرب اس کو اپنی ذات پر قیاس کرکے حضرت روح اللہ علیہ السلام کو ایک عامیانہ آدمی کے مقابل کھڑا کرسکتا ہے؟ نہیں؟ تو یہ ضابطہ ذہن میں ہمیشہ رکھا جائے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو اپنے پر قیاس کرکے ان کی حیات کے گوشوں کو حل کرنا گمرہی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذوات کریمہ عام بشری تقاضیات سے بلند ہوتی ہیں۔ جہاں تک ناقص عقل کی رسائی نہیں

مغرب کو اس انقلاب سے بھی کد ہے کہ اسلام اتنا بڑا ہمہ گیر کیوں ہو گیا؟ مادی وسائل پر مبنی فکر و دماغ ایک محدود زاویہ تک سوچنے کا خوگر ہوتا ہے جب کہ ان مقدس نفوس کے تشخصات آئینہ کی طرح ڈھلے اور صاف ہوتے ہیں۔ یہاں روح کی صفائی پر خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ اور اسی روح کی بالیدگی سے ادراک کو جلا حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ قائد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تغیرات و انقلاب کا رخ روح کی طرف پھیرا تھا یہی وجہ تھی کہ جب روح جوان ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ضعیف بدن بھی جنگ میں اسی طرح مصروف رہتا جس طرح کسی نوجوان کا بدن۔ روح کا انقلاب اتنا شدید ہوتا ہے کہ بدن کا ضعف اس کی تازگی میں خود تازہ ہو کر ایک جوان کا مزاج بن جاتا ہے۔ اسی داخلی انقلاب نے اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ مجسموں اور بتوں کو توڑنے پر مجبور کر دیا اور ایک خدائے ذوالجلال کی بارگاہ عظمت تک رسائی میں معاون ثابت ہوا۔ جب تک روح پر طاغوتی احساسات کی قہرمانی مسلط تھی اس وقت تک مٹی، پتھر، لوہے اور لکڑی کے مجسموں کے آگے انسان جھک رہا تھا مگر انقلابی سرگرمیوں کا اثر جب روح کی گہرائیوں میں اترا تو وہی بت جو کل اپنے ہاتھوں بنائے گئے تھے خود اپنے ہاتھوں سے توڑ دیئے گئے۔ جوئے اور شراب جیسی بد قماش خصلتوں سے انسان توبہ کر کے گوشۂ عبادت میں بیٹھ گیا۔ روایت ہے کہ

جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ رہا تھا جو ہاتھ جام وسبو تک پہونچ چکے تھے یک بیک رک گئے کیونکہ اب روح کا انقلاب بپا ہو چکا تھا۔ اور لرزتے ہاتھ بجائے جام صبوحی کے بارگاہ الٰہی میں توبہ کے لئے اٹھے۔

لیکن! آج چودہ سو سال بعد کا انسان اس انقلاب سے متمتع کیوں نہیں ہو پا رہا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے۔ ضمیر میں انقلابی تاثیرات کی حیثیات کی جڑ کمزور نہ ہوئی بلکہ عوارض خارجیہ نے داخلی کردار مسخ کر دیا ہے۔ اور یورپ کی گمراہ آفرانہ کا پر فریب جادو گھٹنوں تک اتر چکا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انقلاب اسلامی کی روح کمزور ہو گئی ہے بلکہ انقلاب قبول کرنے کی اہلیت جن ظروف میں آج بھی ہے وہ آج بھی قبول کر رہے ہیں، کل بھی یہ قبول کریں گے۔ جن ظروف میں اہلیت نہیں وہ کل بھی اسکا اثر نہ قبول کر سکتے تھے۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کا انقلاب تاریخ انسانی کا وہ عظیم انقلاب تھا جس نے انسان کی انسانیت میں چار چاند لگا دیئے جو احساس بڑھا دیتا ہے ہر دور کی شدت محسوس کرو گے تو کسک اور بڑھ گئے،

(چوتھی قسط)

سنو! چپ رہو

مرتب عبدالرشید نوری

حضور جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری

برادرم مولانا محمد زبیر صاحب زید حبہٗ ــــــــــ سلام مسنون

محترم المقام حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قبلہ دامت برکاتہم کی تقریر پر آپ نے اپنے مکتوب کے ذریعے جو اشکال پیش کیا حضرت اس کا جواب کراچی جاکر لکھیں گے تاہم حضرت نے فقیر سے فرمایا تھا کہ میں اس کا جواب لکھ دوں۔ چنانچہ حضرت کے حکم پر فقیر نے چند سطور تحریر کی ہیں جو آپ کے علم میں اضافہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

آپ نے اپنے مکتوب میں سوال قائم کیا کہ "قرآن نے قرات پر دو حکم مرتب فرمائے ہیں ایک استماع کا دوسرا انصات کا اگر وقفہ کو بھی قراءت ہی شمار کیا جائے تو قرآنی حکم "انصات" پر عمل ہوگا لیکن دوسرے استماع کے حکم پر عمل کس طرح ممکن ہوگا؟ ــــــــ یا تو قرآن کا ایک حکم لغو اور ناقابل عمل ہو جائے گا یا پھر تکلیف مالا یطاق لازم آئیگی جو محال ہے" تو واضح ہو کہ "وقفہ" کی صورت میں بھی دونوں پر عمل ممکن ہے۔ یعنی انصات پر تو حقیقی صورت میں اور استماع پر حکمی صورت میں تو اس میں نہ تو کوئی حرج ہے اور نہ ہی کوئی محال لازم آیا اور نہ قرآن کریم کا کوئی حکم لغو ہوا (دام ظلہٗ کثیرہ تہ فتدبر) آپ نے لکھا کہ آیۂ مذکورہ بالا میں استماع اور انصات دونوں حکموں کو داد کیسا تھ

ذکر کیا جو جمع کے لئے آتا ہے لہٰذا اگر استماع متحقق نہیں ہوگا تو انصات
ضروری نہیں رہے گا اس کی تائید میں آپ نے نائی عن المنبر کا جزئیہ پیش
کیا۔ لیکن اس کے ساتھ عنایہ کی عبارت ادھوری پیش کی ہے حالانکہ
اصول تحریر کے مطابق آپ پر لازم تھا کہ آپ پوری عبارت نقل فرماتے
یا یہ مسئلہ کہ اگر استماع متحقق نہ ہو تو حکم انصات نہ صرف عین ممکن بلکہ
لازم ہے۔ چنانچہ کافی شرح وافی میں ہے۔

الاحوط السکوت لانہ مامور بالاستماع والانصات
اذا قرب من الامام وعند البعد ان لم یقدر علی الاستماع
فقد قدر علی الانصات فیجب علیہ۔

آپ کا یہ فرمانا کہ استماع متحقق نہیں ہوگا تو انصات بھی
ضروری نہیں رہے گا کافی کی مذکورہ بالا عبارت سے باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ
دور ہونے کے سبب استماع پر اگرچہ قادر نہیں صرف انصات پر قادر رہے
تو ایسے شخص پر انصات ہی واجب ہے اب عنایہ کی پوری عبارت ملاحظہ
فرمائیے جسے آپ نے نقل نہیں کیا۔

" واما اذا کان نائیاً عنہ بحیث لا یسمع الخطبۃ
فقد اختلفوا فی أن قراۃ القرآن اولی ام الانصات
روی عن محمد بن سلمۃ انہ قال الانصات اولی
وھو اختیار الکرخی وقد اختارہ المصنف لان
المامور بہ عند قراۃ القرآن شیأن الاستماع
والانصات فاذا تھیأ لہ العمل باحدھما عمل
امتثالاً للامر بحیث الامکان وقال بعضھم قراۃ القرآن

اولیٰ وھو اختیار الفضلی لان الامر بالانصات

انما کان لاجل الاستماع للتدبر وحیث فات

ذلک لیقرء القرآن احراز الثوابہ۔ (عنایہ)

آپ نے یہ تمام عبارت اڑادی جو اصول تحریر کی خیانتوں

میں سے ایک ہے اور مرجوح قول کو نقل کردیا جبکہ پہلے قول کی موافقت میں

امام کرخی کے ساتھ خود مصنف علیہ الرحمۃ بھی ہیں اور آپ کے پیش کردہ

قول میں صرف فضلی ہیں جس کو صاحب عنایہ نے "قال بعضھم" سے بیان

کیا پھر آپ نے فتح القدیر کی عبارت بھی مکمل تحریر نہیں فرمائی صرف درمیانی

عبارت کو لیا جو آپ کے مطابق تھی۔ حالانکہ دیانت تحریر یہ تھا کہ مکمل عبارت

نقل کی جاتی اور ساتھ ہی صاحب فتح القدیر نے جو نتیجہ اخذ کیا اس کو

بھی ملاحظہ کیا جاتا تو فاضل مقرر حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب کی تقریر

اشکال نہ ہوتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا ذیل میں پوری عبارت اور صاحب فتح القدیر

کا نتیجہ پیش خدمت ہے۔

(قولہ النص) یعنی قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن

فاستمعوا لہ وانصتوا ــــ والانصات لا یخص

الجھریۃ لانہ عدم الکلام لکن قیل انہ

السکوت ــــ للاستماع لا مطلقاً۔ وحاصل الاستدلال

بالآیۃ ان المطلوب امران الاستماع والسکوت

فیعمل بکل منہما والاول یخص الجھریۃ

والثانی لا ــــ فیجری علی اطلاقہ

فیجب السکوت عند القراۃ مطلقاً۔ (فتح القدیر)

صاحب فتح القدیر ارشاد فرماتے ہیں کہ انصات قرات
ہریہ کے ساتھ خاص نہیں ہے اس لئے کہ عدم کلام ہے لیکن کہا گیا
قیل، جو کہ عام طور پر ضعف کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ سکوت استماع
کے لئے ہے نہ کہ مطلقاً اور استدلال آیۃ سے حاصل یہ ہے کہ مطلوب
و امر ہیں استماع اور سکوت تو ان میں سے ہر ایک پر عمل کرے گا اسکے بعد
صنف نتیجہ اخذ فرماتے ہیں کہ سکوت عند القراءۃ مطلقاً واجب ہے
ور مسئلہ ما بہ النزاع حکماً قراءۃ ہے کما مرّ۔ علاوہ ازیں صاحب فتح القدیر
نے فصل القراءۃ میں کذلک فی الخطبۃ کے تحت ارشاد فرمایا کہ احوط
قول یہ ہے کہ سکوت اختیار کرے اور لکھا کہ۔

ھذا اذا کان بحیث یستمع فاما النائی فلا روایۃ
فیہ من المتقدمین واختلفوا المتاخرون
والاحوط السکوت یعنی عدم القراءۃ والکتابۃ
ونحوھا کلا لکلام المباح فانہ مکروہ فی المسجد
فی غیر حال الخطبۃ فکیف فی حالھا ___

اور اس کی مثال یہ ہے کہ مسجد میں مباح کلام خطبہ کی
حالت کے علاوہ بھی مکروہ ہے اور پھر خطبہ کی حالت میں بدرجہ اولیٰ
قرائت کی ممانعت ہے اور دوسرے مقام پر صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

لفرضیۃ الاستماع الا ان یقرأ الخطیب قولہ تعالیٰ
یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ الآیۃ فیصلی السامع
فی نفسہ واختلفوا فی النائی عن المنبر والاحوط
ھو السکوت اقامۃ لفرض الانصات۔ (ہدایہ)

یعنی محتاط چپ رہنا ہے تاکہ فرض انصات قائم ہو جائے
یہاں بھی مصنف کے قول محتاط کو چھوڑ کر آپ نے قول ضعیف نقل کیا ہے
جو آپ کو زیب نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں سامع کے بارے میں ہمارے ائمہ
رضی اللہ عنہم مختلف ہیں۔ امام ثانی حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک صرف بحالت خطبہ سکوت واجب ہے۔ قبل شروع، و بعد ختم، و
بین الخطبتین دعا وغیرہ اور دینی گفتگو کی اجازت ہے۔ اور امام الائمہ حضرت
امام اعظم رضی اللہ عنہ خروج امام سے ختم نماز تک عند التحقیق دینی اور دنیاوی
ہر طرح کے کلام یہاں تک کہ امر بالمعروف اور جواب السلام بلکہ مخل استماع
ہر قسم کے کام سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کلام آیت ہو، اگرچہ خطیب سے
دور بیٹھا ہوا ہو کہ (نائی) یعنی خطبہ سننے میں نہ آتا ہو امام ثالث محرم المذہب
محمد ابن حسن رحمۃ اللہ علیہ بین الخطبتین میں امام اعظم کے، اور قبل اور بعد میں
امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں۔ در مختار میں ہے۔

اذا خرج الامام من الحجرۃ والا فقیامہ للصعود
شرح المجمع فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامھا ولو
تسبیحا او رد سلام او امر المعروف بلا فرق بین
قریب وبعید وقالا لا باس بالکلام قبل
الخطبۃ وبعدھا واذا جلس عند الثانی والخلاف
کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعا۔

امام اہلسنت کے نزدیک تحقیق یہی ہے اگرچہ یہاں اختلاف
نقول حد اضطراب پر ہے۔ اس تحقیق کی بنا پر حاصل کلام یہ ہے کہ مقتدی
دل میں دعا مانگے کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلا شبہ جائز ہے مذکورہ بالا

تین اقوال میں امام ابو حنیفہ کا قول مفتی بہ ہے۔ جب امام خطبہ کے لئے چلے تو سلام وکلام یہاں تک کہ جواب سلام اور امر بالمعروف کو بھی منع کیا گیا ہے (فتاویٰ رضویہ) الحدیقۃ الندیۃ میں ہے۔

قال فی النہایۃ اذا کان بحیث لا یسمعہا
روایۃ فیہ من اصحابنا فی المبسوط وقد
اختلف المشائخ المتاخرون فیہ فعن محمد بن
سلمۃ الانصات اولی وعن نصیر بن یحییٰ
انہ کان لبعید او کان یحرک شفتیہ بالقرآن
وفی العنایۃ ان الانصات مختار الکرخی
وصاحب الھدایۃ وقال بعضہم القرأۃ اولیٰ
وھو اختیار الفضلی۔

ردالمحتار میں فیض سے ہے الاحوط السکوت وبہ یفتی قول بعض بھی ضعیف ونا معتمد ہے صحیح یہی ہے کہ دور ونزدیک سب پر سکوت واجب اور کتابت قراءت جمیع اعمال ناجائز (فتاویٰ رضویہ)

طحطاویہ میں زیر قول مذکور مراقی ہے۔

قولہ غیر ممتنعۃ المعتمد المنع۔ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ اس کے بعد رقم طراز ہیں۔ واقول وحملہ کلام الکمال علی القریب لبعید کل البعد فان الکمال صرح بخلافہ کما سنسمعک نصہ درمختار میں فیض علامہ کرکی سے ہے۔

لوکان بعیدا لا یسمع الخطبۃ ففی حرمۃ الکلام
خلاف کذا فی قراۃ القرآن والنظر فی الکتب

قیام تعظیمی اور علمائے اسلام

مفتی جلال الدین احمد امجدی

قرآن مجید کی آیت کریمہ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ سے ثابت ہوا کہ نفسِ تعظیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واجب ولازم ہے۔

رہا تعظیم کا ادا کرنا تو وہ بعض صورتوں میں فرض دواجب ہے۔ بعض صورتوں میں سنت ومستحب اور بعض صورتوں میں جائز ومستحسن اس لیے کہ کسی شخص کے حکم پر عمل کرنا بھی اس کی تعظیم ہے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پہ عمل کرنا کبھی فرض وواجب، کبھی سنت ومستحب اور کبھی جائز ومستحسن ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اصول فقہ کی کتابوں میں ثابت ہے۔

صحابۂ کرام، ائمہ عظام، علمائے اسلام اور ہر خاص وعام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے حق کو حتی الامکان ہر طرح ادا کیا اور آج بھی محبت والے جہاں تک ہو سکتا ہے ان کی تعظیم کا حق ادا کر رہے ہیں مگر اس زمانہ کے کچھ نئے فرقے والے جن کا مذہب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹانا، وہ ہر اس تعظیم کی مخالفت کرتے اور شرک وکفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جس کا حکم انہیں قرآن وحدیث میں صراحۃً نہیں ملتا لیکن قرآن مجید اور بخاری شریف سے وہ یہ نہیں پوچھتے کہ چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ امام بخاری نے کس آیت اور کس حدیث کے حکم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس طرح تعظیم کی کہ

حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ صرف ہم سے پوچھتے ہیں کھڑے ہو کر تعظیم کرنا قرآن وحدیث سے کہاں ثابت ہے۔ حالانکہ امام بخاری کی تعظیم جس کا حکم کتاب وسنت میں کہیں صراحتاً مذکور نہیں قیام تعظیمی سے کہیں ارفع واعلیٰ اور بلند وبالا ہے مگر ہمارے اوپر اس تعظیم کا حکم صریح دکھانا لازم ہے اور امام بخاری پر لازم نہیں۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

تمام علمائے ملت اسلامیہ کو جنہوں نے اپنا مذہب یہ نہیں ٹھہرایا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹائیں بلکہ حضور کی تعظیم وتکریم ان کے ایمان کی جان ہے۔ انہوں نے اپنے قول وفعل سے قیام تعظیمی کو جائز ومستحسن قرار دیا ہے ہٹ دھرم اور دشمن عظمت رسول کے علاوہ دوسرا کوئی اس کے جواز سے انکار نہیں کرسکتا۔

۱۔ حضرت امام تقی الدین سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو مخالفین بھی دین کا امام و پیشوا اور بہت بڑا مجتہد تسلیم کرتے ہیں، ان کا واقعہ حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کی خدمت میں علماء کا مجمع تھا تو ایک نعت خواں نے نعت شریف کے دو شعر پڑھے۔

فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْكِيُّ وَجَمِيْعُ مَنْ بِالْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اُنْسٌ عَظِيْمٌ بِذٰلِكَ الْمَجْلِسِ وَيَكْفِيْ ذٰلِكَ

تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت لطف آیا۔ اور پیروی کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

فِی الْاِقْتِدَا۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

۲۔ عارف باللہ حضرت سید برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِیَامَ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَئِمَّۃٌ ذُوْ دِرَایَۃٍ وَّرِوَایَۃٍ۔

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا ان اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے جو صاحب درایت و روایت تھے (عقد الجواہر و اتمام القیامہ ص ۱۲)

۳۔ عالم کامل حضرت عثمان بن حسن دمیاطی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْرٌ لَا شَکَّ فِیْ اِسْتِحْبَابِہٖ وَاسْتِحْسَانِہٖ وَنَدْبِہٖ یَحْصُلُ لِفَاعِلِہٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ وَالْخَیْرِ الْاَکْبَرِ لِاَنَّہٗ تَعْظِیْمٌ اَیْ تَعْظِیْمٌ لِلنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ذِی الْخُلُقِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ اَخْرَجَنَا اللہُ بِہٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْکُفْرِ اِلَی الْاِیْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللہُ بِہٖ مِنْ نَارِ الْجَھْلِ اِلٰی جَنَّاتِ

ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا بیشک مستحب و مستحسن ہے جس کے کرنے والے کو ثواب کبیر و فضل کثیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے یعنی اس نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے جن کی برکت سے خدائے تعالیٰ ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں جہالت کے دوزخ سے بچا کر معرفت و یقین کی جنتوں میں داخل فرمایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا رب العالمین کی خوشنودی کی طرف دوڑنا

الْمَعَارِفِ وَالْاِیْقَانِ نَتَعْظِیْمُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ مُسَارَعَةٌ اِلٰی رِضَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاِظْهَارِ اَقْوٰی شَعَائِرِ الدِّیْنِ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

ہے اور قوی ترین شعار دین کا اظہار کرنا ہے (خدائے تعالیٰ نے فرمایا) اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پ۱۷ ع ۱۱) اور خدائے عزوجل نے فرمایا اور جو اللہ تعالےٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔ (پ۱۷ ع ۱۱)

(اثبات قیام بحوالہ اقامۃ القیامہ ص۱۲)

۴۔ زین الحرم حضرت سید احمد زین دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَیْرُ ذٰلِكَ مِمَّا یَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ فَاِنَّ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنْ تَعْظِیْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ولادت اقدس کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا اور محفل میلاد کے حاضرین کو کھانا وغیرہ دینا اور ان کے سوا دوسری نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں (اور قرآن مجید نے ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا ہے)

(الدرر السنیہ بحوالہ اقامۃ القیامہ ص۱۵)

۵۔ سراج العلماء حضرت عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

تَوَارَثَهُ الْأَئِمَّةُ الْأَعْلَامُ وَأَقَرَّهُ الْأَئِمَّةُ وَالْحُكَّامُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرِ مُنْكِرٍ وَرَدِّ رَادٍّ وَلِهٰذَا كَانَ حَسَنًا وَمَنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ غَيْرُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَيَكْفِيْ أَثَرُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔

قیام تعظیمی مشہور اماموں میں برابر متوارث چلا آرہا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے اس کا رد و انکار نہ کیا لہذا وہ مستحب ٹھہرا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا کون تعظیم کا مستحق ہے اور حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف کافی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

(اقامۃ القیام ص۱۷)

۶۔ حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حُرْمَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَتَوْقِيْرُهُ وَتَعْظِيْمُهُ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهِ وَذٰلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ وَذِكْرِ حَدِيْثِهِ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احترام اور ان کی تعظیم و تکریم وصال کے بعد بھی لازم ہے جیسے کہ ان کی ظاہری زندگی میں لازم تھی۔ وصال کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر، ان کی حدیث و سنت کے ذکر اور ان کا

وَسُنَّتِہٖ وَسَمَاعِ اِسْمِہٖ وَسِیْرَتِہٖ۔ مقدس نام و سیرتِ مبارکہ سننے کے وقت ان کی تعظیم و توقیر کی جائے گی۔

(شفا شریف ج ۲ صـ ۳۲)

۷۔ مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی لکھتے ہیں

> فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفلِ مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ صـ ۸

عجیب بات ہے کہ پیر و مُرشد تو قیام میں لطف و لذت پاتے ہیں مگر مریدین و معتقدین اس کو شرک و کفر کہتے ہیں تو نہ معلوم پیر صاحب پر وہ کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔

اعتراضات و جوابات

مخالفین کہتے ہیں قیام تعظیمی بدعت ہے اور حدیث شریف میں ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ ہر بدعت گمراہی ہے۔ لہٰذا قیامِ تعظیمی ناجائز اور بدعت و گمراہی ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف عام مخصوص منہ البعض ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگرچہ ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے لیکن اس سے مُراد صرف بدعتِ سیئہ ہے، بدعتِ حسنہ گمراہی کے حکم میں داخل نہیں جیساکہ

پ رکوع ۱۱ میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔

جب وہ بھول گئے جس کی انکو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان کے اوپر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔

یہ بھی عام مخصوص منہ البعض ہے۔یعنی فرمایا کہ ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے حالانکہ رحمت کے دروازے ان کافروں پر نہیں کھولے گئے تھے۔

اور جیسے کہ پ ۱۹ ع ۱۷ میں ہے۔

وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

بلقیس کو ہر چیز دی گئی۔

اس عام میں بھی تخصیص ہے اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بلقیس کو نہیں دیا گیا تھا۔

حدیث مذکور سے مراد صرف بدعت سیئہ ہے۔اس بات کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔

سلامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً
نَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا
وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا
نْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ
نْ یَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ
شَیْءٌ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۳)

اور جو اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اسکے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنیوالوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ نے واضح کر دیا کہ بدعت صرف سیئہ نہیں حسنہ بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے شارحین حدیث نے فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت محرمہ، بدعتِ مکروہہ، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ۔ تفصیل کے لیے دیکھیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۱۷۹ اور اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۱۲۸ یا انوار الحدیث ص۱۰۶

اور بدعت کے حسنہ اور سیئہ ہونے کا معیار وہ ہے جو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَا اُحْدِثَ مِمَّا یُخَالِفُ الْکِتَابَ اَوِ السُّنَّۃَ اَوِ الْاَثَرَ اَوِ الْاِجْمَاعَ فَھُوَ ضَلَالَۃٌ۔ وَمَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ مِمَّا لَا یُخَالِفُ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ بِمَذْمُوْمٍ۔

اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد کی گئی جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بُری نہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے

تحریر فرمایا۔

آنچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شد بر آں آنرا بدعت حسنہ گویند۔ وانچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند۔	جو بدعت کہ حضور کی سنت کے اصول قواعد کے مطابق ہے اور اس پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں جو بدعت کہ سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔
(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۳۵)	

اور مخالفین جو بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ ماننے کو تیار نہیں وہ حضرت امام شافعی اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری سے زیادہ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک بدعت اچھی و بُری دونوں ہوتی ہے اور یہ اس سے انکار کرتے ہیں اور یہ انکار حقیقت میں مسلم شریف کی اس حدیث کا انکار ہے جس سے بدعت کا حسنہ و سیئہ ہونا ثابت ہے اور حضرت امام شافعی و محقق علی الاطلاق کو جاہل ٹھہرانا ہے۔

اگر اب بھی ان کی سمجھ میں نہ آئے اور وہ بدعت کی دو قسمیں حسنہ و سیئہ نہ مانیں تو وہ تمام باتیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئیں سب کو انہیں حرام و ناجائز ماننا پڑے گا جیسے قرآن مجید کا تیس پارے بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا ان پر زبر زیر وغیرہ لگانا، حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، ان کی قسمیں صحیح، حسن اور ضعیف وغیرہ بنانا۔ فقہ، علم کلام اور اصول حدیث و اصول فقہ کے سارے قاعدے قانون، شریعت کے چار طریقے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اسی طرح طریقت کے چار سلسلے قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی اور ان کے وظیفے، مراقبے

اور چلے وغیرہ۔

اس لیے کہ یہ ساری باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئیں اور شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

اَلْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَفِي الشَّرْعِ اِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں اور شرع میں بدعت ہے ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

مگر مخالفین کا عجیب مذہب ہے کہ مذکورہ بالا ساری بدعتیں ان کے نزدیک جائز ہیں بلکہ دارالعلوم دیوبند کا جشن مناکر اس کی تعظیم کرنا اور اپنے مولویوں کے احترام میں کھڑا ہونا بھی جائز ہے لیکن اللہ کے محبوب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہونا حرام و ناجائز اور بدعت سیئہ ہے

خدائے عزوجل انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ان کے دلوں سے عظمتِ رسول کی عداوت نکال کر صحیح مسلمان بننے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین

مخالفین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ صحابۂ کرام نے قیام تعظیمی نہیں کیا۔ آپ کیوں کرتے ہیں۔ کیا آپ صحابہ سے محبت میں بڑھ کر ہیں۔ جب انتہائی محبت کے باوجود صحابہ نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خداوند قدوس نے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا ہے تو مسلمانوں

کا جذبۂ دل جس طرح بھی رہبری کرے ہر طریقے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے۔ صحابۂ کرام کے نہ کرنے سے کوئی فعل ناجائز نہیں ہو جائے گا۔ اس لیے کہ صحابہ کا کرنا کسی کام کے جائز ہونے کی دلیل تو ضرور ہے مگر نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل ہرگز نہیں۔ اسی لیے صحابہ نے جو کام نہیں کیے ایسے بے شمار کام مسلمان روزانہ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

اَلفِعلُ یَدُلُّ عَلَی الْجَوَازِ کرنے سے جائز ہونا سمجھا جاتا ہے اور نہ
وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا یَدُلُّ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔
عَلَی الْمَنْعِ۔
(مواہب لدنیہ بحوالۂ اقامۃ القیامہ صـ ۴۹)

اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

نکردن چیزے دیگرست و منع نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع فرمانا دوسری
فرمودن چیزے دیگر۔ ملخصاً چیز ہے۔ (تحفۂ اثنا عشریہ بحوالۂ اقامۃ القیامہ صـ ۴۷)

لہذا صحابۂ کرام کے نہ کرنے سے قیام تعظیمی کو شرک وکفر یا حرام وناجائز ٹھہرانا غلطی ہے۔ دیکھئے بعض صحابہ نے حدیثیں لکھیں[۱] مگر انہوں نے امام بخاری کی طرح ہر حدیث لکھنے سے پہلے نہ غسل کیا اور نہ دو رکعت نماز پڑھی اور اسی طرح صحابۂ کرام چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ یعنی حضرت امام مالک کی طرح ایک دوسرے

---

[۱] ملاحظہ ہو انوار الحدیث صـ ۸۷

سے حدیث بیان کرنے کے لیے صحابہ غسل نہیں کرتے تھے، نہ کپڑے میں عطر لگاتے تھے اور نہ اس کے لیے خوشبو سُلگاتے تھے تو کیا صحابہ کے اس طرح نہ کرنے سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مالک کا حدیث شریف کی تعظیم کرنا حرام و ناجائز ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ گنہگار قرار دیئے جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ بلاشبہہ جائز و مستحسن ہی رہے گا۔

تو اسی طرح صحابہ کا تعظیمی قیام نہ کرنے کے باوجود لوگوں کا کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہی رہے گا۔ شرک و کفر یا حرام و ناجائز نہیں ہو جائے گا۔

قیام تعظیمی کے بارے میں مخالفین کے نزدیک بہت اہم اعتراض یہ ہے کہ حدیث شریف میں کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۴۰۳)	تم لوگ نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے ہیں۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	جس کو پسند ہو کہ لوگ تعظیم کے لیے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۴۰۳)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

كَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ۔

صحابہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے حضور کو یہ ناپسند ہے

(مشکوٰۃ شریف ص۴۰۳)

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر صورت میں کھڑے ہونے کو حدیث شریف میں نہیں منع کیا گیا ہے بلکہ صرف اس حالت میں منع کیا گیا ہے جب کوئی شخص چاہے کہ لوگ اس کے لیے قیام کریں۔ یا وہ بیٹھا رہے اور پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے فرمایا قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

قیام مکروہ بعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام ست از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائے وے۔ و اگر وے محبت قیام نہ دارد قیام برائے وے مکروہ نبود۔ قاضی عیاض

کھڑا ہونا مکروہ نہیں بلکہ کھڑا ہونے کو چاہنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص کھڑا ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کے لیے

…ں گفتہ کہ قیام منہی عنہ درحق کسے
…ت کہ نشستہ باشد وایستادہ باشند
…ش وے مردم تا نشستن وے۔

منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ
اس کے سامنے بیٹھے رہنے تک کھڑے
رہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ ۲۸)

اور محی السنۃ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث شریف قُوْمُوْا …لیٰ سَیِّدِکُمْ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

…فِيْهِ اِكْرَامُ اَهْلِ الْفَضْلِ
…تَلَقِّيْهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ اِذَا
…قْبَلُوْا هٰكَذَا احْتَجَّ بِهٖ
…جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ لِاسْتِحْبَابِ
…لْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِيْ
…لَيْسَ هٰذَا مِنَ
…لْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَاِنَّمَا
…ذٰلِكَ فِيْمَنْ يَقُوْمُوْنَ عَلَيْهِ
وَهُوَ جَالِسٌ وَيَمْثُلُوْنَ
…قِيَامًا طُوْلَ جُلُوْسِهٖ قُلْتُ
…الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ
اَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ
…جَاءَ فِيْهِ اَحَادِيْثُ وَلَمْ يَصِحَّ
فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيْحٌ۔

اس حدیث شریف سے بزرگوں کی تعظیم
اور ان کے آنے پر کھڑے ہو کر ان سے
ملنا ثابت ہے اور قیام تعظیمی کے مستحب
ہونے پر جمہور علماء نے اس سے دلیل
پکڑی ہے۔ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا
یہ قیام منع قیاموں میں سے نہیں ہے۔ منع
اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس
لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو اور لوگ
اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔
حضرت امام نووی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں
کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے
اور اس کے بارے میں حدیثیں ہیں لیکن
ممانعت میں صراحتاً کوئی حدیث نہیں آئی۔
(مسلم شریف مع نووی ج ۲ صـ ۹۵)

اور حدیث شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ۔ (مسلم شریف ج۲ ص۳۶۲)

تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

فِيْهِ اِسْتِحْبَابُ مُصَافَحَةِ الْقَادِمِ وَالْقِيَامُ لَهٗ اِكْرَامًا وَالْهَرْوَلَةُ اِلٰى لِقَائِهٖ (مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص۳۶۲)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا، اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور دوڑ کر اس سے ملنا مستحب ہے۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے تحت محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ازیں جا معلوم می شود کہ مکروہ و منہی عنہ دوست داشتن بر پا ایستادن مردم بجدمت بطریق تعظیم و تکبر وانچہ بریں وجہ نبود مکروہ نباشد۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۲۹)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم و تکبر کے طریقے پر خدمت میں لوگوں کے کھڑے ہونے کو چاہنا مکروہ و منع ہے اور جو اس طریقے پر نہ ہو مکروہ نہیں۔

اسی لیے فقہائے کرام نے قیام تعظیمی کے جواز کی تصریح فرمائی۔

شیخ علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

يَجُوْزُ بَلْ يُنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيْمًا لِّلْقَادِمِ كَمَا يَجُوْزُ الْقِيَامُ وَلَوْ لِلْقَارِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ۔ (درمختار مع شامی ج ۵ ص۲۴۶)

آنے والے کی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

اور اسی کے تحت حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قِیَامُ قَارِئِ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ یَّجِیْءُ تَعْظِیْمًا لَا یُکْرَہُ اِذَا کَانَ مِمَّنْ یَسْتَحِقُّ التَّعْظِیْمَ۔

قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔ (رد المختار ج ۵ ص ۲۴۶)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

در مطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسے کہ در آمدہ است بروے بجہت تعظیم۔

مطالب المؤمنین میں قنیہ سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۸)

قرآن و حدیث کی روشنی میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد تحسین رضا رضوی
احسن المدارس کانپور

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب ایمان لانا واجب اور ضروری ہو گیا تو طاعت و اتباع بھی لازمی اگئی اور اکثر طاعت کا اطلاق فرائض و واجبات عبادات و امر و نواہی پر آتا ہے۔ اور اتباع و اقتداء کا اطلاق سنن و آداب اور سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوتا ہے۔ اسی لئے صاحب کتاب الشفاء نے ان دونوں مطالب کے ذکر و بیان کے لئے دو مفصل فصلیں مرتب کی ہیں اور اگر ان دونوں کا ایک ہی فصل پر ذکر کرتے تب بھی درست ہوتا جیسا کہ صاحب مواہب الدنیہ نے کیا۔ اب رہا وجوب طاعت کا مسئلہ۔ تو حق تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ۔ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور فرماتا ہے اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون ۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ رحمت کے مستحق ہو اور فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اور ہم کسی رسول کو نہیں بھیجتے مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور فرمایا کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ گویا حق تبارک تعالیٰ نے اطاعت رسول کو اپنی اطاعت کے ساتھ شامل فرمایا۔ اس پر اجر و ثواب کا وعدہ۔ اور اس کے ترک و مخالفت پر عذاب و غضب کی وعید کی۔ اور ان کے حکم کی بجا آوری اور مخالفت سے اجتناب کو

واجب قرار دیا مطلب یہ کہ جو رسول کی اطاعت
ان کی رسالت اور احکام الٰہی کی تبلیغ کی حیثیت سے
وہ درحقیقت وہ طاعت نہیں کرتا مگر حق تعالیٰ کی
اور آیات اس پر دلیل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تمام امر و نواہی اور اقوال و افعال میں معصوم
ہیں اس لئے کہ اگر کسی چیز میں خطا کریں وہ حق کے
موافق نہ ہو تو ان کی اطاعت خدا کی اطاعت نہ ہوگی
سہل ابن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے شرائع
اسلام کے بارے میں کسی نے پوچھا تو فرمایا۔ وما اٰتاکم
الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ
فانتھوا۔ یہ رسول جو تمہیں دیں لازم کرلو اور جس
سے روکیں باز رہو۔ علماء فرماتے ہیں۔ اطیعوا اللہ
فی الفرائض والرسول فی سنتہ۔
فرائض میں اللہ کی اور سنت میں رسول اللہ کی
طاعت کرو اور ایک قول یہ ہے کہ۔ اطیعوا
اللہ فیما شرع علیکم والرسول فیما بلغکم
جو تم پر شروع ہوا اسی میں اللہ کی اطاعت کرو اور
تمہیں تبلیغ فرمائی اس میں رسول کی اطاعت
کرو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) علماء فرماتے ہیں کہ
خدا کی اطاعت اس کی ربوبیت کی شہادت میں
ہے اور رسول کی اطاعت ان کی نبوت کی شہادت
میں ہے۔ اور یہ اطاعت دلیل محبت ہے۔
اور محبت معیت کی مورث ہے جیسا کہ معیت
معیت کی فضیلت میں آئے گا۔
ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ۔
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔

فرمادو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی
کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں
کو تم سے مٹا دے گا۔ اس آیت کریمہ کا "آیت المحبۃ"
نام رکھتے ہیں۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ایک
گروہ نے خدا کی محبت کا دعویٰ کیا اس پر رب تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے میرے حبیب
فرمادو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری
متابعت کرو اور میری طاعت بجالاؤ کیونکہ
خدا کی طاعت یہی ہے۔ اور یہی خدا سے محبت
کرنے والے ہوں گے۔ بلکہ اس کے محبوب ہو
جاؤ گے۔ اور میرے مقام حبیب کے تم بھی
وارث بن جاؤ گے۔ ممکن ہے کہ اس کے معنی
یہ ہوں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو دوست بنالے
تو میری متابعت کرو خدا تمہیں دوست بنالیگا
غرض کہ خدا کی محبت، اتباع رسول خدا کیساتھ
مشروط ہے اور مشروط بغیر شرط کے وجود میں نہیں
آتی ہے۔ پھر یہ کہ اتباع مورث محبت اور سبب
محبت ہے۔ لہٰذا اتباع بھی شرط محبت ہے کہ
اس کا انتفاء اس کے انتفاء کو مستلزم ہے
اور سبب محبت ہے کہ اس کا وجود اس کے وجود
کو مستلزم ہے لامحالہ یہ محبت متابعت کا معلول و
مسبب ہے اس کے بعد ایک اور چیز موجود ہوتی ہے جس کا نام
محبت ہے جو اس کی شرط ہے اور اس پر مقدم ہے۔ فرمایا۔
یحببکم اللہ، اللہ تمہیں محبوب بنالے گا تو یہ اسی طرف اشارہ
ہے۔ اور فرماتا ہے۔ "تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی
امی پر اور اس رسول کا اتباع کرو اس امید کیساتھ کہ تم صراط مستقیم
کی ہدایت پاؤ جو کہ سب سے قریب تر راستہ ہے۔ ★★★

تاریخ اسلام کا عدیم المثال منصف
امیر المومنین حضرت علی

از قلم
اشفاق احمد نوری
متعلم بریلی کالج

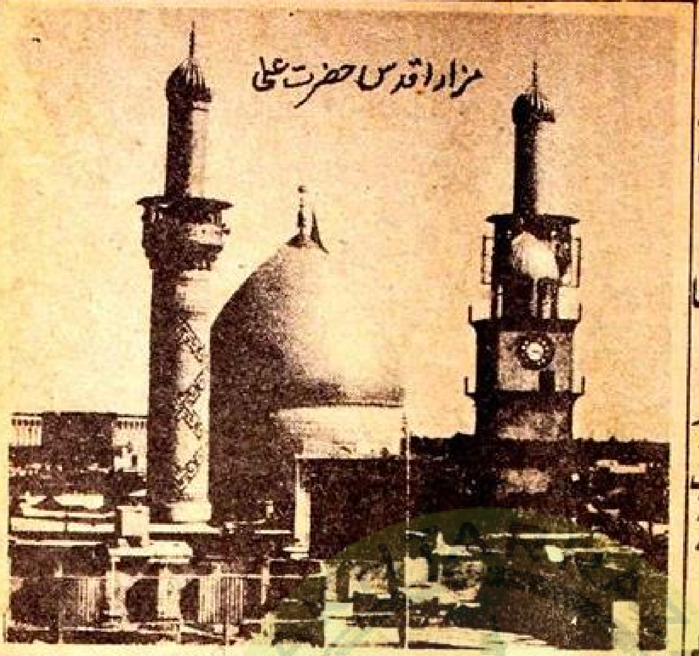
امیر المومنین امام المتقین سید السادات، مولائے کائنات دریائے علم وعرفان کے بے نظیر موتی، آسمانِ رشد وہدایت کے نیّر تاباں، دریائے حلم وانصاف کے بحر بیکراں، سید الاولیاء، داماد رسول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، تاریخ اسلام کی نادر المثال شخصیت اور یکتائے روزگار ہستی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اگر میدان شجاعت میں دیکھیں تو وہ شیر نر نظر آتے ہیں۔ میدانِ علم وفضل پر پرکھیں تو نیّر آسمان دکھائی دیں۔ حلم وبخشش میں دیکھیں تو تاریخ عالم ایسا بردبار پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اور اگر منصبِ منصف کی حیثیت سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ انصاف وعدل بارگاہِ حیدری کے بھکاری ہیں

تو آؤ قارئین کرام! ہم دیکھیں، جائزہ لیں، ہم تھوڑا سا اس پاسبان علم وانصاف کا بحیثیت منصف۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں "کہ جس وقت حضور سرور کائنات نے مجھے منصف (یعنی جج) بنا کر یمن کی طرف روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کم عمر ناتجربہ کار اور قضا نہیں جانتا ہوں۔ یارسول اللہ! تو میں فیصلہ کیسے کروں گا۔ یہ سن کر سرچشمہ رشد وہدایت، شہنشاہ مدینہ، تاجدار نبوت کا دست اقدس جوش میں آیا اور آپ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس رکھ کر ارشاد فرمایا۔ "الٰہی اس کے قلب کو ہدایت کے نور سے روشن فرما اور اس کی زبان کو استقلال عطا فرما۔"

خدا کی قسم اس دن کے بعد مجھے کسی بھی معاملہ کا فیصلہ کرنے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوا۔

سچ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم



مزار اقدس حضرت علی

نے، تبھی تو صحابہ فرماتے ہیں کہ "ہم میں حضرت علی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں، کیوں نہ ہوں، علی کا سینہ علم و عمل گفتار و کردار کا گنجینہ جو بن چکا تھا"

"حضرت علی فرماتے ہیں مجھے حضور سرور کائنات علم کے ہزار باب عطا فرمائے ہیں اور ہر باب سے آگے علم کے ہزار باب کھلتے ہیں۔"

اے مسند قضا پر بیٹھنے والو اپنالو، حیدر کرار کے اس فیصلے کو۔ ریگستان عرب میں بھٹکتی ہوئی اس عورت کو دیکھیں، عقل سے عاری مجنونہ دیوانی، مفقود العقل، اس پاگل عورت کو ملاحظہ کریں جس کو عدل و انصاف کے پیامبر، عقل و خرد کے پیکر حضرت عمر فاروق نے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن کیوں؟ کیونکہ اس کا گناہ یہ تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ اس کی غلطی یہ تھی کہ اس نے خلاف معمول، خلاف عقل دنیا کے تجربات کو جھٹلایا تھا۔ توڑا تھا مؤکدہ پہلے بنایا ہوا قانون تجربات گواہ تھے کہ کوئی عورت نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ نہیں پیدا کرسکتی۔ اگر پیدا کرتی ہے تو وہ زانیہ ہے۔

حضرت ابی حزن بن اسود فرماتے ہیں کہ "اس پاگل عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا تھا۔ اور لوگوں نے اس پر زانیہ ہونے کا الزام لگایا تھا۔ بہتان تراشا تھا کہ اس نے زنا کیا ہے

اور تبھی شہنشاہ عدل و انصاف امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب نے اس عورت کو رجم کرنے کا حکم فرمایا۔

لیکن نہیں ابھی باقی ہے انصاف ابھی موجود ہے فضیلۃ العلم و خرد، ابھی باقی ہے عدالت حیدری چنانچہ ارشاد ہوا، عدالت حیدری سے آواز بلند ہوئی

ــــــــ نکاح کے چھ ماہ بعد بھی بچہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ "وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا" یعنی بچے کے حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے۔ فرمایا۔ وفصالہ فی عامین، لہذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل رہنے کے پورے تیس ہوئے۔ اور پھر مجنون تو مرفوع القلم ہیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم نے

اس کے رجم کا ارادہ ترک کرتے فرمایا۔

" آہ اے علی آج اگر آپ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ یعنی ایک بے گناہ کا سنگسار ہونا عمر کی ہلاکت کا سبب بن جاتی۔

(الریاض النضرہ، استیعاب ص ۲/۱۹۶)

ایک واقعہ سنتے چلیے۔

زمانۂ علی میں ایک شخص نے دو بیویوں سے نکاح کیا یعنی وہ ایک ہی وقت میں دو بیویوں کا شوہر کہلایا۔ لیکن اتفاق اس وقت ہوا، ———— حیرت و استعجاب کی سیما اس وقت نہ رہی، وقت کا طائر اس وقت اپنی پرواز بھول گیا۔ ماحول کی چلتی نبض اس وقت دھڑکنا بھول گئی کہ جب اس شخص کی دونوں بیویوں نے دونوں عورتوں نے ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر ایک ہی رات میں ایک ہی وادی میں دونوں بچوں کو جنم دیا۔ ایک نے لڑکی کو اور دوسری نے لڑکے کو جنم دیا۔ لیکن اندھیری رات، کوئی پاس نہیں۔ تنہائی کا عالم۔ جب دونوں کو ہوش آیا۔ جب دونوں نے اپنے اپنے بچے دیکھے تو اختلاف ہو گیا۔ شک و شبہ ہو گیا۔ ایک کہتی ہے لڑکا میرا ہے، دوسری کہتی ہے لڑکا میرا ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ کیوں کر ہو۔ دونوں نے بارگاہ علی میں سارا ماجرا بیان کیا۔

چنانچہ پیکر عدل و انصاف نے دونوں کے دودھ کی تھوڑی تھوڑی مقدار لے کر وزن کیا۔ جس کا دودھ زیادہ وزن کا نکلا۔ آپ نے اسی کو لڑکا عنایت فرما دیا۔

اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا۔ سوال کرنے والوں نے جواب چاہا " اے حضرت علی، آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا کہ جس کی ماں کا دودھ زیادہ وزنی بیٹا اسی کا ہے۔ یہ سب آپ نے کیسے مانا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے معترضو، اے سوال کرنے والو سنو! یہ کوئی میرا قول نہیں ہے ارے یہ تو قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ " لڑکوں کے واسطے لڑکیوں سے دو گنا ہے۔ "

بے شک اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہر چیز پر فضیلت دی ہے۔ یہاں تک کہ غذا میں بھی۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۶۲)

کوفہ کی جامع مسجد ہے۔ لوگوں کا اژدہام ہے معتقدین بارگاہ حیدری میں حاضر ہیں۔ اور مولائے کائنات منبر پر جلوہ افروز ہیں، ایسے ماحول میں ایک شخص کھڑا ہوتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ اے علی، اے تاجدار الاولیاء، اے ابوالحسنین مجھے انصاف دیجیے میں انصاف کی بھیک آپ سے مانگتا ہوں۔ میری بیٹی کا خاوند مر گیا ہے۔ اور میری بیٹی کا خاوند کے لڑکے ہیں آٹھواں حصہ ہے۔ لیکن میرے داماد کے وارث اسے نواں حصہ مرحمت کر رہے ہیں۔ مجھے انصاف دلائیے۔ اے شہنشاہ عدل و انصاف۔ یہ سن کر علم و عمل کے شہزادے رقص کرنے

(باقی ص ۶۹ پر)

سلطان الہند
خواجہ معین الدین چشتی

دین حق کی نشرو اشاعت میں برصغیر کے صوفیائے عظام نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کے لئے اللہ نے صوفیائے عظام کو بڑا وسیلہ بنایا۔ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی بھی ایسے اولیاء کبار میں سرفہرست ہیں جنھوں نے عظیم علمی و روحانی و اخلاقی کردار سے ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن فرمائی۔ آپ نے جس زمانہ میں ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا اس وقت غزنوی دور حکومت ختم ہورہا تھا اور ہندوستان میں گزشتہ اسلامی حکومتوں کا اثر اتنا کمزور ہوچلا تھا کہ پھر مسلمانوں کا ابھرنا ناممکن نظر آتا تھا لیکن آپ کے قدم مبارک اس برعظیم میں آتے ہی اچانک اسلامی دنیا میں انقلاب آگیا۔ آپ کے والد ماجد کا نام خواجہ غیاث الدین تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین حسنی حسینی سادات میں سے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی حاصل کی بعد ازاں سنجر کے ایک مدرسہ میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم پائی۔

اپنی عمر شریف کے پندرہویں سال میں آپ ایک دن حسب معمول باغ میں آبیاری فرمارہے تھے کہ ایک مجذوب صفت بزرگ ابراہیم قندوزی وہاں تشریف لائے چونکہ حضرت خواجہ صاحب بچپن ہی سے اولیاء اللہ کی صحبت کے مشتاق تھے لہٰذا آپ نے حد درجہ ادب سے ان کا استقبال کیا اور باغ کے انگور کا ایک خوشہ انہیں پیش کیا جواب میں مجذوب نے اپنی بغل سے کھل کا ایک ٹکڑا نکال کر اپنے منہ میں چبایا اور پھر حضرت خواجہ صاحب کے منہ میں ڈال دیا اس ٹکڑے کے کھاتے ہی آپ کا دل دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہوگیا اور آپ نے یکدم باغ اور سارا سامان فروخت کرکے غربا و فقرا میں تقسیم کردیا اور خود طلب حق میں نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی خلقت سے دور رہ کر عبادت میں مشغول رہنا پسند فرماتے تھے۔ تمام وقت ریاضت میں گزارتے۔ دن رات میں دو قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دور میں کفرو شرک پھیلا ہوا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے علم سے آپ کی ذات سے کرامات ظاہر ہوئیں جن کی وجہ سے اہل باطن دین اسلام میں داخل ہوگئے۔

آپ کے اجمیر تشریف لانے کا واقعہ مشہور ہے کہ جب آپ دہلی سے اجمیر پہنچے تو آپ کے ساتھ تقریباً چالیس معتقدین اور خدام تھے اس وقت پتھورا کا دارالسلطنت اجمیر میں تھا۔ جب حضرت خواجہ صاحب نے ایک مقام پر درختوں کے سائے میں قیام فرمایا لیکن پرتھوی راج کے ملازمین نے آپ کو وہاں ٹھہرنے نہیں دیا اور کہا کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے لہٰذا آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے تو آپ نے فرمایا اچھا اونٹ بیٹھیں ہم یہاں سے اٹھ جاتے ہیں یہ فرماکر آپ وہاں سے اناساگر کے کنارے تشریف لے آئے۔ ادھر جب اونٹ یہاں آکر بیٹھے تو ان کے جسم زمین سے چپک گئے اور باوجود زور کے زمین سے نہ اٹھ سکے یہ اطلاع راجہ کو ہوئی تو اس نے حضرت کی خدمت میں جاکر معافی مانگنے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے معافی عطا فرمائی اور انہوں نے واپس آکر دیکھا تو اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔

جنھوں نے ہندوستان میں شمع اسلام روشن کی

اسی راجہ پتھورا کے متعلق حضرت خواجہ معین الدین نے ایک بار بیساختہ زبان مبارک سے فرمایا کہ پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کرکے لشکر اسلام کے حوالے کردیا ہے۔ پتھورا کا مقابلہ لشکر اسلام سے ہوا اور وہ سلطان کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہوا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اول سخاوت دریا کی طرح یعنی پانی سے ہر قسم کی مخلوق انسان و حیوان سیراب ہوتے ہیں۔ دوم شفقت آفتاب کی طرح یعنی سورج سب کو روشنی پہنچاتا ہے، سوم تواضع زمین کی طرح تمام مخلوق اس پر وزن رکھتی ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین کے مرید خلیفہ اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی یہ نہ سنا کی حضرت نے اپنی صحت کے لئے دعا مانگی ہو۔ بلکہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ "الٰہی جہاں کہیں درد اور محنت ہو وہ اپنے بندے معین الدین کو عطا فرما" میں نے ایک روز عرض کیا یا حضرت آپ اپنے لئے یہ کیسی دعا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور درد میں مبتلا ہونا مسلمان کے لئے صحت ایمان کی دلیل ہے۔"

حضرت خواجہ غریب نواز زندگی میں موت کو یاد رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جمعرات کا دن تھا اور یہی آخری صحبت تھی اجمیر کی جامع مسجد میں قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اہل اللہ معززین اور عقیدت مند بھی موجود تھے۔ ملک الموت پر بات چلی۔ ارشاد ہوا کہ ملک الموت کے بغیر دنیا کی کیا قیمت۔ لوگوں نے دریافت کیا ایسا کیوں؟ ارشاد ہوا حدیث مبارک میں تحریر ہے "موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔"

۶ر رجب ۶۳۳ھ دوشنبہ کے دن عشا کی نماز کے بعد خواجہ غریب نواز نے اپنے حجرہ کا دروازہ بند کیا اور کسی کو بھی حجرہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ہوئی۔ رات بھر یا ہر ذکر کی آواز آتی رہی رات کے آخری حصہ میں وہ آواز بند ہوگئی۔ صبح کی نماز کے وقت دروازہ نہ کھلا تو خدام کو فکر ہوئی دروازہ توڑا گیا تو دیکھا حضرت واصل بحق ہوچکے ہیں۔

"لوگو! تمہارے لئے ضروری ہے کہ غیب میں ہمیں بھلائی کی باتیں کہتے رہو اور نیکی کے کاموں میں معاونت کرو، اور اہل ذمہ! تمہارے اوپر تمہاری رعیت کے حقوق ہیں۔ جان لو کہ حلم سے بڑھ کر اللہ کو کوئی چیز محبوب نہیں اور امام کی جہالت سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں، جان لو! جو کوئی اپنا بچاؤ چاہتا ہے تو وہ اپنے سوا دوسروں کو عافیت دیتا رہے۔"

آپ کے بیشتر خطبات اہل تذکرہ نے اپنی کتب میں درج کئے ہیں، جن کے زور بیان، اثر آفرینی اور ندرت خیالی کی مثال ملنی مشکل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی خطابت پر خود بڑا ناز تھا۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔ وہ تقریر کرنے میں مجھ سے زیادہ حلیم اور باوقار تھے۔ خدا کی قسم جن فقروں پر مجھ کو ناز تھا، ان میں ایک کو بھی انہوں نے نہیں چھوڑا بلکہ فی البدیہہ ویسے ہی یا ان سے بہتر فقرے کہے۔"

امام احمد رضا بریلوی پر سید شاہد علی نورانی کا تحقیقی مقالہ

لاہور۔ علی پبلک سکول اینڈ کالج لاہور کے پرنسپل سید شاہد علی نورانی نے ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم ایڈ کا تحقیقی مقالہ "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی علمی خدمات کا ایک جائزہ" کے عنوان چیئرمین مسز فوزیہ ناہید خواجہ اور ممبر ڈاکٹر اکبر علی کی زیر نگرانی مکمل کرلیا ہے۔

سید شاہد علی نورانی نے ۱۰۰ میں سے ۹۰ نمبر حاصل کرکے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی میں اس تحقیقی مقالے سے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت پر تحقیقی کام کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے نئی راہیں کھل گئی ہیں۔

امام احمد رضا اور ان کے ولد مرافق

حضرت مولانا حشمت علی خاں رضوی قدس سرہ

مولانا ریاض حیدر حنفی صدر المدرسین دارالعلوم اہلسنت انوار الرضا گوراجو کی گونڈہ

لاف

کے کارنامے اخلاف کے
نئے پند و موعظت کے دفتر
کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا میں تاریخ
ند دین کی داغ بیل پڑی۔ ہر خاص و
م کا مشاہدہ ہے کہ عروجِ ماہ میں چودھویں
یاند سب سے روشن اور تابناک ہوتا
ے اس کے برعکس زوالِ ماہ کی چودھویں
ت نہایت مہیب اور تیرہ و تاریک
ی ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے
اریکی جس قدر اپنی دبیز چادر پھیلائے
ے اس کے مقابل میں روشنی کی
ی قدر ضرورت ہے چونکہ چودھویں
دی ہجری کی ہولناک تاریکیاں خوفناک
میاں شباب پر تھیں اسی لئے مولیٰ تبارک
الے نے انھیں ظلمتوں میں اسلام و سنیت
بدر کامل یعنی چودھویں صدی ہجری کا مجدد

اعظم اس عالم میں ایسی ہستی کو پیدا فرمایا جس
نے عالم میں اسلام و سنیت کا نور بکھیر دیا۔
اس نے اپنے سیف قلم حقیقت رقم سے ہر
قسم کے کفر و الحاد کی دبیز چادروں کو تار
تار فرما دیا۔ وہ ذات گرامی ہے امام احمد رضا
فاضل بریلوی قدس سرہ کی۔ آپ کو رب
العالمین نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دین پاک کا ایک بدر کامل بناکر
اس عالم میں بھیجا۔ آپ کے نورانی جلووں سے
اور فیوض و برکات سے مستفیض و مستفید ہونے
والے مبارک اشخاص میں شیر بیشۂ سنت
قدس سرہٗ کی بھی ایک ممتاز اور منفرد شخصیت
ہے۔ آپ کی اخاذ طبع مبارک نے اپنے مرشد
کی بارگاہ مقدسہ سے علوم و معارف کا ایک
ایسا عظیم سرمایہ حاصل کیا کہ خود اعلیحضرت
قدس سرہٗ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے

"ولد مرافق"، "ابو الفتح" اور "غیظ
المنافق" جیسے القاب جلیلہ سے نوازا۔ انھیں
فیوض و برکات سے آپ نے اسلام و سنیت
کی ایسی عظیم خدمات فرمائی کہ اکابر علمائے
عظام نے آپ کو امام المناظرین، سرمایۂ اہل
سنت، شیر بیشۂ سنت، اور مظہر اعلیٰ حضرت
جیسے عظیم خطابات سے یاد فرمایا۔ اور
یہ خطاب رفیعہ محمودہ اتنے
مشہور ہوئے کہ آپ
کے لئے بمنزل اعلام
ہو گئے اور یہی اعلام مبارکہ
دنیائے اسلام و سنیت میں
آپ کو جاننے پہچاننے کے لئے
زبان زد ہر خاص و عام ہو گئے۔
شیر بیشۂ سنت قدس سرہٗ کی ولادت
شہر لکھنؤ میں ہوئی آپ خود اپنا سن
ولادت "سگ بارگہ بغداد" تحریر فرماتے
تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ۱۳۱۹ھ کی نگاہ کیمیا اثر
نے وہ تاثیر پیدا کی کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں
اشرف علی کے خلیفہ لیسین خام سرائی سے بلد دانی
میں مناظرہ کے لئے بھیجا تھا جہاں آپ کو نمایاں
کامیابی ملی۔ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام بری
طرح شکست کھا کر بھاگے واپسی کی حاضری پہ
بارگاہ مرشد سے کثیر دعوات اور ابو الفتح، ولد
مرافق کے اعزاز سے نوازے گئے جن کے
مبارک جلوؤں کا ظہور تا حیات ظاہری
آشکارہ رہا۔ اسی وقت سے ان مراحم



خسروانہ و مکارم شاہانہ پر اظہار نیازمندی کا
میں آپ نے اپنے نام مبارک سے پہلے "عبید الرضا"
لکھنا شروع کر دیا اسی موقعہ پر ان اعزاز مبارک
کے ساتھ بارگاہ اعلیٰ حضرت سے کچھ روپیہ
بطور عطیہ اور ماہانہ وظیفہ نیز جبہ و عمامہ بھی
مرحمت ہوا حتیٰ کہ خود اعلیٰحضرت قدس سرہٗ
نے اپنا عمامہ آپ کے سر پر رکھتے ہوئے
ارشاد فرمایا کہ حشمت علی میرا روحانی
بیٹا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی
نگاہ کرم نے آپ کو مجمع البحرین
بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نجی مجالس
میں بھی استفسارات پر
برجستہ ایسے ایسے دقیق
علمی مسائل بیان
فرما دیتے کہ
اکابر علماء انگشت بدنداں
رہ جاتے زیارت حرمین کے
موقعہ پر جس جہاز میں حضرت شیر بیشۂ
سنت قدس سرہٗ جا رہے تھے اسی سے
دیوبندی مولویوں کا ایک قافلہ بھی جا رہا تھا
جس میں منظور سنبھلی اور استاذ حبیب الرحمٰن
مئوی بھی تھا آپ فرماتے تھے کہ مجھے خبر نہ تھی
کہ یہ سب اسی جہاز پر ہیں ایک بار منظور
سنبھلی میرے پاس آیا اور اس نے سلام
کیا میں نے ابتداءً اسے پہچانا نہیں اس کی
ہیئت پہلے سے بدلی ہوئی تھی دریافت فرمایا
کہ دولت خانہ کہاں ہے اس نے ہنس کر کہا

م آپ اتنی جلدی بھول گئے اگر اجازت ہو تو
یٹھ جاؤں اور میرے بستر پر بیٹھنے کے لئے
یکا میں نے فوراً روک دیا کہ تم گستاخ
سول ہو میرے بستر پر نہیں بیٹھ سکتے اس
نے بڑی لجاجت سے کہا کہ آپ کا دل ابھی ہم
وگوں کی طرف سے صاف نہیں ہوا ہے
حضرت قدس سرہٗ نے جواب دیا کہ میری
ور تمہاری کوئی دنیوی لڑائی نہیں تم لوگ
ان کفری عبارتوں سے توبہ کر لو میں سر آنکھوں
پر بٹھانے کے لئے تیار ہوں اس پر منظور نے
کہا کہ آپ جہاز میں بھی مناظرہ کے موڈ میں ہیں
یں اس وقت مناظرہ کے لئے نہیں آیا بلکہ
ایک اشکال لے کر آیا ہوں اس کا جواب
دیجئے شیر بیشۂ سنت قدس سرہٗ نے فرمایا
کہ اس جہاز پر تمہاری جماعت کے کون کون
لوگ ہیں اس پر اس نے بتایا کہ فلاں فلاں
ہیں پھر دریافت فرمایا کہ یہ اشکال ان سے
کیوں نہ حل کرا لیا تو اس نے بڑی سادگی سے
کہا کہ ہم لوگ دو دن سے الجھے ہوئے ہیں اور
جواب سمجھ میں نہیں آ رہا ہے مجھے بعض ذرائع
سے معلوم ہوا کہ آپ بھی اس جہاز میں ہیں اس
لئے حاضر ہو گیا ہوں کم از کم اشکال تو سن
لیجئے جواب چاہے دیں یا نہ دیں شیر بیشۂ
سنت قدس سرہٗ نے فرمایا اگرچہ مرتد ہونے
کی وجہ سے تم اس کے اہل نہیں کہ تمہیں کوئی
علمی مسئلہ بتایا جائے مگر بیان کرو انشاء
اللہ جواب اس لئے دونگا کہ تم اسے عجز نہ

جانو اس پر منظور نے مندرجہ ذیل اشکال
پیش کیا کہ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ مصرح ہے
کہ دینیات میں کافر کا قول معتبر نہیں اور یہاں
جہاز میں جب جہاز محاذات یلملم میں پہونچنے
والا ہوتا ہے تو کپتان کے حکم سے ہارن بجتا ہے
کپتان کافر ہے اور احرام باندھنا ایک دینی
حکم ہے اس دینی حکم میں کافر کے اخبار سے
کیوں احرام باندھنا واجب ہو جاتا ہے۔
حضرت شیر بیشۂ سنت قدس سرہٗ نے
فرمایا بس اتنی سی بات کے لئے تم چھوٹے
بڑے سب پریشان تھے یہاں تم لوگوں کو اشتباہ
لگا ہے۔ دو باتیں الگ ہیں کہ ایک دینی
بات ہے اور ایک دنیوی ہمیں احرام کہاں
سے باندھنا واجب ہے یہ دینی بات ہے
اور یلملم کہاں ہے یہ دنیوی بات ہے۔ پہلی بات
کہ احرام محاذات یلملم سے باندھنا واجب ہے
یہ حدیث سے معلوم ہوئی کپتان کے اعلان
سے نہیں۔ دوسری بات یہ کہ یلملم کہاں ہے
اور اب آ گیا یہ کپتان کے اعلان سے معلوم
ہوتی ہے مگر یہ جغرافیائی بات ہے دینی نہیں
تو جو بات دینی ہے وہ کپتان کے اعلان سے
نہیں معلوم اور کپتان کے اعلان سے یلملم
کے محاذات میں پہونچنا معلوم ہوا یہ دینی نہیں
دنیوی ہے۔ منظور اکڑو بیٹھ گیا تھا اور
بڑے غور سے جواب سن رہا تھا اور شکریہ
ادا کر کے چلا گیا۔ ان باتوں کو جب تنہائیوں
میں سوچو تو بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے

مجدد کا تصور کچھ ہمیں تو ایسا لگتا ہے
متن احمد رضا ہونگے شرح شیر رضا ہونگے

عشق و جاں نثاری کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عاشق اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کے لئے ہی اپنی زندگی گذار دیں چونکہ مرشد کریم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے آپ کو عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا عظیم سرمایہ عطا فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق گذار دی کبھی بھی کسی بھی مخالف معاند حاسد اور دشمن دین کو یہ کہنے کا موقعہ نہ مل سکا کہ آپ کا فلاں کام سنت کے خلاف ہے۔ آپ نے مسرت و شادمانی کے کیف آور حسین لمحات عالم جلال و غضب آور اور مسلسل کرب ناک آزمائش و ابتلاء کے اوقات میں بھی سنت پاک کی پابندی میں کسی جذبے کو آڑے نہ دیا جب کہ یہ ایسے مواقع ہیں کہ آدمی اپنے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے بقول محدث اعظم علیہ الرحمہ "ان کی کیا پوچھتے ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ایک ساعت پر مکمل روشنی ڈالنا محال ہے اور ان کی پوری زندگی سنت کریمہ کے مبارک سانچے میں ڈھلی تھی ان کا اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ ہنسنا۔ بولنا۔ سب کچھ بطریق مسنون تھا اور یہی سب کچھ ہے ان کی مکمل زندگی کو کوئی کیا بیان کر سکے گا" ان کا درجہ بہت بلند تھا یقیناً وہ فنا فی الرسول تھے اکابر علمائے کرام کے تأثرات کو اگر یکجا کیا جائے تو بجائے خود وہ ایک مکمل کتاب بن سکتی ہے بس اس شعر پر اس مبارک مضمون کو ختم کر رہا ہوں ہے۔

عرس نوری کا اہتمام

مدرسہ مصطفویہ رضویہ برکات العلوم میں ۱۳ محرم الحرام کو نہایت ہی تزک و احتشام کیساتھ منایا گیا۔ محفل کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے حافظ قاری امیر احمد صاحب پیلی بھیتی مدرس مدرسہ ہذا نے کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا شرف الدین صاحب نیپالی مدرس مدرسہ ہذا نے سیرت مفتی اعظم پر پُر زور روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مولانا محمد فرقان رضا نوری مدرس مدرسہ ہذا نے ۱ بجکر ۴۵ منٹ پر قل کی کارروائی شروع کی اور دعا فرمائی۔

مرسلہ: ماسٹر عبد الرشید خاں رضوی صدر مدرسہ ہذا

بقیہ صـ ۱۷ کا

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ زیر تبصرہ جریدہ میں ۱۲ مضامین ہیں مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی عربی نظم کو باقاعدہ طور پر مسلسل شامل اشاعت رکھیں، اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تصانیف سے عربی ادبی شہ پارے بھی شامل کریں تاکہ رسالہ کا معیار اور بلند ہو۔

تحقیق کے نام کو داغدار کرنیوالے

اعلیٰ حضرت کی نعت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

سید مجیب الرضا بریلوی
(ایم۔ اے، معلم)

جذبۂ حسد اور بغض کے باعث امام احمد رضا کی عبقری شخصیت کو مجروح کرنے کی کوشش ہوتی رہی۔ نام نہاد محققین سے عوام کی آگاہی کے لئے یہ چند سطریں سپرد قلم کر رہا ہوں۔

جناب عرفان عباسی صاحب اردو زبان و ادب کے خود ساختہ محقق ہیں۔ اردو زبان و ادب کی متعدد کتب کے مصنف اور ادب اردو میں میدان تحقیق کے شہسوار تصور کئے جاتے ہیں۔ موصوف نے "دبستان امیر مینائی" کے نام سے امیر اور ان کے تلامذہ کا تذکرہ تصنیف کیا۔ تذکرہ مذکورہ شائع کر کے نہ صرف داد تحقیق حاصل کی بلکہ انعام و اکرام بھی۔ افسوس کہ غلط اور بے بنیاد امور پر مشتمل تصنیف کرنے والے اردو ادب میں محقق کہے جانے لگے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نعت گوئی کے کل بھی امام تھے اور آج بھی ہیں۔ ان جیسا نعت گو شاعر اردو ادب میں پیدا نہیں ہوا! اور نہ آئندہ ہوگا۔ آپ کی بے انتہا مشہور نعت "لَم یَات نظیر" آپ کے مجموعہ کلام "حدائق بخشش" میں شائع ہو چکی ہے سیرت پاک اور میلاد کی محفلوں میں برصغیر کے چپہ چپہ میں پڑھی جاتی ہے۔ اردو ادب کے محقق کتنے زیادہ بے خبر ہیں۔ اس بات کا اندازہ عرفان عباسی کے مذکورہ تذکرہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

عرفان عباسی صاحب نے مذکورہ تذکرہ کے صفحہ ۳۵۴ پر سید اشتیاق حسین صاحب ناطق بریلوی کے ترجمہ میں ناطق صاحب کا نمونہ کلام بھی رقم فرمایا۔ جس کو پڑھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ امام احمد رضا کی مقبول عام نعت کو ناطق بریلوی کی نعت بتاتے ہیں۔ اور سند کے طور پر "تذکرہ شعراء جے پور" پیش کرتے ہیں۔ محققین ادب کی نا اہلیت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ تحقیق کے تمام اصولوں کو بالائے

طاق رکھ کر انتہائی سطحی معلومات کو بطور تحقیق پیش کرتے ہیں۔

عرفان عباسی صاحب کا سفینہ تذکرہ شعراء جے پور کا بھی ہم نے مطالعہ کیا۔ جس سے انکشاف ہوا کہ تذکرہ شعراء جے پور کے مصنف عرفان عباسی صاحب سے بھی بہت زیادہ گئے گزرے ہیں۔ تذکرہ شعراء جے پور کے مصنف کا معیارِ تحقیق یہ ہے کہ جناب کو ناطق بریلوی کا نمونہ کلام دستیاب نہ ہوا۔ تو موصوف ایک میلاد خواں نصیر الدین قریشی سے ملے اور ان سے دو شعر مخلوط زبان کے میسر ہوئے۔ گویا نصیر الدین کی طرح تذکرہ شعراء جے پور کے مصنف بھی میدان تحقیق کے طفل نادان ہی ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے نصیر میلاد خواں کے بیان کردہ اشعار کو ناطق بریلوی کا تسلیم کر لیا۔ اگرچہ یہ مخلوط زبان کی نعت مکمل طور پر "حدائق بخشش" حصہ اول میں شائع ہو چکی ہے۔ واضح ہو کہ "حدائق بخشش" حصہ اول پہلی بار سنہ ۱۹۰۹ء میں پٹنہ سے شائع ہوا تھا۔ ایک شد نہ دو شد کے مصداق دونوں تذکروں کے "محققین" کی معلومات کا جغرافیہ کتنا تنگ ہے ناظرین خود ہی فیصلہ کر لیں۔

مذکورہ دونوں تذکروں کے رقم کردہ اشعار ملاحظہ فرمایئے اور سر دھنئے کہ ہمارے محققین ادب کو نہ تو شعر سمجھنے کی صلاحیت ہے اور نہ وزن و بحر سے واقفیت ہے۔ افسوس! نام نہاد محققین کے رقم کردہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

لمُ یاتِ نظیرک فی نظرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کا تاج ترے سر سوہے تجھکو شہ دوسرا جانا

اَلمَوجُ عَلاَ والبحرُ طغیٰ من بیکس وطوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

(تذکرہ شعراء جے پور ص ۴۸۵)
(دبستان امیر مینائی ص ۳۵۴)

مذکورہ بالا اشعار میں جہاں عروج کی واضح غلطیاں ہیں وہیں عربی زبان و ادب سے ناواقفیت جہالت کی حد تک واضح ہے۔ جس میلاد خواں کو ہمارے محققین نے راوی تسلیم کیا اس کی علمی بے رضاعتی بھی آشکارہ ہے۔ ہمارے محققین بے علم راوی کو ثقہ مان کر اپنی بے علمی کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ بہر کیف مذکورہ اشعار میں برائے جہالت اتنی تحریف اور ترمیم کر دی گئی ہے کہ اشعار کی مٹی پلید ہو گئی یعنی اشعار مہمل ہو گئے۔

ناظرین بجا طور پر یہاں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مذکورہ اشعار مہمل بے وزن ہیں تو پھر صحیح اشعار کیا ہیں اور کس کے ہیں۔ ناظرین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت رضا بریلوی کا کلام "حدائق بخشش" حصہ اول ۱۹۰۹ء میں ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" عظیم آباد میں شائع ہوا تھا چار زبانوں میں کہی نعت دس اشعار میں مشتمل اس ایڈیشن کے علاوہ بھی سب ہی ایڈیشنوں میں مذکورہ نعت شامل ہے۔ اس نعت کا مطلع

وہی ہے جو عرفان عباسی صاحب نے تحریف
شدہ تذکرہ میں ترجمہ ناطق میں شائع کیا ہے
درست شعر اس طرح ہے۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

دوسرا شعر حدائق بخشش میں مندرجہ ذیل ہے۔

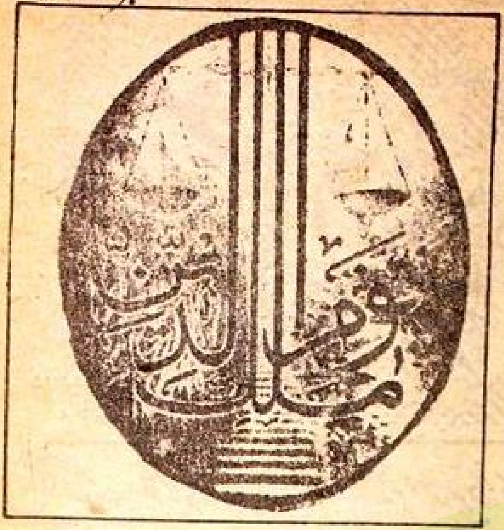
البحر علا والموج طغےٰ من بیکس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

مذکورہ بالا اشعار فصیح و بلیغ ہیں لطافت
اور شعریت کے علاوہ اسلوب و بیان کی ندرت
میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ نیز عروض کے عیوب
سے بھی منزہ ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مذکورہ
اشعار ناطق بریلوی کے کیوں تصور کر لئے۔ اس
کی وجہ غالباً مذکورہ نعت کا مقطع ہے۔ ؎

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا۔

مقطع میں ناطق کا لفظ دیکھ کر سادہ لوح میلاد
خواں نے مذکورہ نعت ناطق بریلوی کی نعت تصور
کر لیا ہو۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احباب ارشاد
بریلوی اور ناطق بریلوی کی فرمائش پر حضرت رضا
بریلوی نے مذکورہ نعت چار زبانوں میں لکھی تھی
اس امر کا اشارہ حضرت رضا بریلوی نے مقطع
میں کر دیا ہے۔ ناطق اور ارشاد بریلوی آپس
میں برادر تھے۔ حضرت رضا بریلوی کے معتقد
تھے۔ بلکہ ارشاد بریلوی نے کافی عرصہ تک امام
احمد رضا کے یہاں کتابت بھی کی۔



آئندہ قسط میں دوسرے نام نہاد
محققین کی قلعی کھولی جائے گی جنہوں نے
امام احمد رضا فاضل بریلوی کی عبقری شخصیت
کو بزعم خود بونا بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

بقیہ صفحہ ۶ کا

لگتے ہیں، حیدر کرار کی رگوں میں اور ارشاد
فرمایا "تیرا داماد دو لڑکیاں چھوڑ کر مرا ہے"۔
عرض کیا ہاں! پھر فرمایا۔ "اس کے والدین
بھی حیات ہیں"، عرض کیا ہاں۔ پھر فرمایا۔
"تیری بیٹی کا آٹھواں حصہ اب نواں ہو گیا
ہے۔ پس اب تو اس سے زیادہ مت
طلب کر۔

ناظرین کرام! حضرت علی کے عدل و
انصاف کو اپنانے کی کوشش کریں۔

علی امام من است و منم غلام علی
ہزار جان گرامی فدائے نام علی

نقد و نظر

(تبصرہ کیلئے کتاب کی ۲ جلدوں کا آنا ضروری ہے)

مبصر: محمد شہاب الدین رضوی اختری

آفتاب احمد سیفی	مستقیم احمد امروہوی
ضخامت	۲۴
ناشر	۱۶ الف اول منزل نور حاجی بل روڈ ڈونگری بمبئی ۹

وہابیوں اور دیوبندیوں کا ہمیشہ یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ حق بات ہے، قبول کرنے سے گریز کرتے رہے، ان کی عقلوں پر دبیز حجاب پڑا رہا، اگر کسی شخص نے غیر جانبدارانہ طور پر ان کی گستاخانہ عبارات کی نشاندہی کی، اور ان کے کفریات کو شریعت اسلامیہ کے شکنجے میں جکڑ کر میزان اعتدال پر تولا تو پوری ذریات آگ بگولہ ہو گئی، کہیں حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے مناظرہ کا سہارا لیا گیا تو شکست فاش ہوئی، شکست کھا کر گڑھے میں گرنے والا اپنے انانیت دکھانے کے لئے زبان درازی سے بدکلامی، گالی گلوج اور ذاتیات کو سہارا بنا لیا۔ اہل سنت کے بھیس میں باطل پرستی کا زہر گھولنے کے لئے منافقت کی راہ سے داخل لیا، مگر اللہ تعالٰے نے ایسے حق گو سچی اور کھری بات کہنے والے بھی پیدا فرمائے۔ زیر تبصرہ کتاب "آفتاب احمد سیفی" کی غلط روش، منافقانہ چال، مسلکی اختلاف، دریدہ دہنی، بدکلامی کی پول کھول رہی ہے۔ آفتاب احمد سیفی صاحب مسلم کمیٹی امروہہ کے صدر ہیں اور کمیٹی کے دستور العمل میں یہ بات بھی مندرج ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اہتمام سے منانا، اور شب قدر و شب برأت کو شب بیداری کا اہتمام کرنا یعنی اہلسنت اور مسلک اعلیٰحضرت پر اس کی اساسی بنیاد ہے اور اسکا صدر اہل سنت ہی ہو سکتا ہے مگر آفتاب احمد سیفی وہابی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا انکشاف جناب مستقیم احمد امروہوی نے کیا ہے۔ موصوف کی کوشش لائق تحسین ہے کہ انھوں نے آفتاب احمد سیفی کے غلط مسلک سے اہل امروہہ کو آگاہ کیا۔ یہ کتاب ایک خط کی حیثیت سے ہے جو موصوف نے آفتاب احمد سیفی کے

نام لکھا ہے شروع میں ان کی نیتا گری، لیڈر شپ میں حصہ اور دنیا پروری اور ان کے کچھ اہم امور کی نشاندہی کی ہے پھر ان کا جن علماء سے تعلق ہے ان کی بارگاہ رسالت میں گستاخیاں، اور آ... میز کلمات کو باحوالہ نوٹ کیا ہے۔ ص۶ سے ۹ اتک مولوی عبد الشکور کاکوری، اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی گنگوہی، مولوی اشرفعلی کی خدمات دینیہ انگریزی نوازی، انتشار بین المسلمین اور بارگاہ رسالت، صحابہ کرام میں تنقیصات نقل کی ہیں۔ ص۱۹ اور ۲۰ پر علماء حرمین شریفین کے تنائج تحسام الحرمین کے حوالے سے نقل کئے ہیں۔ انداز تحریر سلیس اور مناظرانہ ہے۔ ص ۸، ۹، ۱۰ پر حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ﷺ اور صحابہ کے نام کے ساتھ رض لکھا ہے، جبکہ ہمارے علماء ایسے الفاظ کو لکھنے کی اجازت نہیں دیتے اور فرماتے ہیں کہ درود شریف کا اختصار کرنا حرام ہے۔ فرقہ وہابیہ کا بانی محمد ابن عبد الوہاب ہے۔ عبد الوہاب مرحوم سنی صحیح العقیدہ تھے مگر لکھنے والے ڈائریکٹ عبد الوہاب نجدی لکھدیتے ہیں جیساکہ اسی کتاب کے ص۱۱ پر کئی جگہ لکھا گیا ہے جہاں "التوحید" کا اقتباس نقل کیا گیا ہے وہیں پر سنہ نمبر سن طباعت اور مطبوعہ لکھنا ضروری تھا۔ کاغذ وطباعت عمدہ اور کتابت غنیمت ہے۔ امید کہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کرلی جائے گی۔

الفکر الاسلامی	ایڈیٹر مولانا محمد حسین خاں
صفحات	۳۲
ناشر	الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی
قیمت	نامعلوم

اہل سنت وجماعت میں رسائل واخبارات کی دنیا بہت محدود سی ہے۔ اردو میں تو رسائل کچھ نکل رہے ہیں، مگر اہلسنت کا کوئی موقر اخبار، ہفت روزہ یا بندرہ روزہ نہیں ہے۔ صحافت کی دنیا پر غیر مکتب فکر کی چھاپ ہے۔ اردو میں کچھ ہو بھی رہا ہے مگر عربی میں اب تک کوئی ماہنامہ نظر سے نہیں گذرا۔ مولانا محمد حسین خاں نے بے سر وسامانی کے عالم میں "الفکر الاسلامی" کا اجرا کیا۔ بے سر وسامانی کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایڈیٹر مولانا محمد حسین خاں اور نائب ایڈیٹر مولانا سرور القادری خود اپنے ہاتھ سے لکھکر فوٹو کاپی کراکر مخصوص اور اہم شخصیات کے پاس بھیج رہے ہیں، اہل علم و دانش اور خصوصاً اساتذہ مدارس سے راقم السطور کی گذارش ہے کہ فوری طور پر "الفکر الاسلامی" کی کاپیاں اپنے مدارس میں منگوائیں طلبہ کو عربی رسالے کے مطالعہ کا شوق دلائیں۔ راقم کے پیش نظر الجامعۃ القادریہ رچھا سے نکلنے والا یہ جریدہ پہلا شمارہ ہے امید کہ حضرت مولانا صغیر احمد رضوی اس

(باقی ص ۶۶ پر)

مکتوبات

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے

حسب پروگرام میں ۱۷ مئی کو بحمد اللہ بخیر و عافیت آپ کے حسن اخلاق کے عکس کے ساتھ کراچی واپس آگیا۔ آپ نے جس خلوص اور محبت کے ساتھ احقر کی پذیرائی اور مہمان نوازی کی اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے فکری و علمی مشن کو عالمی سطح پر پھیلانے کے لئے امید ہے کہ آپ کا ادارے کے ساتھ تعاون رہے گا۔ راقم کی آمد پر آپ نے جن شخصیات سے تعارف کرایا اور جنھوں نے محبت و خلوص سے احقر کی پذیرائی فرمائی ان تمام اہل محبت کی خدمت میں سلام خلوص۔ کار لائقہ میں یاد فرمائیں۔ جواب سے ضرور نوازیں۔

حضرت قبلہ مفتی اختر رضا خاں مدظلہ کی خدمت میں سلام علیک۔

وجاہت رسول قادری کراچی

مولانا آپ کا میں تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ آپ نے از راہ عنایت ماہنامہ سنی دنیا کے دو تازہ شمارے بندۂ احقر کو عطا فرمایا اس سے قبل بھی آپ نے ایک رسالہ بھیجا تھا۔ ان دنوں میرے کمرے پر مولوی فتح احمد بستوی اور مدیر حجاز جلوہ افروز تھے ان کو میں نے سنی دنیا پیش کیا بہت خوش ہوئے۔ سنی دنیا کو ڈائجسٹ کی شکل دے دی یہ کام آپنے جدید دور کے تقاضوں کے مدنظر کیا جو قابل تحسین ہے مولانا یسین اختر مصباحی ورق گردانی کے بعد فرمانے لگے کہ مدیر موصوف کا شوق اور محنت رنگ لا رہا ہے وہ دن دور نہیں کہ مدیر موصوف ایک اچھے قسم کے صحافی بن کر ہماری جماعت میں چار چاند لگائینگے میں نے مضامین کی ترتیب دینا موقوف کردی ہے۔ میں دنیاوی تفکرات سے الجھا ہوا ہوں دعا فرمائیں کہ نجات نصیب ہو آمین۔

علامہ ازہری کو تفقہ فی الدین نے وراثت میں عطا ہوا ہے جو پیر طریقت فقیہہ ہو مفتی ہو اور عالم دین ہو وہی صحیح معنی میں ہادی اور مرشد کے عہدہ کو سنبھال سکتا ہے۔ بریلی کی مرکزیت کا سارا دائرہ اور دائرۂ عمل حضرت ازہری صاحب کی ذات پر موقوف اور منحصر دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کو شفائے کامل عطا فرمائے اور تبلیغ سنیت کا زیادہ سے زیادہ کام لے آمین۔

احمد حسین قادری، بمبئی

جناب من امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے اور تمام ہی حضرات بھی بخیر ہوں گے مولیٰ تعالیٰ کریم اپنے پیارے حبیب ہم سب کے آقا

و مولیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وسیلۂ جلیلہ سے اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین آپ کے "سنی دنیا" کے مدیر ہونے پر ناچیز تمام نوری رضوی حضرات کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

حضرت مولانا الحاج محمد شوکت حسن خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زبانی آپ کا تعارف اور "سنی دنیا" رسالہ ماہنامہ کے مدیر ہونے کے بارے معلومات حاصل ہوئی بہت خوشی و مسرت ہوئی

عزیز من آپ سے درخواست ہیکہ حضرت مفتی اعظم ہند فقیہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب الازہری دامت برکاتہم العالیہ کا ٹائی پر رسالہ بہت پسند کیا گیا اور عام مسلمانوں کے لئے بالخصوص سنی بریلوی بھائیوں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے علم اور عمل کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

محمد لئیق احمد قادری اختری، کراچی

بفضلہ تعالیٰ بخیر ہوں اور خیریت کا متمنی بھی! ماہ مئی کا ماہنامہ "سنی دنیا" باصرہ نواز ہوا کرم فرمائی کا شکریہ!

"نام رضا کی دھوم" اداریہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سرزمین لکھنؤ پر منعقد شدہ "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سیمینار و کانفرنس"، کی تفصیل آپ نے جس انداز میں پیش کی وہ بھی لائق آفریں۔ البتہ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سیمینار و کانفرنس میں صرف ندوہ کے طلبا ہی نہیں بلکہ اساتذہ بھی شریک تھے خصوصیت سے دار المبلغین نالہ سے عبد العلی فاروقی اور ندوہ سے اسلم ندوی جیسے غیر معمولی لوگوں نے از اول تا آخر سارے اجلاس میں شرکت کی۔ مقلب القلوب ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

۱۷ ربیع الآخر شریف "انجمن رضائے مصطفےٰ لکھنؤ" کے زیر اہتمام ہر سال جشن غوث الوریٰ کا انعقاد ہوتا ہے۔ امسال فقیر کی خواہش ہے کہ حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ صدارت فرمائیں تاکہ اہل لکھنؤ کو داخل سلسلہ ہونے کا موقع مل جائے۔

عبد المصطفےٰ حشمتی ردولی شریف

کرم فرمائے من محترم مولانا شہاب الدین صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سنی دنیا ملا۔ حضور تاج الاسلام علامہ ازہری صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کر دیں۔ حضور کی آمد بہت بابرکت رہی معتبر لوگوں نے بتایا کہ چند دیوبندی بھی حضور کے دست حق پرست پر تائب ہوکر داخلہ سلسلہ ہوئے تھے (گھنٹہ گھر میں) نور العلوم مدرسہ دیوبندی کے مدرسین بھی جلسہ میں آئے تھے

واپسی میں وہ لوگ یہ باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے کہ "ارے یار ہم لوگ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کا ازہری کوئی بابا دادا ہوگا مگر یہ تو بہت قابل معلوم ہوتا ہے جیسے شیر گرجتا تھا" الحمد للہ رب العلمین۔ سچ ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

غلام محی الدین رضوی، بہرائچ شریف

محترم و مکرم جناب مولٰینا شہاب الدین صاحب زید مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! مزاج شریف!

ماہنامہ سنی دنیا کا ماہ مئی کا رسالہ نظر نواز ہوا۔ الحمد للہ آپ کی ادارت میں پرچہ خوب سے خوب تر کی طرف گامزن ہے اس پرچہ کو دیکھ کر اور بھی عاشق رضا علیہ الرحمہ کو خوش کر دیگا۔ امید ہے کہ عنقریب ہی کچھ ممبران ماہنامہ سنی دنیا کے بن جائیں گے میری دعا ہے کہ عزوجل اس رسالہ کو دن دو گنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

محمد ایوب رضوی، امروہہ

محترم جناب ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا سلام مسنون! اگست کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ آپ نے "شدھی تحریک کو کچلنے کیلئے علماء اور قائدین سے اپیل کی ہے کہ وہ آگے آئیں"۔۔۔ آپ جیسے دردمند کہاں ہیں جو میدان میں آئیں؟ ماشاء اللہ رسالہ میں دیگر مضامین خوب تر ہیں۔

محمد وزیر احمد قادری کٹیہار

شان سرکار نرالی دیکھی

ذکر محبوب دو عالم جو کیا کرتے ہیں
جان و دل اپنا ملائک بھی فدا کرتے ہیں

شان سرکار دو عالم کی نرالی دیکھی
ان کی تعظیم ملائک بھی کیا کرتے ہیں

سیرت شاہ دو عالم ہے اللہ اللہ
ظلم سہتے ہیں مگر سب کا بھلا کرتے ہیں

ہم گنہگار دل کا رہتا ہے انھیں کتنا خیال
امتی امتی اکثر وہ کیا کرتے ہیں

روز محشر کا تجھے کس لئے غم ہے زاہد
عاصیوں کی وہ شفاعت ہی کیا کرتے ہیں

(از: سید زاہد علی، شاہجہانپوری)

منقبت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ

مدد کن غوث صمدانی محی الدین جیلانی
کرم کر دی ضیا پاشی محی الدین جیلانی نے

ملیں ابدال آنکھیں ہے وہ پائے پاک ذیشانی
خدا جانے سرِ اقدس کا رتبہ کیا ہے لاثانی

مرادیں سارا عالم ہے در محبوب سبحانی
نبی کی آل کا گھر ہے خدا کی میر ساما نی

مجھے رضوان نے مانگا داور محشر سے یہ کہکر
خداوندا یہ بندہ ہے محی الدین جیلانی

میں عاصی قادری بندہ کرم کی ہو فراوانی
جناب غوث صمدانی محی الدین جیلانی

(از: محمد ادریس خاں بریلوی)

عالم اسلام (از: صاحبزادہ عسجد رضا خاں)

جہاں نما

ملاوی کے مسلمانوں پر مشنریوں کا حملہ

پاکستانی علماء کے ایک وفد نے ملاوی کے ایک حالیہ دورے کے بعد اپنی رپورٹ میں اس بات پر تشویش ظاہر کی ہے کہ عیسائی مشنریاں ملاوی کے مسلمانوں کو بہلا پھسلا کر گمراہ کر رہی ہیں، ملاوی کے سادہ لوح غریب مسلمان ان کا خاص نشانہ ہیں۔ مذکورہ رپورٹ کے مطابق عیسائی مشنریاں یہاں کے قادیانی کافروں سے ساز باز کر کے غریب مسلمانوں کی معاشی بہبود اور ان کے بچوں کے لئے فراہمیٔ تعلیم کے نام پر تبدیلی مذہب کا کاروبار چلا رہی ہیں۔

ایک سروے کے مطابق یہاں پر پانچ سو مساجد ہیں جب کہ ائمہ مساجد کا شمار صرف ۱۲۰ تک ہی پہنچتا ہے یہاں کے بیشتر مساجد ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں نے قائم کی تھیں اور مساجد میں حفظ قرآن اور ناظرہ کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ عربی، انگریزی اور اسلامی تعلیمات کی تدریس کا اہتمام کرنے کی بھی کوشش کی گئی لیکن بعد میں انتظامی اور مالی دشواریوں کی بنا پر یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

پاکستانی علماء نے مسلم زعماء سے اپیل کی ہے کہ اس سے قبل کہ ملاوی پر عیسائیت غالب آجائے وہ آگے آئیں اور یہاں کے لئے درکار ائمہ مساجد و مدرسین و مبلغین کی فراہمی کا بندوبست کریں اور مشنریوں نیز قادیانیوں کی یلغار کے خلاف کوئی سخت موقف اپنائیں۔

نائیجیریا کے نسلی فسادات

۷ مئی کو نائیجیریا کے شمالی شہر کے ایک دیہات قدونا میں اس وقت زبردست فساد بھڑک اٹھا تھا جب کہ قصبہ کی بازار کی منتقلی کے معاملہ کو لے کر عیسائیوں نے مسلم کسانوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اسی معاملہ میں ایک فساد فروری میں بھی ہو چکا ہے۔ حالیہ فسادات میں تقریباً ۴۰۰ سو انسانی جانوں کا اتلاف ہوا ہے۔ اس کے علاوہ راجدھانی لاگوس کے ایک مظاہرے میں کم از کم گیارہ افراد پولیس کے ہاتھوں ہلاک ہوئے یہ لوگ بازار سے اشیاء غائب رہنے کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے۔

قدونا فسادات کے بارے میں مقامی آرچ بشپ نے مسلمانوں پر الزام لگاتے ہوئے اس کی وجہ سیاسی کشمکش کو قرار دیا ہے۔ ایک بیان کے مطابق قطف میں عیسائیوں کی اکثریت آباد ہے جب کہ وہاں

پر کسی مسلمان کو ہی سربراہ نامزد کیا جاتا ہے۔ اور سیاسی عمل میں مسلمانوں کی رائے ہی فیصلہ کن سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کو نزاریہ کے مسلم امیر الحاج شاہو ادریس کارروائی حلقہ سمجھا جاتا ہے چنانچہ عیسائیوں کی جانب سے کبھی کبھی جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ آرچ بشپ نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ فساد منصوبہ بند تھا اور ذمہ داروں کو پہلے سے ہی اس کا علم تھا۔ انھوں نے کہا "ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ ملک میں گڑبڑ پیدا کرنے کی خاطر کچھ لوگ باہر سے آئے ہیں اور فوجی تربیت دے رہے ہیں۔

متنازعہ عزالہ مسلم لیڈر شیخ ابوبکر نے اس فساد کی کچھ اور ہی وجہ بیان کی ہے۔ ان کا بیان ہے "حالیہ تشدد مذہبی نہیں تھا۔ یہ فوج اور پولیس کے ان ماتحت لوگوں نے برپا کیا تھا جو عوام کو اقتدار منتقل نہیں کرنا چاہتے۔ فوج مسلم جنازے قدرے نا لائی ہی اس لئے تھی کہ لوگ لڑنے پر آمادہ ہو جائیں۔"

مالی ۴۶ سالہ سابق اپوزیشن لیڈر الفاعمر نے نارے مالی کے پہلے آزادانہ انتخابات میں ۷۰ فیصد ووٹ حاصل کر کے اپنے حریف طیول کونائے کو شکست دے دی ہے۔ عمر کونارے اب لفٹنٹ کرنل عمدو تومانی طورے کی جگہ لیں گے جنھوں نے ایک سال قبل فوجی ڈکٹیٹر موسیٰ طرورے کو بے دخل کر کے مالی میں جمہوری سیاسی اصلاحات کا آغاز کیا تھا۔

سعودی عرب حکومت نے ۶۹۱ء میں خلیفہ عبدالمالک بن مروان کی تعمیر کرائی ہوئی مسجد قبۃ الصخرہ کی تجدید کاری اور مرمت کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ مسجد اس جگہ تعمیر کی گئی جہاں پر بیت المقدس میں داخلے کے وقت خلیفہ دوم عمر بن خطاب نے نماز ادا کی تھی لیکن ۱۹۸۲ء میں ایک دہشت گرد یہودی کارکن نے مسجد میں فائرنگ کر کے کئی جگہ نقصانات پہنچائے تھے۔ اس مسجد کی از سر نو تزئین پر کم از کم ۸۰ لاکھ ڈالر کا صرفہ آئیگا۔

ازبکستان تاشقند یونیورسٹی کے ایک قریبی محلہ "مرزا غالب محلہ" میں ایک عظیم الشان مسجد کے ساتھ ہی ایک اردو مدرسہ بھی تعمیر کیا جارہا ہے۔ ازبکستان تقریباً ۷۰ سال سے اشتراکیت کا اسیر رہا ہے تاہم ازبک مسلمانوں نے اپنی مذہبی اور ثقافتی روایات کو برقرار رکھا ہے۔ اور اب وہ سرکاری امداد کے بغیر ہی کئی نئی مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔

البانیہ ۷۱ سالہ مفتی الحاج حافظ صابری کوچی کو ۲۱ سال پہلے اشتراکی حکومت نے قید بامشقت کی سزا دی تھی۔ پچھلے ۲۱ برسوں سے وہ دوسرے سیاسی ملزموں کی طرح تانبہ کی کانوں میں ویلڈنگ اور پلمبنگ کا کام کر رہے تھے۔ اب تازہ سیاسی تبدیلیوں کے بعد انھیں ایک بار پھر اسلام کی خدمت کا موقع مل گیا ہے۔

۱۹۶۷ء میں البانوی ڈکٹیٹر انور حجہ نے البانیہ کو سرکاری طور پر ایک ملحد ملک قرار دیدیا تھا حالانکہ البانیہ ایک مسلم اکثریت والا ملک ہے (مسلم ۶۵ فیصد عیسائی ۳۳ فیصد) اس کے بعد سے دوسرے اشتراکی ممالک کی طرح البانیہ میں بھی مذہب کے خلاف ملک گیر مہم چھیڑی گئی اور تقریباً ۹۵ فیصد عبادت گاہوں کو نابود کر دیا گیا تھا۔

ملیشیا وزیر اعظم ماتر محمد نے زمبابوے کی راجدھانی ہرارے میں قائم ایک مسجد اور ایک یتیم خانہ کی امداد کے لئے ہرارے کے اسلامک کلچرل انسٹی ٹیوٹ کو ۲۰ ہزار ڈالر کا عطیہ دیا ہے۔ زمبابوے میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ماتر محمد نے یہ عطیہ دولت مشترکہ کانفرنس کے دوران پیش کیا تھا جب کہ انھوں نے زمبابوے کے کئی معروف و مقتدر مسلمانوں سے بھی ملاقات کی تھی۔

ایران حالیہ انتخاب میں صدر رفسنجانی کی پارٹی کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے اخباری حلقوں میں صدر رفسنجانی کی کامیابی کو ایران میں لبرل اثرات کے بڑھتے ہوئے رسوخ اور اسلام پسند دل کی پسپائی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ لیکن ایرانی حلقوں کا کہنا ہے کہ ایرانی دستور کے مطابق صدر یا مجلس کوئی قطعی اختیارات کے مالک تو ہوئے نہیں۔

لبنان شمالی لبنان میں اسرائیل کے ایک فضائی حملہ سے دس افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ جن میں صرف ایک ہی گھر چار افراد شامل تھے۔ اسرائیل کے اس حملہ اور حزب اللہ کی مزاحمتی کارروائی سے کئی دیہاتوں میں تناؤ پیدا ہوگیا ہے۔ شمالی لبنان کے یہ کوہساری دیہات حزب اللہ کی کمین گاہ سمجھے جاتے ہیں۔

بنگلہ دیش چٹاگانگ کی پہاڑیوں میں قبائلی اور غیر قبائلی طلباء کے مسلح گروہوں کے درمیان تصادم نے شدت اختیار کرلی ہے "عظیم تر چٹاگانگ پہاڑی سلسلہ اسٹوڈینٹس کونسل" کا الزام ہے کہ بنگالی اسٹوڈینٹس کمیٹی کے ممبران قبائلیوں کے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں یہ قبائلی شورش بنگلہ دیش میں گذشتہ ۱۶ برسوں سے برقرار چلی آرہی ہے۔

شام دانس آف اسرائیل نے یہ دھمکی نشر کی ہے کہ اگر حزب اللہ نے جنوبی لبنان کی "حفاظتی پٹی" میں اسرائیلی ٹھکانوں پر حملہ بند نہیں کیا تو شام کے ساتھ ایک "چھوٹی جنگ" کو خارج از امکان نہیں کہا جاسکتا۔ کیا یہ حزب اللہ کو ناکام کرنے کے لئے شام اور اسرائیل کی مشترکہ حکمت عملی ہے؟

کویت الصباح حکومت نے ایسے اشارے دیئے ہیں کہ آئندہ پانچ ماہ میں متوقع انتخابات پر کویتی حکمراں دوسرے ممالک کا احتساب قبول نہیں کریں گے۔ حال ہی میں کویتی ذمہ داروں نے انتخابات کے موضوع پر منعقد کیے جاتے

والے دو سیمیناروں پر پابندی لگادی تھی۔ اخبار کی اطلاعات کے مطابق حالیہ دنوں میں کویت میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہوگیا ہے۔

کوسوفو البانوی مسلمانوں کی اکثریت والے یوگوسلاویہ کے شمالی صوبہ کوسوفو میں البانوی رہنما ابراہیم رگوفا کوسوفو کے پہلے آزادانہ صدارتی انتخاب میں کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ ابراہیم رگوفا کوسوو کے پہلے منتخب صدر ہونگے۔ عام انتخابات میں کوسوفو ڈیموکریٹک الیکشن پارٹی کو اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔ البانوی رہنماؤں کو قوی امید ہے کہ حالیہ انتخاب ان کے صوبہ کو ایک خودمختار جمہوریہ بنانے میں سنگ میل ثابت ہوگا۔ حالیہ انتخابات میں ۹۰ فیصد عوام نے اپنی آراء کا استعمال کیا تھا۔

سنگاپور سرکاری ذرائع کے مطابق یہاں پر مسلمانوں کی آبادی ۴ لاکھ سے تجاوز کرکے تقریباً ساڑھے ۱۶ فیصد ہوگئی ہے۔ ۸۰-۱۹۷۵ء کے وقفہ میں یہاں پر ۷ نئی مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ ۶ مزید مساجد کی تعمیر کے لئے اسلامک کونسل آف سنگاپور نے دس لاکھ ڈالر کا فنڈ جمع کرنے کی مہم شروع کی ہے۔ حکومت نے ۱۹۸۳ء سے سکنڈری سطح کے طلباء کے لئے مذہبی تعلیم لازمی قرار دے رکھی ہے۔

آسٹریا ویانا کے اسلامک سینٹر کے ڈائرکٹر ڈاکٹر عبداللہ الشکور سعید کے ایک بیان کے مطابق آسٹریا میں اس وقت تقریباً ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں جن کی اکثریت ترک اور یوگوسلاوی مہاجروں پر مشتمل ہے۔ مسلمان زیادہ تر راجدھانی ویانا اور اس کے مضافات میں آباد ہیں۔ ویانا کا اسلامک سینٹر مسلم ممالک کے سفراء کی ایک انتظامی کمیٹی کے زیرنگرانی چلایا جارہا ہے۔ اسلامک سینٹر کے زیراہتمام اسکولوں میں ۱۲ ہزار طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامی تعلیم کو سرکاری نصاب میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ آسٹریا میں کل ۵۵ مساجد ہیں۔ بیشتر مساجد میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کی تدریس بھی ہوتی ہے۔

فلپائن کورباٹو کی میونسپل عدالت نے یہاں کا متنازعہ چرچ مسلمانوں کے حوالہ کردیا ہے جہاں ایک دوسری مسجد اسی مقام پر قائم کردی گئی ہے۔ اب سے ۲۵ برس سے پہلے عیسائیوں نے اس مسجد پر زبردستی قبضہ کرلیا تھا، جبکہ زمین پر مسلمانوں کا دعویٰ تھا۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ یہ زمین ایک عیسائی شخص کی تھی جس نے بعد میں مسلمان ہوکر اپنا نام عبدالجلیل رادرین رکھ لیا تھا۔ لیکن مقامی عیسائی آبادی اپنی اکثریت کے بل پر اس مسجد پر قابض ہوگئی۔ آخر عدالت نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیدیا۔

اراکان (برما) جیسا کہ پہلے سے خدشہ تھا برما کے فوجی آمروں نے تمام اراکانی مسلمانوں کو وطن واپس لینے سے انکار کردیا ہے۔ فوجی حکمراں اراکانی مہاجرین کی وطن واپسی کے

نگرانی کے لئے اقوام متحدہ کو ثالث بنانے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ دریں اثنا اراکانی مسلمانوں کے لیڈروں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اراکانی مسلمان اسی وقت وطن سے واپس لوٹیں گے جب انھیں ان کی حفاظت وسلامتی کی بین الاقوامی ضمانت دی جائے اور ان کے مسائل کا تصفیہ کرایا جائے۔

یونان یونانی زبان ترک اور ترکی النسل کے لئے دو علیحدہ لفظ ہیں جن پر ایک زبردست تحریک اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ حال میں ایک کتاب میں یونان کے ترک مسلمانوں کو ترکی النسل مسلمان لکھا گیا تھا۔ اس پر ایک مسلم لیڈر نے اعتراض کیا "یونانی حکومت ہم لوگوں کو تقسیم کرنا چاہتی ہے۔ آپ عوام سے پوچھیں وہ سب کو ترک محسوس کرتے ہیں۔ ترکی بولتے ہیں" سرکاری ذرائع کے مطابق یونان میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار یعنی ایک فیصد مسلمان ہیں جن میں سے نصف ترک ہیں اور نصف جپسی (GYPSE) نیز پوماک قبائلیوں پر مشتمل ہیں جو عثمانوی دور میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یونانی پارلیمان میں دو نمائندگی دو مسلم ممبران کرتے ہیں اور وہی اس تحریک میں پیش پیش ہیں۔

مبصرین کا خیال ہے کہ اس قضیہ کے پیچھے مسلم اقلیت کا یہ احساس ہے کہ حکومت ان کے ساتھ تفریق کرتی ہے اور انھیں دوسرے شہریوں کے برابر حقوق حاصل نہیں ہیں۔ چنانچہ وہاں پر مسلمان نہ زمین خریدنے کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں نہ گھر بنوا سکتے ہیں، نہ اپنی دکانیں رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا پیشہ ورانہ کام کر سکتے ہیں۔

افغانستان ۱۴ سال سے مسلسل مجاہدین کی جد وجہد کا ثمرہ ہے کہ آج افغانستان آزاد ہو گیا ہے، آزادی کے بعد سب سے پہلے صدر پروفیسر صبغت اللہ مجددی ہوئے پھر صدارت کا عہدہ پروفیسر ربانی کے سپرد کر دیا گیا ہے مگر ہنوز جگہ جگہ مجاہدین آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ابتک تو روسی نواز نجیب اللہ سے لڑتے رہے مگر اقتدار کی ہوس نے اب آپس میں لڑنے کو مجبور کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو ہدایت نصیب کرے کہ جنھوں نے ۱۴ سال تک آزادی کیلئے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا تھا، اے اللہ ان میں اتحاد و اتفاق عطا فرما تاکہ اسلام کی شعاعیں بڑھتی چلی جائیں (آمین)

پاکستان سندھ کی صورت حال بہت زیادہ ناک ہے، فوجی آپریشن کی رفتار تیز تر ہو گئی ہے ایم کیو ایم کے ممبران کو گرفتار کر رہی ہے۔ اور نسلی فسادات بھی رونما ہو گئے ہیں، اخباری ذرائع کے مطابق مولانا عبد الستار نیازی نے کہا ہے کہ پاکستان کا دستور العمل قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس (لاہور) میں وزیر اعظم میاں نواز شریف کے بھائی شہباز نواز نے اعلان کیا تھا کہ "احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویہ کے رد میں کتاب لکھنے والے کو انعام دا ایوارڈ دیا جائیگا" حضرت علامہ عبد الحکیم شرف

قادری کا شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لکھ کر انعام کے مستحق ہو گئے ہیں۔

ہندوستان

وفیات

○ دنیائے سنیت کے لئے یہ خبر انتہائی افسوس ناک ہے کہ خطیب الہند حضرت علامہ محمد جہانگیر خاں صاحب قادری مہتمم دار العلوم حنفیہ غریب نواز بوکارو اسٹیل سیٹی کے بڑے شہزادے محمد عالم گیر قادری کا مورخہ ۹ر جون ۹۲ء کو آناً فاناً ایک ناگہانی حادثہ میں انتقال ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جیسے ہی دار العلوم میں یہ اندوہ ناک خبر پہونچی ہر آنکھ اشک بار ہو گئی فوراً قرآن خوانی اور تعزیتی نشست کا اہتمام ہوا جس میں عمائدین شہر بوکارو، دار العلوم کے اراکین، اساتذۂ کرام اور سبھی طلباء موجود تھے بعد ایصال ثواب رقت قلب سے دعا کی گئی کہ مولیٰ کریم بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسماندگان کو صبر جمیل اور مولانا محترم کو اسکا نعم البدل عطا فرمائے (آمین) انجمن گلشن بغداد اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

(محمد الیاس احمد رضوی سکریٹری انجمن گلشن بغداد بوکارو اسٹیل سیٹی بہار)

○ نہایت ہی افسوس اور صدمۂ جانکاہ کے ساتھ اطلاع کر رہا ہوں کہ میری والدہ محترمہ بی بی کثیرہ خاتون جن کو جانشین مفتیٔ اعظم کی کنیز ہونے کا شرف حاصل تھا مورخہ ۲۴ر ذیقعدہ بمطابق ۷ر مئی ۹۲ء شب جمعہ کو دار فانی سے دار البقا کو کوچ کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون گذارش ہے کہ مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد فہیم رضواں بمقام دوگچھی پوسٹ قصبہ۔ ضلع پورنیہ بہار)

آل بہار رضوی کانفرنس

شمالی بہار کے مشہور معروف قصبہ باڑا سیتامڑھی میں انجمن فلاح المسلمین کیجانب سے ریاستی پیمانہ پر اپنی نوعیت کی واحد اور تاریخ ساز "آل بہار رضوی کانفرنس" ہونے جا رہی ہے جس میں ملک کے مشاہیر علماء تشریف لا رہے اور اس موقعہ سے ایک مجلہ بنام "گلشن رضا" نکالا جا رہا ہے اہل قلم حضرات سے گذارش ہیکہ بارگاہ رضویت میں بذریعہ قلم عقیدت کا خراج پیش کر کے فیضان رضا سے مستفیض ہوں۔

(محمد حسن رضا فرکی انجمن فلاح المسلمین مقام باڑا پوسٹ لہوریا ضلع سیتامڑھی بہار پن ۸۴۳۳۲۴)

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd. No. XI 7 (82) Vol-3, Annual Subscription Rs. 60/-
Per Copy Rs. 6/- Regd. PO No. B.R./199/93

تعارف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ

جو چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم عبقری، عظیم مفسر، ریاضی داں، سائنسداں، مدبر، سیاست داں اور شاعر ——— جن کے تفقہ فی الدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علماء حرمین شریفین نے "مجدد مائۃ حاضرہ" کے عالی شان خطاب سے نوازا ——— جن کی نعتیہ شاعری نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چراغ جلاکر ظلمات سے نور کی طرف رہنمائی کی ——— جنہوں نے علمی، مذہبی اور دینی خدمات کے علاوہ سیاسی اور معاشرتی محاذ پر بھی رہبری و رہنمائی کا فریضہ بدرجہ احسن سر انجام دیا ——— جو اتحاد عالم اسلام کے داعی تھے جن کی دعوت و پیغام کو ابھی تک سمجھا نہیں گیا۔ ان کے شرعی فیصلوں، سائنسی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور تعلیمی نظریات سے استفادہ کیا جائے تو عالم اسلام میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

اس لئے!

"امام احمد رضا اکیڈمی" کی بنا د رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں ڈالی گئی۔ تاکہ اس ذات گرامی کے افکار عالیہ کی اشاعت "بریلی شریف" سے کی جا سکے۔

رابطہ کا پتہ

امام احمد رضا اکیڈمی، ۱۰۵۔ خواجہ قطب بریلی شریف

مرکز سواد اعظم اہلسنت آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ

کا

علمی، دینی، اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

بریلی شریف

سنی دنیا

جلد ۱۱
شمارہ ۱۱۹

اکتوبر
۱۹۹۲ء
ربیع الآخر
۱۴۱۳ھ

مالک و نگراں:۔ جانشین مفتیٔ اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج مفتی الشاہ محمد اختر رضا قادری ازہری زیب سجادہ

نائب نگراں
مولانا عسجد رضا خاں قادری

مدیر اعلیٰ
محمد شہاب الدین رضوی اختری

مدیر اعزازی
محمد قمر الحسن قمر بستوی

کتابت:۔ محمد اختر رضا، بانسی پوروی

مقام اشاعت:۔ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی فون نمبر ۷۲۱۶۶

دفتر۔ ادارہ معارف رضا آل رسول منزل علی پبلک اسکول پاک نگر اکرم روڈ نزد چمڑہ منڈی لاہور

فی شمارہ ۶ روپیہ، سالانہ ۶۰، پاکستان کے لئے ۱۵۰، دیگر ممالک ۲۵۰، لائف ممبری ۱۵۰۰۔

مالک و نگراں و پبلشر محمد اختر رضا خاں ازہری پرنٹر منان رضا خاں نے ساز آفسیٹ پرنٹرس خواجہ قطب بریلی سے طبع کراکے دفتر ماہنامہ سنی دنیا سے شائع کیا

اشاریات

اداریہ

عرب اسرائیل معاہدہ مکمل

از قلم
مولینا محمد شہاب الدین رضوی اختری

سعودیہ اسرائیل میں شریعتِ اسلامیہ کی پامالی ہاتھ مل گیا

متحدہ عالمی محاذ کی تشکیل

بیت المقدس کی عظمت و تقدیس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب سرکار ابد قرار حضور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو سب سے پہلے بیت المقدس میں تمام انبیاء و مرسلین کی امامت فرمائی ____ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ (۱۵/۱)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک، جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنز الایمان)

بیت المقدس کو قبلۂ اول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جس میں دنیا اور دین کے برکات مضمر ہیں۔ اور وحیٔ الٰہی کی جائے نزول ہے۔ اسی جگہ پر سب سے زیادہ انبیاء کرام کی عبادت گاہیں ہیں۔ اور ان کا قیام بھی یہیں رہا۔ اسی جگہ حضرات انبیاء و مرسلین کے

قریں ہیں۔ وہاں پر نہریں، خوب صورت درخت اور سرسبز وشاداب باغات، میووں، پھلوں کی بھرمار وکثرت جس کے ذریعہ لوگ عیش و راحت کی زندگی گزاریں ——— اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں اہل شام وفلسطین کو بیت المقدس کے طفیل عطا فرمائیں۔ یہ وہی بیت المقدس ہے جس کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے، اور وہاں نماز ادا کرنے والے کو بخشش ومغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کی خوش خبری دی گئی ہے ———

مگر یہی پاک سرزمین، ناپاک ظالم سامراج، اور یہودیوں کے ناجائز تسلط میں ہے ——— اور مشرق وسطیٰ میں جو اسلامی حکمراں برسراقتدار ہیں وہ آزادیٔ بیت المقدس کے معاملات میں بالکل مجبور و بے کس ہو چکے ہیں۔ اس لئے جو لوگ یہ توقع رکھتے ہیں کہ خلیجی ملکوں کے امراء وشیوخ اپنے عشرت کدوں کو خیرباد کہہ کر اور اپنے یہود نواز آقا امریکہ کے سیاسی مفادات کو نظر انداز کرکے آزادیٔ قدس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائیں گے۔ وہ صرف خیالوں اور تصورات کی دنیا کی بات کرتے ہیں ——— ایک طرف کچھ خلیجی ممالک آزادیٔ فلسطین مقدس کی بات کرتے ہیں، تو دوسری طرف سعودی عرب اسرائیل سے خفیہ معاہدہ میں ڈٹا ہوا ہے۔ اور جب دوستی کا ہاتھ مل گیا تو کوئی بات نہیں کہ صیہونیت کا پنجہ سعودی عرب کو لے ڈوبے۔ الندن سے نکلنے والے عربی روزنامہ "العرب" مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۹۲ء نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ دوستی کے معاہدے زور پکڑ رہے ہیں۔ سعودی اور اسرائیل میں خرید وفروخت پر اتفاق ہو چکا ہے۔ اسلامی اسکالر مولانا غلام زرقانی (اسلامک کال کالج طرابلس، لیبیا) نے اخبار کا تراشہ اور اردو ترجمہ بھیجا ہے۔ اس کو بعینہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ———

القدس المحتلة - العواصم - وكالات
تفاصيل جديدة عن الجهود السعودية والمسلمين من جهة. والكيان الصهيوني
وسلطت الجريدة في خبر لها الضوء على ما يجري في الخفاء من ترتيبات بين الحكومة السعودية وتل ابيب. واضافت معلومات
- نشرت دورية «لوموند» الفرنسية اسس من اجل تطبيع العلاقات بين العرب من جهة اخرى.
اخرى حول ما سبق ان نشرناه في «العرب» عن دور سفير خادم الحرمين الشريفين في واشنطن بندر بن سلطان والمبعوث السعودي الخاص الموجود في الكيان الصهيوني «اسحاق بن سخوطة».
وقالت دورية «لوموند» التي تصدرها «مؤسسة «لوموند» الفرنسية المتخصصة بقضايا المخابرات ان الاتصالات السعودية مع اسرائيل بدأت قبل سنة وان استعدادات تتخذ الآن للبدء باستقبال اول دفعات

السياح السعوديين الراغبين في تمضية الصيف في الاراضي العربية المحتلة ومع ان الصحيفة لم تشر الى دور الحكومة السعودية في تمويل المشروع الا ان مصادر مطلعة في اوروبا قالت ان اشخاصا سعوديين وبدعم من جلالة الملك فهد يدرسون حاليا جدوى العديد من المشاريع التجارية في فلسطين المحتلة وان هذه المشاريع تاخذ اشكالا عدة.
وفيما يتعلق بالاستعدادات المتوالية على حد قول الصحيفة للتعاون في مجال السياحة قالت «لوموند» ان وكالة السياحة الاسرائيلية المسماة «زيارة» والتي يملكها تاجر السلاح الاسرائيلي يعقوب نمرودي. وهذا الشخص معروف في اسواق التجارة والسمسرة السياسية في العالم وله اكثر من دور مشبوه في قضيتي تزويد ايران بالسلاح الصهيوني وايضا في ترتيبات الاتفاق الامريكي الايراني حول مسالة الرهائن.
وتمضي «لوموند» القول ان «زيارة» صارت

جاهزة لاستقبال الافواج الاول من السياح السعوديين بمدينة القدس.
وتتويجاً لهذه المجهودات اصبح منتظراً في هذا الشهر «يونيو» ان يفد على القدس ملفتا سائح سعودي لزيارة المدينة المقدسة وقبة الصخرة. وفي هذا الاطار يعمل المسؤول عن مكتب وكالة السياحة المسمى «مير فيلان» على استخراج تاشيرات خاصة لهؤلاء السعوديين بمساعدة السلطات الاسرائيلية.
وبالتنسيق مع اسحق ادريس سخوطة عضو رابطة العالم الاسلامي التي تتخذ من الرياض في المملكة العربية السعودية مقراً رئيسياً لها والموجود في تل ابيب منذ اكثر من اسبوعين والذي اشارت «العرب» الى دوره القذر كموفد سعودي لاسرائيل.
ومع ان سخوطة قد غلف زيارته للقدس بستار معاينة متطلبات ترميم قبة الصخرة موفداً من العاهل السعودي لهذا الغرض لكنه في حقيقة الامر زار مناطق سياسية والتقى مع شخصيات سياسية اسرائيلية

ومنهم رئيس الكيان الصهيوني نفسه اسحق هيرتزوغ الذي نقل اليه تحيات خادم الحرمين!

وادلى سخوطة بتصريحات صحفية قال فيها ان زيارته للاراضي المحتلة تدخل ضمن اطار تدعيم سبل السلام في الشرق الاوسط وحاولت السلطات السعودية التكتم على اخبار وانشطة سخوطة وعالجتها بسرية تامة. الا ان وسائل الاعلام الاسرائيلية عملت على تغطيتها بشكل مكثف واصفة المبعوث السعودي بانه مقرب جدا من المسؤولين السعوديين ومن خادم الحرمين الذي لم يصدر عنه اي رد فعل!

ويحتفظ الموفد سخوطة بعلاقات ممتازة مع الحاخام الاسرائيلي دافيد روزن مدير جمعية محاربة اسامة السمعة لليهود وهي جهة تتخذ من هذا الشعار واجهة للدخول في مشاريع وخطط مخالفة تماماً لمسماها ويعتقد ان حاخامها هذا ربما يكون ممن زاروا المملكة العربية السعودية اكثر من مرة سراً او علانية

القدس: فرانس کے اخبار "لوموند" نے سعودی عرب کی اسرائیل اور عرب سے تعلقات بحال کرنے کے لئے نئی کوششوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ نیز اخبار نے سعودی فرمار واؤں کی خفیہ جدوجہد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

"لوموند" جس کا تعلق فرانس کے انٹلی جنس شعبہ سے ہے لکھتا ہے کہ سعودی عرب کی یہ کوشش ایک سال قبل شروع ہوئی تھی اور اب سعودی زائرین کی پہلی کھیپ جلد ہی مقبوضہ فلسطین پہونچنے والی ہے۔ جو اپنی گرمی کی تعطیل وہاں گذاریں گے۔ مگر اخبار نے اس پروگرام سے متعلق سعودی حکومت کی پالیسی سے نظر انداز کیا ہے۔ لیکن دیگر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ چند سعودی، شاہ فہد کی مدد سے کئی مختلف تجارتی پروگرام مقبوضہ فلسطین میں شروع کر رہے ہیں۔

دوسری جانب اخبار لکھتا ہے کہ سیر و سیاحت سے متعلق اسرائیل کمپنی جسے "زیارت" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس کا مالک دلالی کے میدان کا بادشاہ، اسلحے کا نامور تاجر "یعقوب نمرودی" ہے مزید برآں اس کا نام اسرائیلی اسلحے کے ایران سے فروخت کرنے کے سلسلے میں کافی بدنام ہو چکا ہے۔ نیز امریکی یرغمالیوں کو ایران سے آزاد کرانے کے سلسلے میں بھی اس کا کردار نمایاں رہا ہے۔

اخبار نے واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ کمپنی پہلے سعودی کھیپ کے استقبال کے لئے ساری تیاری مکمل کر چکی ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ ان کوششوں کو مزید سود مند بنانے کے لئے جون میں دو سو سعودی مقبوضہ قدس اور قبۃ الصخرۃ کی زیارت کے لئے آرہے ہیں۔ جن کے ویزا کے لئے دوسرا اسرائیلی سیاحتی ادارہ "یرقیلاں" اسرائیلی حکومت اور اسحاق ادرس ابن سخوطہ عضو رابطہ عالم اسلامی کی مدد سے کوشش کر رہا ہے واضح ہو کہ رابطہ عالم اسلامی سعودی عرب کی عالمی تنظیم ہے جس کا ہیڈ آفس ریاض میں ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ سخوطہ نے گرچہ اپنی مقبوضہ فلسطین کی زیارت کا تعلق قبۃ الصخرۃ کی ترمیم میں ہونے والے اخراجات میں سعودی عرب کی مالی امداد سے جوڑ رکھا ہے مگر اس نے وہاں دو ہفتے کے قیام کے دوران کئی سیاسی علاقوں کی زیارت کی ہے اور کسی سیاسی

لیڈروں سے ملاقات کی ہے۔ جس میں صیہونی گروہ کا لیڈر "اسحاق هیرتزوغ" بھی شامل ہے اور ان تک شاہ فہد کی نیک خواہشات بھی پہونچائی ہیں۔

ابن سخوطہ نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ان کی مقبوضہ فلسطین کی زیارت سے مشرق وسطیٰ میں سلامتی کے لئے ہو رہی کوشش کو مزید فروغ ملے گا۔ اخبار لکھتا ہے کہ حکومت نے مسخوط کے اس سفر سے متعلق ساری معلومات کو صیغۂ راز میں رکھا ہے لیکن اسرائیل خبر رساں ایجنسی نے اس کی خوب ہی تشہیر کی ہے۔ جس میں اس نے مسخوط کو شاہ فہد کا مقرب بتایا ہے۔

اخبار نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی تنظیم بنام "اسرائیلی شہرت کو بگاڑنے والوں کے خلاف جنگ" کے سربراہ دافید روزن کے تعلقات مسخوط سے کافی گہرے ہیں۔ جو کہ اپنے اس شعار سے بالکل ہٹ کر کام کرتی ہے اور ساتھ ہی اس شبہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ یہ قطعی تعجب خیز نہیں کہ اس تنظیم کے لیڈر سعودی عرب کا ماضی میں خفیہ اور علانیہ دورہ نہ کر چکے ہوں۔

"اخبار العرب" میں رابطۂ عالم اسلامی کے اہم رکن اور اسرائیل کے لیڈر سے ملاقات اور ہاتھ ملاتے ہوئے فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ یہ نتیجہ نکالنا کوئی مشکل نہیں۔

۱۔ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی کوششوں کو سبوتاژ کر کے اسرائیل سے معاہدہ چہ معنی دارد۔

۲۔ جب کہ مسلسل لبنان کی غازہ پٹی اور فلسطینی حریت پسندوں پر ہوائی حملے جاری ہیں۔ روزانہ درجنوں مسلمان جان بحق کر دیے جاتے ہیں۔

۳۔ اسرائیل میں تجارتی سطح کی شروعات کیا عالم اسلام کو بیوقوف بنانے کے مترادف نہیں۔

۴۔ اور ابتک آزادی بیت المقدس کی تحریک کو سعودی شاہ فہد نے متحرک ہو کر کے طاقتور کیوں نہیں کیا۔

۵۔ آزادی میں سب سے بڑی رکاوٹ خود عرب حکمراں بالخصوص سعودی عرب ہے۔ یہ نام نہاد مسلم حکمراں ہر اس تحریک اور طاقت کے خلاف اپنے خزانوں کے منہ کھول بیٹھے ہیں جو ان کے آقا امریکہ اور اس کی خبیث کوکھوں سے جنم لینے والے اسرائیل کے خلاف دنیا کے کسی بھی گوشہ سے اٹھتی ہے۔

۶۔ ۱۹۲۶ء میں موتمر عالم اسلامی کانفرنس کی تجویز "جزیرۃ العرب میں غیر مسلموں کو اقتصادی امتیازات نہ دیئے جائیں"۔ اس پر کہاں تک عمل ہوا۔

۷۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آزادی کے لئے "متحدہ عالمی اسلامی محاذ" کی تشکیل ہونی چاہیئے۔ یہ وہ ممالک اسلامیہ کریں جن کے مفادات برطانوی، امریکی سامراج یا اشتراکی طاقتوں کے ساتھ وابستہ نہ ہوں۔

عالم اسلام کے عظیم علمی و روحانی رہنما خانقاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے مسند نشین حضور مفتی اعظم ہند کے حقیقی جانشین علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت

مہتمم العالیہ اپنے ایک تفصیلی فتویٰ میں رقم طراز ہیں ــــــــــ "بیت المقدس کو
اقصیٰ اور فلسطین بلکہ پورے مقبوضہ عرب علاقہ کو اسرائیل کے ناجائز تسلط سے آزاد کرانے
کی بھی حکومت سعودیہ عرب کو اتحاد و تنظیم کا خیال نہ آیا، اور آیا تو اتحاد کی تشکیل کیوں نہ کی ؟ ــــ
برٹش وغیرہ حامیان یہود سے رابطہ کیوں نہ توڑا ؟ کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ سعودی
حکومت ہمیشہ سے یہود و نصاریٰ کی وفادار اور ان کے اشارہ پر کاربند ہے، اور آج بھی اسی
وفاداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں " ــــ آگے چل کر بڑے روزدار انداز میں فیصلہ فرماتے ہیں
جزیرۃ العرب پر ان یہودی فرمارواؤں کو قابض و دخیل کر کے کیا اسرائیل کی حفاظت کا انہیں
موقع فراہم نہ کیا ؟ ضرور کیا۔"

موجودہ نرسمہاراو حکومت سے قبل جتنی بھی پارٹیاں برسر اقتدار آئیں سبھی کی خارجہ پالیسی تھی
"اسرائیل" کی حکومت کو تسلیم نہ کیا جائے مگر موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی میں ایک دم تبدیلی آئی اور اس
نے ناجائز حکومت کو تسلیم ہی نہیں بلکہ اس سے سفارتی تعلقات بحال کئے اس موقع پر اہل سنت
کے ایک عظیم اور متحرک ادارہ رضا اکیڈمی بمبئی نے احتجاج کیا، دھرنا دیا اور دیگر ذرائع ابلاغ سے
حکومت ہند کو مطلع کیا کہ مظلوموں کا ساتھ دینے والا ظالموں کا ہمدرد کیسے بن گیا۔ روزنامہ انقلاب بمبئی
۔ فروری ۹۲ء کی شائع کردہ رپورٹ اختصار کے ساتھ نقل کی جاتی ہے ــــــــ حکومت
ہند نے اپنی پرانی خارجہ پالیسی کو چھوڑ کر اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ اس کے
خلاف آج فلورا فاؤنٹن پر رضا اکیڈمی کے عہدیداران سمیت سوا سو با وقار مسلمانوں نے صبح ۹ بجے
سے بعد نماز عصر تک دھرنا دیا۔ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری محمد سعید نوری نے بتایا کہ دھرنا کا آغاز
تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے علاوہ سارا دن نعت و منقبت پڑھتے رہے اور نماز ظہر و
نماز عصر نماز مغرب کا خصوصی اہتمام کیا گیا، دھرنا دینے والوں میں مفتی رفیق، مولانا سید سراج اظہر
مولانا شفیق الرحمان، مولانا عبدالقدوس کشمیری، حافظ عبدالقادر، مولانا شاہ محمد، مولانا شاہد رضا
حافظ اظہر، ایڈوکیٹ محمد یوسف ابراہانی، محمد یوسف زیورلری وغیرہ بھی شامل تھے جس شامیانہ
میں دھرنا دیا گیا اس پر لگے بینروں پر تحریر تھا۔ "عرب حکومتوں کی رضامندی مسلمانوں کی رضامندی
نہ سمجھی جائے"۔ اسرائیلیوں سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔" یہودی سعودی مردہ باد"۔
"بیت المقدس کو جب تک آزادی نہ مل جائے اس وقت تک اسرائیل سے سفارتی تعلقات
قائم نہ کئے جائیں" ــــ رضا اکیڈمی کے ایک وفد نے منترالیہ میں وزیر اعلیٰ سدھا کر راؤ
نائیک کے دفتر میں ایک میمورنڈم پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ سفارتی تعلقات کر کے مسلمانوں
کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ دنیا کو معلوم ہے امریکہ برطانیہ جیسی حکومتوں کی مدد سے
(بقیہ صفحہ ۳۵ پر)

ضیائے قرآن

قرآن کی آیات تین طرح کی ہیں۔

۱۔ جن کا مطلب عقل و فہم سے وراء ہے انہیں متشابہات کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کے معنیٰ ہی سمجھ میں نہیں آتے۔ جیسے الٓمٓ، حٰمٓ، الٓر، وغیرہ۔ انہیں مقطعات کہا جاتا ہے۔ بعض وہ ہیں جن کے معنیٰ تو سمجھ میں آتے ہیں مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا مطلب کیا ہے، کیونکہ ظاہری معنیٰ نہیں بنتے۔ اس قسم کی آیتوں پر ایمان لانا ضروری ہے مطلب بیان کرنا درست نہیں۔ دوسری قسم کی آیات کو آیات صفات کہتے ہیں۔

بعض آیات وہ ہیں جو اس درجہ کی مخفی نہیں۔ انہیں قرآنی اصطلاح میں محکمات کہتے ہیں ان آیات میں بعض آیات وہ ہیں جن کے معنیٰ بالکل صاف و صریح ہیں۔ جن کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جیسے ”قل ھو اللہ احد الخ فرما دو وہ اللہ ایک ہے“۔ انہیں نصوص قطعیہ کہا جاتا ہے۔ اور بعض آیات وہ ہیں جن میں نہ تو متشابہات کی سی پوشیدگی ہے کہ ذہن کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکے نہ نصوص قطعیہ کی طرح ظہور ہے کہ تامل کرنا ہی نہ پڑے۔ اس قسم کی آیتوں میں تفسیر کی ضرورت ہے۔ بغیر تفسیر کے ترجمہ کبھی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

بہار حدیث

(ادارہ)

● حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے۔ جہاں انسان پہونچے تو فقیہ ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری امت کے لئے چالیس احکام دین کی حدیثیں یاد کرے اسے اللہ فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو کہ اس میں پانچ دفعہ روزانہ نہائے تو کیا کچھ میل رہے گا۔ لوگوں نے عرض کیا بالکل میل نہ رہے گا۔ فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ ان کی برکت سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔

● حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

● روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز میں دعا کی وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز رہیں۔ ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔

باب الاستفتاء

سنو، چپ رہو! (قسط ۵)

وعن ابی یوسف انہ کان ینظر فی کتابہ
ویصححہ بالقلم والاحوط السکوت وبہ
یفتی۔

جواہر الاخلاطی میں ہے۔

النائی عن الامام فی استماع الخطبۃ کالقریب
والانصات فی حقہ۔

ھوالمختار ہندیہ میں، تبیین الحقائق امام زیدی سے ھوالاحوط
محیط امام شمس الائمہ سرخسی سے ہے۔

ھوالاصح۔ شرح نقایہ برجندی میں خزانہ سے ہے،

ھوالاولی ہدایہ وایضاح الاصلاح میں ہے اختلفوا فی النائی عن المنبر والاحوط السکوت (زاد فی الھدایہ) اقامۃ لفرض الانصات۔ ملتقی الابحر ومجمع الانہر میں ہے (النائی) ای البعید الذی لا یسمع الخطبۃ (والدانی) ای القریب (سواء) فی وجوب الاستماع والانصات امتثالاً للامر تنویر میں ہے (البعید عن الخطیب (القریب سیان) فی افتراض الانصات انہیں میں ہے یجب علیہ ان یستمع ویسکت (بلا فرق بین قریب وبعید) فی الاصح محیط کنز الدقائق وبحر الرائق میں (النائی کالقریب) ھوالاحتیاط۔ الغرر والدرر میں ہے (البعید) عن الخطیب (کالقریب) فی وجوب الاستماع والانصات۔

عبارت سابقہ سے تو واضح تھا ہی کہ سننا جو فرض ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ کان میں آواز پہنچے اگرچہ آپ دوسرے کام میں مشغول ہوں، ورنہ کھانا، پینا، چلنا گردن پھیر کر دیکھنا کیوں حرام ہوتا، کہ ان میں کونسا کام کان میں آواز جانے کے منافی ہے بلکہ اس کے یہ معنی کہ ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو۔ اور دوسرے کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ مگر ان عبارات لاحقہ نے اور بھی واضح تر کر دیا کہ سراپا تمام اعضاء سے اسی طرف متوجہ رہنا خود واجب ہے کہ ابعید کے لئے کان میں آواز بھی نہیں مگر قول صحیح و معتمد و مختار و مفتی بہ یہی ہے کہ اسے بھی اور اعمال میں مشغولی حرام ہے۔

یہ تمام حقائق نائی عن المنبر کے بارے میں ہیں جو خطبہ نہیں سن رہا اس میں بھی تمام متقدمین علماء کے نزدیک مفتی و مختار قول سکوت ہے جیسا کہ ذکر لیا گیا لہٰذا قریب والا شخص جو قرأت قرآن سامنے بیٹھا ہوا سن رہا ہے اس کے لئے بدرجہ اولیٰ سکوت کا حکم ہوا استماع خطبہ سے زیادہ مؤکد استماع قرآن کا حکم ہے اس لئے کہ خطبہ میں تو انسانی کلام بھی ہے اور آیت قرآن کے علاوہ صحابہ و تابعین کا ذکر بھی ہوتا ہے لیکن قاری تو صرف کلام اللہ تلاوت کرتا ہے اس لئے اس کا استماع زیادہ مؤکد ہے فتدبر۔

سید محمد عظمت علی بن سید محمد بشارت علی،
۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

مولوی محمد زبیر۔ ان باتوں کا جواب تو بن نہ پڑا الہٰذا وہ اپنی وہی راگنی الاپ رہے ہے۔ بلکہ انہوں نے اس علمی گفتگو کے جواب ... اپنے ایک سابق طالبعلم کے نام ...

لفظی بحث کی اور نہایت غیر مہذب اور غیر شریفانہ طریقہ سے اپنی کم علمی کا ماتم کرتے ہوئے جو کچھ لکھا وہ قارئین کے سامنے حاضر ہے۔

صاحبزادے کا جواب

۹۲ - ۸۶ء

۸ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

عزیزم مولوی عظمت علیشاہ صاحب

السلام علیکم

حق نبی کے سلسلے میں ۔۔۔۔ صاحبزادہ ۔۔۔۔۔ محمد زبیر ۔۔۔۔ نے حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب مدظلہ کو جو اعتراضات روانہ فرمائے تھے ان میں سے چند ضمنی سوالات کے جوابات دینے کی جو آپ نے سعئی لاحاصل کی ہے وہ نظر سے گذری۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ۔۔۔ صاحبزادہ صاحب کا حضرت قبلہ مفتی صاحب سے جو کئی بار تحریری دلائل کا تبادلہ ہوا ہے وہ پوری بحث آپ کے سامنے نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو آپ اصل بحث کو سمجھ سکے اور نہ اصل دلائل سے واقفیت حاصل کر سکے یہی وجہ ہے کہ اصل بحث سے ہٹ کر ایک قول کو مرجوح ثابت کرنے کی لاحاصل طویل بحث میں آپ نے سارا زور لگا دیا اور صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے اور اتنی سی بات نہیں سمجھ سکے کہ جو دعویٰ معتبر، صحیح احادیث، مفتی بہ اور مستند اقوال فقہا۔ اجماع اور تعامل سے ثابت کیا جا چکا ہو اس کی تائید میں بالفرض اگر کوئی مرجوح اور ضعیف قول بھی لایا جائے تو ایسی کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑتی کہ آسمان سر پر اٹھا لیا جائے۔ بلکہ مذکورہ بالا امور سے مؤید ہونے کی بنا پر وہ

ضعیف قول بھی اس بنا پر قابل استدلال بن جاتا ہے۔ اصول حدیث اور اصول فقہ اگر آپ نے پڑھے ہوتے تو شاید اس قسم کا اعتراض آپ کبھی نہ کرتے۔ کیونکہ اصول حدیث کی رو سے ایک ضعیف حدیث مؤید بالتعامل ہونے کی وجہ سے قابل استدلال بن جاتی ہے۔ (کما صرح بہ الجصاص فی احکام القرآن وغیر واحد من المحدثین والاصولیین)

آپ کے علم میں اضافے کے لئے ایک مثال بھی پیش کئے دیتا ہوں دیکھئے طلاق الامۃ تطلیقتان وعدتہا حیضتان حدیث ضعیف ہے لیکن تعامل کے سبب قابل استدلال بن گئی ہے اور فقہا کا اس پر عمل ہے۔

--- صاحبزادہ ------- نے تو مذکورہ مسئلے کو صرف تعامل سے نہیں بلکہ احادیث صحیحہ، محدثین اور فقہا کے راجح اور مفتی بہ اقوال، اجماع الغرض بہت سے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کر کے حضرت قبلہ مفتی اختر رضا خاں صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیا ہے اور اب ان کے جواب کا انتظار ہے۔ اگر دلائل کے مطالعہ کا آپکو شوق ہو تو ------ کے دار الافتا سے کسی وقت آکر حاصل کر لیں۔

جہاں تک استماع حکمی کی تاویل کے ذریعہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دینے کی آپ نے کوشش کی ہے تو اس کے متعلق صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس جواب کے چند سطور بعد آپ نے جو عربی عبارات بڑی دیانت داری کے ساتھ نقل فرمائی ہیں ان عبارات نے بھی آپ کے اس جواب کا قلع قمع

...دیا...

[ک]ر دیا ہے اور آپ کی ساری جگر سوز کاوشوں اور کوششوں پر پانی [پ]ھیر دیا ہے گویا اپنے ہاتھوں تراشیدہ مجسموں کو خود اپنے ہاتھوں آپ نے دفن کر دیا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنی اختراع اور ایجاد کا خود اپنے ہاتھوں [آ]پ نے گلہ گھونٹ کر دوسروں کو الزام قتل سے بچالیا۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ [ا]یک طرف تو آپ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ استماع پر حکمی صورت [م]یں عمل ممکن ہے اور اسی کے ساتھ معتبر کتب فقہیہ کے مقتدر فقہا اور علماء کے راجح اقوال آپ نقل کرتے ہیں جس میں کہیں لکھا ہے "ان لم یقدر علی السماع" کہیں درج ہے "فاذا تھیأ لہ العمل باحدھما عمل امتثالا للامر بحیث الامکان" کہیں تو یہ ہے "والاول یخص الجھر والثانی لا"۔ کہیں لکھا ہے "اقامۃ لفرض الانصات" یہ اور ان جیسی اکثر کتب معتبرہ و متداولہ کی عبارات ماسوا چند نامکمل حوالوں کے آپ کے اس جواب کی تفسیر رہی ہیں۔ کیا اتنے بڑے بڑے فقہا اور مجتہدین کی اکثریت کو استماع حکمی کا جواب نہیں سوجھا؟ جو ان کو کبھی یہ کہنا پڑا کہ اگر استماع پر قدرت نہ ہو۔ کبھی انہوں نے کہا کہ حتی الامکان اس حکم پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی، کبھی انہوں نے کہا استماع فرض ہے جہر میں سر میں نہیں'۔ کبھی کہا کہ صرف انصات فرض ہے وغیرہ وغیرہ

اگرچہ۔۔۔۔۔۔ صاحبزادہ۔۔۔۔۔۔ کے ارشاد پر اس بار یہ چند سطور بطور جواب قلمبند کر کے یہ ناچیز آپ کو ارسال کر رہا ہے بہرحال آئندہ اس مسئلہ کا جواب حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب مدظلہ ہی کو دینے دیجئے۔ اور مسئلہ کو سمجھے بغیر خواہ مخواہ آپ جواب دینے کی زحمت فرما کر تضیع اوقات نہ فرمائیں۔ بھلا جس

طالبعلم کو عربی اور اردو کی عبارات بھی صحیح طریقے سے نقل کرنی نہ آتی ہوں جو محترم کو متحرم، تہیاً کو تیہا، احوازاً کو احراز شمس الائمہ کو شمس للائمۃ البعید کو البعید لکھے اور حبس کو مفتیٰ اور مفتیٰ بہ، درمختار اور ردالمحتار کے درمیان فرق کا پتہ نہ ہو وہ ایک باریک بحث کو کیا سمجھے گا پھر جواب تو بہت دور کی بات رہی۔ خیر آپ تو اپنی جگہ مگر افسوس تو اس بات پر ہے کہ جن فاضل اصلاح نگار نے اس تحریر پر جا بجا اپنے قلم سے درستگیاں فرمائی ہیں وہ بھی ان سنگین غلطیوں پر مطلع نہ ہو سکے اور ان کی اصلاح نہ فرما سکے۔

والسلام

(.............)

شعبۂ افتا رکن الاسلام جامع مجددیہ

ہیرآباد حیدرآباد

حضرت مولانا سید عظمت شاہ نے اس ہذیان نامہ کے جواب میں صاحبزادے کو ایک بار پھر لکھا کہ اصل بحث سے منہ نہ موڑیں اور دلائل سے بات کریں۔ (ملاحظہ ہو)

۷۸۶

۱۲ جولائی ۱۹۸۹ء

برادرم مولانا محمد زبیر صاحب

سلام و رحمت

آپ نے حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب کی تقریر پر جو اعتراض قائم کیا تھا فقیر نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے چند سطور

تحریر کی تھیں لیکن آپ نے اس کا جواب دینے یا دلائل کو رد کرنے کی بجائے فقیر کا جواب ایک ناپختہ کے حوالے کر دیا جس نے بزعم خود فقیر کی علمی بے مائیگی کا ماتم شروع کر دیا حالانکہ جو کچھ ان کی تحریر سے ظاہر ہو رہا ہے وہ خود ان کی معلوم نہیں ہوتی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صاحب جوش خطابت میں بے قابو ہوئے جا رہے ہیں اور یہ ان کے محررہیں ورنہ وہ زبان ایسی استعمال نہ کرتے۔ جو زبان انہوں نے جواب میں اختیار کی ان کا اس میں کیا قصور انہیں تو ابھی یہ بھی معلوم نہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

کاش کہ (۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔) کے لکھے ہوئے جواب کو آپ بھی ملاحظہ فرما لیتے جو سوائے مہذب گالیوں کے کچھ نہیں تو شاید آپ خود شرمندہ ہو جاتے۔ بہرحال فقیر کے پیش کردہ دلائل و براہین میں سے ایک کا بھی جواب نہیں، اگر آپ کے پاس ان دلائل کا جواب ہو تو بیان کریں۔ جس طرح فقیر نے آپ کے ضعیف دلائل کا رد قوی دلائل سے کیا ہے (مولوی طالب علم ۔۔۔۔۔) نے بڑی چرب زبانی اور اپنی لفاظی سے لفظی بحث میں الجھانے کی ناکام کوشش کی ہے دلائل کا جواب نہ دے کر اپنی علمی استعداد کے بھرم کو کھول دیا ہے۔ اور اپنے فن زور بیانی کو خود پاش پاش کر دیا ہے۔

اگر واقعی آپ نے احادیث صحیحہ اور مفتیٰ بہ اقوال سے اپنا قول ثابت کیا ہے تو سامنے لائیں تاکہ ان دلائل کی بھی تحقیق ہو سکے قبل ازیں آپ کے سوال و جواب کو فقیر نے بغور ملاحظہ کیا ہے۔ اس میں نہ تو کوئی دلیل قرآنی ہے۔ اور نہ کوئی حدیث اور تعامل مسلمین کا جواب تو حضرت آپ کو دے ہی چکے ہیں ذرا سے تدبر سے کام لیتے

سنی دنیا بریلی شریف

تو آپ سمجھ لیتے۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ط فقط والسلام

محمد عظمت علی

۱۳ جولائی سنہ ۱۹۸۹ء

> صاحبزادے سے اس کا کوئی جواب بن نہ پڑا تو انہوں نے خاموشی اختیار کی اور اسی کو عافیت سمجھا۔

حضرت علامہ ازہری کا دوسرا تحقیقی جواب

۷۸۶
۹۲

الجواب :۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

جی ہاں قرآن نے دو باتوں کا حکم دیا ہے اور دونوں میں ہر ایک مامور بہ ہے بہ قدر امکان ہر حکم پر عمل لازم ہے اور یہ امر خود جناب کی پیش کردہ عبارت سے ظاہر ہے۔

صاحبزادے کی علمی بددیانتی

افسوس ہے کہ جناب نے عنایہ کی عبارت ادھوری نقل کی اور یہ جناب نے اپنی مطلب برآری کے لئے کیا بحمدہ تعالیٰ ہم نے عبارت دیکھ کر ہی پہلی نظر میں سمجھ لیا تھا کہ جناب نے کچھ عبارت لکھی اور کچھ چھوڑی ہے تاہم یہ حرکت علمی دیانت کے خلاف ہے بڑا افسوس کا مقام ہے کہ جناب نے قول مرجوح کو لے لیا جس کے مرجوح ہونے کا صاحب عنایہ نے قال بعضھم کہہ کر پتہ دیا اور اس سے پہلے جو لکھا اسے مختار کرخی و صاحب ہدایہ بتایا!

(باقی آئندہ)

کلامِ امام

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ والرضوان

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر
دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

گر یونہی رحمت کی تاویلیں رہیں
مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو
شیخ درد آرام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

مٹ کہ گر یونہی رہا قرض حیات
جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت پر عفو
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

نمازِ غوثیہ اور یا غوث کہنا

از : احسن العلماء حضرت مفتی حسن میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

① صلوٰۃ غوثیہ :۔ کے متعلق کہنا کہ اس فعل کے کرنے سے انسان کی تمام حاجتیں بر آتی ہیں اس کی تعریف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے رخ کو قبلہ کی جانب سے موڑ کر غوث پاک کے مزار کی طرف کرے اور پھر اس طرف گیارہ قدم چلے اور قل یاایہا الکفرون وقل ھو اللہ احد وغیرہ پڑھ کر یہ دعا مانگے اس کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ اور تمام امیدیں بر آئیں گی۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

② حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مصیبت و آرام... اٹھتے بیٹھتے یا غوث کہنا جس طرح سے اللہ تعالےٰ کو ہر وقت یاد کیا جاتا ہے ان کو بھی یاد کیا جائے اور "یا غوث المدد" کہنا کیا ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

پائندہ خاں بمبئی

جواب سوال ۱ :۔ فی الوا[قع]
مبارک نماز حضرات عالیہ مشا[ئخ]
قدست اسرارہم العزیز کی معمول[ہ]
قضائے حاجات وحصول مرادات
لئے عمدہ طریق، مرضی ومقبول اور ر[ح]
پر نور غوث الکونین، غیاث الثقلین
صلوٰت اللہ وسلامہ علی جدہ الکر[یم]
علیہ سے مروی ومنقول، اجلۂ علماء و
کملا، اپنی تصانیف علیہ میں اسے روا[یت]
کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم ومعتبر
آئے۔ ۱ امام اجل ہمام ابجل سید
ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنو[فی]
قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود اپنی کتا[ب]
مستطاب "بہجۃ الاسرار شریف" میں
شیوخ علمائے ہند شیخ محقق مولینا عبد الحق
محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ "زبدۃ الآثار"

ف میں اور دیگر علمائے کرام و کملائے
م رحمہم اللہ تعالے اپنی اپنی اسفار
ن میں اس جناب، مالک رکاب،
رضوان العزیز الوہاب، سے راوی و
ں کہ ارشاد فرمایا۔

من صلی رکعتین (زاید
وایۃ) بعد المغرب (وزادا)
رأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ
ورۃ الاخلاص احدی عشرۃ
ۃ (ثم اتفقوا
المعنی واللفظ
امام ابی
لحسن) قال
م یصلی علی
رسول اللہ
لی اللہ تعالی
علیہ وسلم بعد السلام و
یسلم علیہ ثم یخطوا الی جہۃ
العراق احدی عشرۃ خطوۃ
و یذکر اسمی و یذکر حاجتہ
فانہا تقضی (وزاد الشیخ)
بفضل اللہ و بکرمہ (وقال
آخر) قضی اللہ تعالی حاجتہ۔

یعنی "جو بعد مغرب دو رکعت
نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ
اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام نبی صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام عرض

کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ
قدم چلے اور میرا نام یاد، اور اپنی حاجت
ذکر کرے اللہ تعالی کے فضل و کرم
سے اس کی مراد پوری ہو۔

اسی طرح امام جلیل علامہ نبیل عبد
اللہ یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب
خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب
الشیخ عبد القادر (رضی اللہ تعالی
عنہ) نے روایت کی یونہی فاضل کامل
مولانا علی قاری
ہروی نزیل مکہ
معظمہ صاحب شروح
فقہ اکبر و مشکوۃ
اکرمہ اللہ نزلہ
نے نزہۃ الخاطر
میں ذکر فرمایا



زبدۃ الآثار شریف میں اپنے شیخ و استاذ
احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت
دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا
اور حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے
اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ
نفیس عجالہ ہے اس سے ثابت کہ حضرت
شیخ تورع سراپا عامل شریعت، کامل طریقت
سیدی عبد الوہاب متقی مکی برد اللہ
مضجعہ نے اس کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار
شریف کو معتمد اور اس مبارک روایت
کو مقرر و مسلم فرمایا۔ اور مولینا شیخ وجیہ الدین

علوی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرؤف الباری کہ سال وفات امام اجل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں متولد ہوئے۔ حضرت شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے استاذ مجید اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ، وتصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں بیضاوی و ہدایہ و تلویح و شرح وقایہ و مطول و مختصر شرح عقائد و مواقف وغیرہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں۔ بنہایت شد و مد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر بتاکید اکید تحریص و ترغیب فرماتے یونہی شیخ محقق نے اخبار الاخیار شریف اور مولانا ابو المعالی محمد مسلمی عاملہ اللہ بلطفہ نے تحفۃ الاخیار شریف میں اور حضرت جدا علیٰ سیدنا و مولینا اسد الواصلین، جبل العلم والیقین، حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری برکاتی فاطمی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل اور ارشاد فرمایا۔ اور امام یافعی بل اللہ تربتہ، تصریح فرماتے ہیں کہ "حضور پر نور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب کرام عطر اللہ ضرائحہم القادسہ، اس نماز مبارک کو عمل میں لاتے" اور زبدۃ الآثار میں

اولیائے طریقۂ علیۂ عالیہ قادریہ رو[حنا] ارواحہم کے آداب میں فرمایا۔ ومل[ازمۃ] صلوٰۃ الاسرار التی بعدہا التخ[طی] احدی عشرۃ خطوۃ۔ یعنی "اس خاند[ان] پاک کے آداب سے ہے صلاۃ الاسرار کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے" بایں ہمہ اس مبارک نماز کا اعمال مشائخ کرام سے نہ ہونے کا قول کرنا، چمکتے ہوئے سورج کا انکار کرنا ہے اور جب یہ نماز مبارک خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد مبارک سے ثابت ہے (جیسا کہ اوپر گذرا) تو اب جو اس کا انکار کرتا ہے اسے میں حضور غوث پاک کا ارشاد پاک سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذہاب اخراکم۔ یعنی "تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کر دے اور اس میں آخرت کی بربادی ہے" (والعیاذ باللہ تعالیٰ) بفضلہ تعالیٰ اس نماز مبارک کے متعلق میں نے جو کچھ اپنی تقریر میں کہا تھا وہ خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اتنے علمائے کرام و ائمہ عظام و مشائخ اعلام حاملان شریعت و کاملان طریقت کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہو گیا۔ کیا اب بھی آپ کو اسکی صحت

کچھ شک وشبہہ اور اعتراض باقی ہے؟

جواب سوال ۲:

اس جواب سے متعلق کچھ تفصیلات، علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار فتاوی خیریہ میں فرماتے ہیں۔ قولھم یا شیخ عبدالقادر نداء فما الموجب لحرمتہ یعنی لوگوں کا کہنا یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟



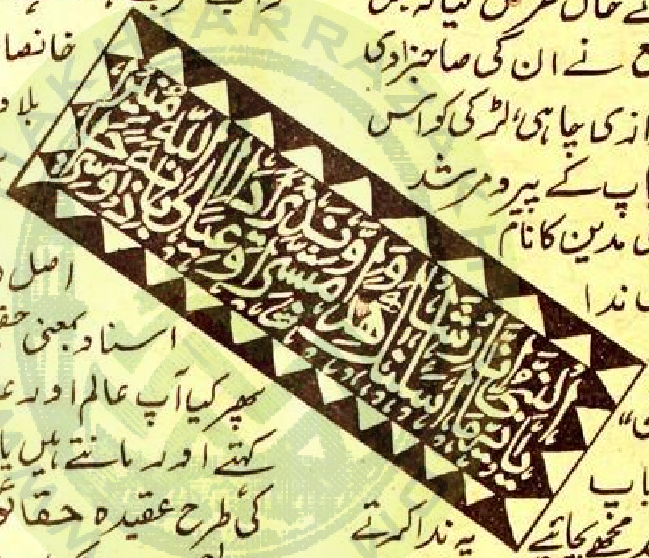
بے شک حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھتے بیٹھتے پکارنا ان سے مدد مانگنا جائز ومستحسن ہے اور وہ یقیناً اپنے نام لیواؤں کی اپنے کرم سے بحکمہ تعالیٰ مدد فرماتے، ان کی فریاد کو پہنچتے ان سے مصائب و آلام دور فرماکر راحت و آرام دیتے ہیں۔ سنیئے کتاب مستطاب کامل النصاب بہجۃ الاسرار شریف جس کا علو شان اور رفعت مکان اوپر تفصیل سے گذر چکا اس میں زبردست اور مضبوط اسانید کے ساتھ یہ واقعہ مندرج کہ خبر دی ہم کو ابوالعفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابو المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے قاہرہ میں ۶۳۳ھ میں، کہا خبر دی ہمکو میرے باپ نے دمشق میں ۶۱۴ھ میں، کہا خبر دی ہمکو دو شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۶۹ھ میں، ان دونوں نے کہا کہ "ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مدرسہ میں اتوار کے دن ۳ صفر ۵۵۵ھ میں تھے آپ (یعنی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوئے اور کھڑاویں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے اور دو رکعت نماز پڑھی جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک کھڑاوں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئی پھر دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاوں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئی پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے کچھ پوچھے پھر ۲۳ دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا اس نے کہا ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے ہم نے آپ سے اذن طلب کیا آپ نے فرمایا کہ

ان سے لے لو تب انھوں نے ہم کو ریشمی کپڑے اور سونا اور شیخ کی وہ کھڑاویں جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں دیں ہم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کھڑاویں کہاں سے لیں انھوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن ۳ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔ ان کے دو سردار تھے، انھوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا اور بعض کو قتل کیا۔ پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کے لئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچے رہے تو دینگے پھر ہم آپ کو یاد ہی کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا، ہم نے ان رہزنوں کو دیکھا کہ وہ خوفزدہ ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آگئے ہونگے پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے پھر وہ ہمکو اپنے سرداروں کے پاس لائے تو ہم نے ان سرداروں کو مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس ایک ایک

کھڑاؤں پڑی ہے جو کہ پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا تمام مال لوٹا دیا۔ اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے"! کہیئے خانصاحب!! ان قادریوں کے اپنے شیخ کے یاد کرنے پر انکے شیخ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کی اپنے کاشانۂ اقدس میں بیٹھے بیٹھے کیسی مدد فرمائی اور سنیئے گا۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں، سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرہ میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا، اور عرض کی اللہ تبارک تعالےٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا "یا سیدی محمد یا حنفی"، اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا

لٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت
رعز و جل نے نجات بخشی۔ اسی
ب مستطاب میں ہے　　ایک
حضرت سیدی مدین بن احمد الشمونی نے
ی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمانے
ں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کیطرف
نکی سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر
ئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس
ں انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل
ں ایک بد وضع نے ان کی صاحبزادی
دست درازی چاہی، لڑکی کو اس
ت اپنے باپ کے پیر و مرشد
حضرت سیدی مدین کا نام
لوم نہ تھا یوں ندا
ں "یا شیخ
بی لاحظنی"
ے میرے باپ
کے پیر و مرشد مجھے بچائیے　　یہ ندا کرتے
ی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات
پائی۔ وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں
ب تک موجود ہے۔ اور سنئے
اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمۃ اللہ
علیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں کان اذا ناداہ
اجابہ من میسرۃ سنۃ واکثر
جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں
ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر
کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔



کہئے خانصاحب! اب پتہ چلا کہ
حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین، خصوصاً حضور
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو، مصیبت و آرام اٹھتے بیٹھتے پکارنا
ان کی یاد کرنا بلاشبہ جائز و مستحسن
باخیر و برکت ہے، اور پر ظاہر کہ ہر مستحسن
و مستحب امر کو بجالانے سے اس پر
ثواب مرتب ہوتا ہے۔
خانصاحب! ایک دفع
بلا امداد و عطا ہی
یہ کیا بیوقوف؟
مخلوق کیطرف
اصل وجود ہی کی نسبت
اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں ہے
پھر کیا آپ عالم اور عالمیات کو موجود
کہتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟ یا سوفسطائیہ
کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء
ثابتۃ[1] سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں
تو پھر اس کے کیا معنی کہ جو محاورے
صبح و شام خود بولتے ہیں اگر وہی میں
نے بھی استعمال کئے (دراں حالیکہ
اس میں کوئی سقم شرعی بھی نہ تھا)، تو
فوراً میرے اوپر اعتراض جما دیا۔
خانصاحب! حضرات انبیائے
کرام علیٰ سیدہم ثم علیہم الصلاۃ والسلام

---

[1] تمام چیزوں کی حقیقتیں ثابت ہیں۔

اور حضرات اولیائے عظام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے جو لوگ استعانت کرتے، مصائب و آلام رنج و حزن کے وقت انھیں یاد کرتے ہیں ان سے پوچھ دیکھئے کہ تم ان حضرات کو معاذاً باللہ، خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات، یا معین مستقل، جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو تو آپ کو وہی امام سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد جو ابھی اوپر گذرا جواب میں سنا دیا جائیگا جس کی تائید مزید میں اتنا اور سن لیجئے۔

فقیہ، محدث، علامہ محقق، عارف باللہ، امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ العزیز اپنی کتاب "جوہر منظم"، میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولغیرہ لیس لھما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذالک ولا یقصد بھما احد منھم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذالک فلیبک علی نفسہ نسأل اللہ العافیۃ والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واسطۃ بینہ وبین المستغیث فھو سبحانہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مستغاث بہ والغوث منہ سببا وکسبا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور کے سوا انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں جو اوپر گذرے، اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے۔ نہ قصد کرتا ہے تو جس کا سینہ اسے نہ قبول کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے۔ اسکی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں کہ جس کے باعث اس (فریادی) کی حاجت روا ہو۔

احسان

مولانا سید ریاست علی قادری
(مرحوم) کراچی

احسان کا تعلق صرف عبادات سے نہیں بلکہ انسان کی پوری زندگی سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر عبادت و بندگی اور اس کے ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری اس طرح کی جائے اور اس کے مواخذہ سے اس طرح ڈرا جائے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہے اور وہ ہماری حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے۔

ہماری زبان اور محاورات میں "احسان" کے معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے ہیں۔ لیکن اصل احسان وہ ہے جو حدیث جبرئیل علیہ السلام میں ارشاد ہوا کہ خدا کی بندگی اس طرح کی جائے کہ وہ قہار وقدوس ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔

"احسان اس ؒ نام ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگرچہ تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔"

اب ہم ایمان اسلام اور احسان سے متعلق گفتگو کریں گے۔ اور اس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں گے کہ دراصل ایمان اور اسلام کی روح احسان ہے۔

ایمان کا دارومدار حقائق کے زبانی اقرار سے ہے۔ جس کی تصدیق کئے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اسلام بھی چند تصورات و نظریات کو قبول کرنے کے بعد ان پر عمل کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہوتا۔ اگرچہ عمومی معنی میں ایمان اور اسلام دونوں الفاظ باہم مترادف ہیں لیکن اپنے خصوصی مفہوم میں ایمان اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، آسمانی کتابوں پر، ملائکہ پر، قیامت پر اور تقدیر پر پختہ عقیدہ رکھنے کا نام ہے۔ اسی طرح شہادت توحید و رسالت، اقامت صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، صوم رمضان اور حج بیت اللہ کا اصلاحی نام اسلام ہے۔ مندرجہ بالا امور اس کے ارکان کہلاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ایمان زبان سے اساسات دین کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنا ہے ——— اور اسلام ان تمام امور کی عملی تصدیق کا نام ہے۔

اسلام اور ایمان میں اصطلاحی فرق کو سمجھنے کے لئے حدیث جبرئیل علیہ السلام کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کے راوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ایسا شخص آیا جس کو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر اس پر سفر کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس کے بال بہت کالے اور کپڑے دودھ کی طرح سفید تھے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور آپ سے سوال کرنے لگا

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کی بات بتائیے۔ فرمایا! اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اللہ طاقت وسعت دے تو بیت اللہ شریف کا حج بھی کرے۔ اس پر اس اجنبی شخص نے کہا! آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہمیں تعجب ہوا کہ خود سوال کرتا ہے اور پھر

پروردگار عالم کے نزدیک محبوب ترین عمل

خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا! مجھے ایمان کے متعلق بتایئے۔ آپ نے فرمایا! ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کو حق جان اور ہر خیر و شر کی تقدیر پر ایمان رکھ۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا! آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا! مجھے بتلایئے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا! احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اور بندگی تو اس طرح کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اگرچہ تو اس کو نہیں دیکھتا مگر وہ تو تجھ کو دیکھتا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ سوال کرنے والا کون شخص تھا؟ میں نے عرض کیا! اللہ اور اللہ کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! وہ جبرئیل امین تھے اور تمہیں اس محفل میں دین سکھانے آئے تھے" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ دین کی بنیاد اور اس کی ضرورتیں تین چیزوں پر موقوف ہیں۔ اول ضرورت ایمان ہے جس کا تعلق بنیادی طور پر عقائد و نظریات سے ہے۔ دوسری ضرورت اسلام ہے جس کا دائرہ بنیادی طور پر اعمال وافعال پر ہے اور تیسری ضرورت احسان ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ ظاہر و باطن جب ہم آہنگ ہو جائیں اور ان میں یکسانیت و مطابقت پیدا ہو جائے۔ اور عقائد اعمال کے روحانی اثرات ہمارے قلب و جان کو منور وروشن کرنے لگیں اور ہمیں ایک روحانیت و طمانیت قلب میسر ہو جائے کہ ہم اللہ کے حضور اس طرح حاضر ہوں کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر صرف اور صرف اس کی بے پناہ تجلیات و بے شمار نوازشوں کا نظارہ کرنے لگیں یا رحمت خداوندی ہماری طرف متوجہ ہو کر لطف ومہربانی کی بارشیں کرنے لگے تو گویا دین کے مکمل ہونے میں اب کوئی کسر باقی نہیں ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ نہ تنہا ارکان اسلام کی بجا آوری سے کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعوی کر سکتا ہے۔ اور نہ صرف عقائد و نظریات کی اصلاح سے کوئی منتہائے مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایمان و اسلام کے تقاضوں کی بکمال حسن و عقیدت تکمیل نہ کی جائے تو انسان صحیح معنوں میں مسلمان اور مومن کہلانے کا مستحق و حقدار نہیں ہوتا۔ اور جب انسان کے ایمان اور اسلام کی بنیادی ضرورتوں کی بجا آوری میں اخلاص اپنے انتہائی نکتہ عروج پر پہنچ جائے تو اس منزل کو احسان کہا جاتا ہے۔

ایمان کا تعلق عقائد سے ہے اور اسلام کا اعمال وافعال سے اور احسان کا تعلق ایمان کی روحانی کیفیت اور اس کے باطنی احوال سے ہے ان تینوں کا ایک دوسرے سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔ چنانچہ ایمان کے بغیر اسلام اور اسلام کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ جب کہ احسان کے بغیر ایمان و اسلام دونوں ادھورے رہ جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر کوئی شخص نہ اسلام کی محض ظاہری تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر بحیثیت مومن درجہ کمال کو پہنچ سکتا ہے اور نہ صرف باطنی اور روحانی لذات کا خوگر ہو کر۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک طرف ایمان کے تقاضے بھی پورے ہو رہے ہوں اور دوسری طرف اسلام کے بنیادی اصولوں پر بھی سختی سے پابندی کی جارہی ہو اور ایمان و اسلام کی دونوں لازم و ملزوم قوتوں کے ساتھ روحانی کمال کی منزل "احسان" بھی اس میں شامل ہو تب ہی دین مکمل ہوتا ہے در حقیقت ایمان و اسلام اور احسان ہی دین حق کے وہ اجزائے ترکیبی ہیں جن کے ملاپ سے ایک ایسا مرکب معرض وجود میں آتا ہے جس کو دین حق کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ :۔ "اور احسان کرو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

احسان ایک ایسا عمل خیر ہے جو اللہ تعالی کو بے حد پسند ہے اور اسی طرح اللہ رحم کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ در اصل رحم کرنے کی انتہائی صورت احسان ہے اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق الہی کے ساتھ بھلائی کی جائے جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور یہ فائدہ اس کی خوشی اور مسرت کا باعث ہو۔

بیہقی کی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ساری مخلوق اللہ تعالی کی عیال ہے پس اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان کریں۔"

حدیث مبارکہ کا مطلب ظاہر ہے کہ جو کوئی اللہ تعالی کی مخلوق کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے گا وہ اللہ تعالی کا محبوب ہو جاتا ہے۔ دنیا میں خواہ احسان اور حسن سلوک کا چلن ہو یا ظلم اور بدسلوکی کا دور دورہ ہو اہل

ایمان کا رویہ یہ ہونا چاہئے کہ دوسروں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آئیں اور یہ احسان صرف ان ہی لوگوں سے ساتھ نہ کیا جائے جو ہمارے ساتھ احسان کرتے ہیں بلکہ جو لوگ ہمارے ساتھ برا سلوک کریں ان کے ساتھ بھی ہم احسان کا رویہ اختیار کریں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جس شخص نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کسی سے مہربانی اور محبت کی اس نے دراصل اپنے اللہ کی تعظیم کی۔ (مسند امام احمد)

بیہقی کی ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "جس کسی نے میرے کسی امتی کی کوئی حاجت پوری کردی اور اس کا دل خوش کردیا تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتیوں کے ساتھ جو خاص لگاؤ ہے اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگائیے کہ کسی امتی کا کوئی کام کردینا اور اس کو خوشی و مسرت دینا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے والا عمل ہے اور اس کا صلہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشی اور نتیجہ جنت ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے عزیز واقارب، پڑوسیوں، ملنے والوں سے حسن سلوک کرے۔ حسب استطاعت ان کو تحائف بھیجے اور اگر کچھ دینے کو نہیں ہے تو خندہ پیشانی کے ساتھ دو میٹھے بول ہی بول دے، یہ بھی حسن سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندے کا مخلوق الٰہی کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹا یہ احسان بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ احسان کا اعلیٰ درجہ ایثار ہے اور یہ ہے کہ انسان کسی چیز کا خود ضرورت مند ہے لیکن جب کوئی دوسرا ضرورت مند اس کے سامنے آجائے تو وہ چیز اس کو دے دے اور خود تکلیف اٹھائے۔ اسی کا نام ایثار ہے اور بلاشبہ انسانی اخلاق میں ایثار کا بہت بلند مقام ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا ساری عمر حق تعالیٰ کی عبادت گذارنے کے برابر ہے" اور فرمایا! "ایک لمحہ بھر کے لئے کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا مسجد میں دو ماہ کے اعتکاف سے افضل تر ہے۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اپنے ایک دوست کے پاس بھنی ہوئی سری بھیجی۔ اس نے کہا میرا فلاں دوست اس کا زیادہ مشتاق اور حاجت مند ہے لہٰذا اس کا حق زیادہ ہے اور اس کو بھیجنا بہتر ہے چنانچہ ان کے پاس لے گئے مگر اس نے آگے دوسرے کو زیادہ مستحق سمجھ کر اس کے پاس بھیج دی اور یوں وہ بھنی ہوئی سری ہاتھوں ہاتھ پھرتی رہی حتی کہ اس کے پاس پہنچی جہاں سے اسے اول بھیجا گیا تھا یہ ہے احسان۔

بعض مفسد لوگوں نے چند صوفیوں کے خلاف خلیفہ وقت کے کان بھرے۔ آخر خلیفہ کے حکم سے ان کے قتل کے لئے تلوار اٹھائی گئی اور سب کے قتل کا وقت آپہنچا۔ حضرت ابوالحسن نوری بھی ان میں شامل تھے۔ لیکن ان کی باری بعد میں آئی تھی تاہم انہوں نے انتظار نہ کیا اور سب سے پہلے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو جلاد کے سامنے پیش کردیا خلیفہ نے کہا تم نے ایسا کیوں کیا؟ جب کہ تمہاری باری بعد میں تھی آپ نے فرمایا! یہ میرے دینی بھائی ہیں لہٰذا میں نے چاہا کہ زندگی کے چند لمحے جو باقی ہیں وہ بھی ان پر نثار کردوں کہ ایثار کا تقاضہ یہی تھا۔ خلیفہ نے کہا کہ ایسے بامروت لوگوں کو قتل نہیں کیا جاسکتا اور سب کو رہا کردیا۔ حضرت ابوالحسن نوری کا یہ عمل احسان و ایثار کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔

اسلامی تاریخ احسان و ایثار اور حسن اخلاق کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنگل سے دو مسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک ٹیڑھی سی تھی۔ اور دوسری سیدھی

دراصل رحم کرنے کی انتہائی صورت احسان ہے، اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق الٰہی کے ساتھ بھلائی کی جائے جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے!

آپ نے سیدھی مسواک اپنے ساتھی (صحابی) کو دے دی اور ٹیڑھی اپنے پاس رکھ لی۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سیدھی اور بہتر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے استعمال میں لائیں۔ آپ نے فرمایا! صحبت خواہ گھڑی بھر کے لئے ہو صحبت ہی ہے اور حقوق صحبت اس میں بھی ملحوظ رکھنا لازم ہے اور دو اشخاص کی صحبت اگر ایک ساعت کے لئے بھی ہوگی تو قیامت کے دن سوال ہوگا کہ بتاؤ حق صحبت ادا کیا تھا؟ اور اس حق صحبت سے مراد ایثار ہی ہے جو احسان کی بہترین شکل ہے اور فرمایا! جب دو شخص صحبت میں ہوں تو ان میں سے زیادہ اللہ کے قریب وہ ہوتا ہے جو زیادہ ایثار کرتا ہے۔"

معاشرے میں توازن و تناسب قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کو تناسب و توازن کے ساتھ قائم کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ معاشرے کے ہر فرد کے حقوق وہ چاہے معاشرتی ہوں یا سیاسی اخلاقی ہوں یا معاشرتی ہر لحاظ سے اس کی ضرورت و حیثیت کے مطابق ادا کئے جائیں۔ پھر باہمی احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ احسان یہ ہے کہ افراد باہمی فیاضی، فراخدلی، کشادہ دلی، ہمدردی، رواداری، خوش خلقی، نیکی اور مروت کا رویہ اختیار کریں۔ اپنے حق کو موخر کرکے بھی دوسرے کا حق پہلے دیں اپنا حق چھوڑ کر بھی دوسرے کا حق ادا کریں۔ خود تکلیف اٹھا کر بھی دوسروں کو راحت پہنچائیں۔ یہ طرز عمل معاشرے میں خوشگواری، شیرینی، محبت و الفت پیدا کرے گا۔ اس سے شکر گذاری، عالی ظرفی، اور ایثار و قربانی جیسی صفات عالیہ پیدا ہوگی۔ اس سے اخلاص و تحمل اور بردباری و ہمہ پہلو خیر خواہی کی اعلیٰ قدریں معاشرے میں پرورش پائیں گی اور پورا معاشرہ محبت و الفت کی داخلی شیرینی میں گندھ کر یکجاں و ہمہ تن عمل خیر بن جائے گا۔ پھر یہ حکم دیا گیا کہ عزیز و اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرو۔ صلہ رحمی سے مراد اچھا برتاؤ ہی نہیں بلکہ اپنے خاندان کے تمام حاجت مند کی رشتہ و تعلق کی قربت کے لحاظ سے پوری طرح مدد کی جائے۔ اور خاندان کے خوشحال افراد اپنی برادری کے مفلوک الحال بھائیوں کی ان کے حق کی بناء پر مدد کریں۔ اپنے اموال کو اپنے عیش و آرام پر ہی نہیں بلکہ اپنے عزیز و اقارب کی حاجات و ضروریات اور پریشانیاں دور کرنے پر بھی خرچ کریں۔ اسی کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آدمی کے اولین حقدار اس کے والدین اس کے بیوی بچے اور اس کے بہن بھائی ہیں اور پھر جو ان سے قریب ہوں ●

سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے کہ "جس شخص نے اللہ اور رسول اللہ کی خاطر کسی سے مہربانی کی اس نے اپنے اللہ کی تعظیم کی۔"

سرچشمۂ ایمان سے پھوٹنے والا

کلمۂ حق

شیخ محمد صالح فرفور (دمشق)

محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی

محمد رسول اللہ ﷺ

عمر بن ہبیرہ[1]، عبد الملک بن یزید[2] کے دور میں واسط[3] کے گورنر اور اچھی سیرت کے مالک تھے۔ علماء سے محبت رکھتے تھے۔ فقہاء کرام کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان کے فیصلوں کا احترام کرتے۔

ا۔ عمر بن ہبیرہ، یزید بن مالک کے دور میں عراق کے گورنر تھے، ۱۰۳ ھجری میں عراق کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے، شہرۂ آفاق بہادر تھے، انہوں نے ترکوں کو زیر کر دیا تھا، چنانچہ وہ ان سے بہت ڈرتے تھے۔ (۱۲ فرفور)

۲۔ یزید بن عبد الملک بن مروان حکم، بنو امیہ کے خلفاء میں سے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کے دن، اپنے بھائی سلیمان کی وصیت کے مطابق، خلیفہ بنائے گئے، چالیس دن عمر بن عبد العزیز کی روش پر چلے۔ پھر ان کے پاس دمشق کے کچھ سرکردہ لوگوں نے حاضر ہو کر حلفیہ بیان دیا کہ خلفاء حساب و عقاب سے آزاد ہوتے ہیں۔ شام کے بعض جاہلوں کا یہی عقیدہ تھا اور اسی عقیدے کی بناء پر یزید کو فریب میں مبتلا کیا۔ جولان کے علاقے میں فوت ہوئے اور انہیں دمشق لے جا کر ۲۵ شعبان ۱۰۵ ھجری کو باب جابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا، ان کی عمر انتیس سال اور عرصۂ خلافت چار سال اور ایک ماہ تھا ۱۲ فرفور

؎ یاقوت نے معجم البلدان میں بیان کیا ہے کہ واسط کا نام واسط رکھنے کی دو وجہیں ہیں۔ (۱) وہ کوفہ اور بصرہ کے درمیان ہے (۲) اس کا فاصلہ کوفہ اور بصرہ ہر ایک سے ایک سو پچاس میل ہے۔ ۸۴ ہجری میں اس کی تعمیر کا آغاز حجاج نے کیا، اور ۸۶ھ میں اسے مکمل کیا، اس میں اس نے اپنا محل، مسجد اور فصیل تعمیر کی، اس کی تعمیر پر چالیس کروڑ تینتیس لاکھ درہم خرچ کئے، یہ عظیم شہر ہے۔ جس کے محلے اور دیہات کثیر تعداد میں ہیں، باغات اور کھجوروں کے بے شمار درخت ہیں۔ ہر چیز نہایت سستی ہے ۱۲ معجم البلدان

ایک دن انہوں نے اپنے دور کے تین نامور علماء کو دعوت دی، جو اپنے زمانے میں علم وفضل، زہد وتقویٰ اور فقاہت کے امام تھے۔

(۱) حسن بصری (۲) محمد بن سیرین (۳) شعبی

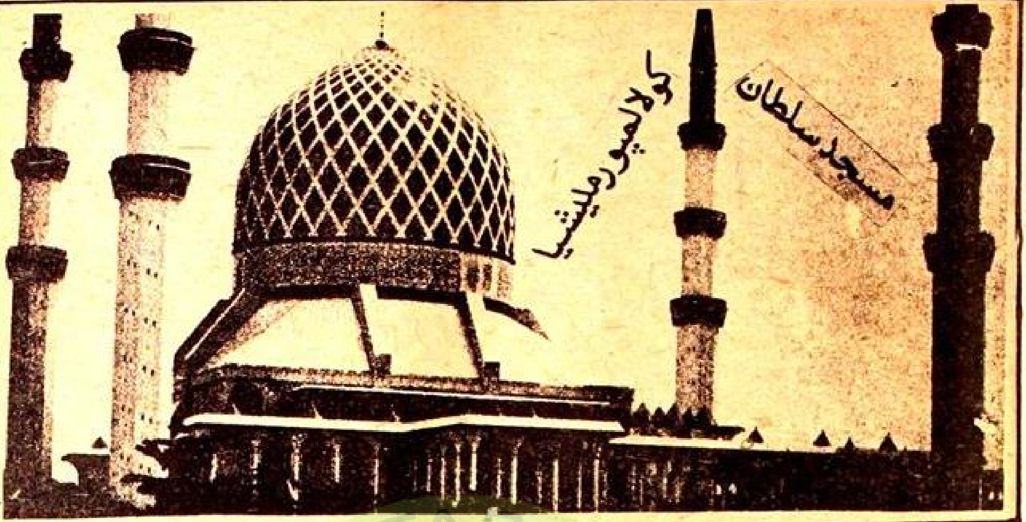
یہ تینوں علمی دنیا کے ستون تشریف لائے تو ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ ان کی مہمانی اور ضیافت کا شاندار اہتمام کیا اور خدمت کے لئے خدام کی ایک جماعت مقرر کر دی۔

تینوں حضرات امیر کے ہاں ایک مہینہ پوری شان وشوکت کے ساتھ رہے۔ ہر دن ان کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور ان پر انعامات کی بارش ہوتی رہی ایک دن امیر کے دربان نے آکر انہیں امیر کا سلام دیا۔ اور خبر سنائی کہ آج امیر آپ سے ملاقات کریں گے، وہ آنے ہی والے ہیں۔ یہ حضرات بیٹھے امیر کا انتظار کرتے رہے عمر بن ہبیرہ تن تنہا لاٹھی ٹیکتے ہوئے ان کے پاس پہونچ گئے، ان کے ساتھ کوئی خادم نہ تھا۔ بڑے عمدہ انداز میں سلام کیا اور انہیں خوش آمدید کہی۔ اور ان کے پاس بیٹھ کر ان کی خیریت دریافت کی اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ کا وقت آرام وسکون سے گزرا۔؟

ان لوگوں نے امیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے ہماری بڑی خدمت کی اور ہمارے لئے بڑا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بھلائی عطا فرمائے۔

عمر نے کہا: میرے دل میں ایک چیز کھٹک رہی ہے، اور میں اس کے بارے میں بہت متردد ہوں ۔ میں اس کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے بڑا خیر خواہ، علم والا اور صاحب تقویٰ نہیں ملا۔ آپ حضرات امت مسلمہ کے دینی راہنما اور شریعت کا پرچم بلند کرنے والے ہیں ۔ سب نے بیک زبان پوچھا کہ وہ کیا ہے۔؟

امیر نے کہا: جیسے کہ آپ جانتے ہیں، یزید بن عبد الملک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے ۔ اس نے لوگوں سے عہد لے رکھا ہے کہ وہ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اور عوام کو عہد دے رکھا ہے۔ اس کی طرف سے مجھے کچھ ایسے



احکام ملتے ہیں جن کے نافذ کرنے میں، میری ہلاکت ہے ۔ اگر میں اس کی اطاعت کروں تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہروں گا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں ۔؟

حسن بصری نے ابن سیرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ امیر کے سوال کا جواب دیجئے ! ابن سیرین نے خاموشی سے سر جھکا لیا اور نگاہیں نیچی کرلیں ۔ ان کے چہرے پر خوف اور ہیبت کی ایک لہر گزر گئی ۔ ان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ انہوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا ۔

پھر حسن بصری نے شعبی کی طرف متوجہ ہو کر کہا آپ امیر کے سوال کا جواب ارشاد فرمائیں ! ۔ شعبی نے چند کلمات کہے، صاف دکھائی دیتا تھا کہ ان پر حکومت کا رعب طاری ہوچکا ہے اور وہ تردد کا شکار ہیں اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں صاف صاف نہیں کہہ سکتے ۔

عمر بن ہبیرہ نے ان کی گفتگو سنی ۔ لیکن ان کے جواب سے انہیں تشفی نہیں ہوئی امیر نے حسن بصری کی طرف متوجہ ہو کر کہا : ابوسعید ! جو کچھ آپ نے سنا اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں ؟ ۔ اور آپ کی اپنی رائے کیا ہے ؟

حسن بصری سر جھکائے اس سوچ بچار میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں کیا کہنا چاہئے ؟ ۔ انہوں نے سر اٹھایا اور ابن ہبیرہ پر بھرپور نظر ڈالی ۔ جیسے کہ کہیں دور سے اس کی روح کو حاضر کر رہے ہوں ۔ تاکہ اسے خالص نصیحت اور کھری کھری باتیں سنائیں ۔ ان کی دینی ذمہ داری نے انہیں برانگیختہ کیا کہ حق بات واشگاف لفظوں میں کہہ دیں ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کا تصور کیا تو ہر ہیبت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ۔ انہوں نے اس شخص کی طرح گفتگو کی جس کی نگاہوں میں حق کے

سوا کچھ بھی نہ ہو۔

حسن بصری نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

چونکہ آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے، اس لئے مجھ پر جواب دینا لازم ہوگیا ہے۔ کیونکہ دین اخلاص کا نام ہے، اللہ تعالٰے کے لئے، اس کے رسول صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے لئے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے ــــ امیر کے لقب کا ذکر کیا اور نہ ہی اس کی کنیت کا، بلکہ براہ راست نام لے کر اسے مخاطب کیا۔

عمر بن ہبیرہ! بے شک اللہ تعالٰے تجھے یزید سے محفوظ رکھے گا۔ یزید تجھے اللہ تعالٰے سے بچا نہیں سکے گا۔ وہ وقت دور نہیں جب آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا، وہ تجھے تخت حکومت سے اتار دیگا۔ اور محلات کی وسعت سے نکال کر تجھے تیرے گھر کے صحن میں پہونچا دے گا۔ پھر تجھے گھر کے صحن سے نکال کر قبر کی تنگ اور تاریک کوٹھری میں پہونچا دے گا۔ جہاں تیرے عمل صالح کے علاوہ وسعت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

ابن ہبیرہ! میں تجھے اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالٰے نے بادشاہ کو صرف اور صرف اپنے بندوں کا یاور و مددگار بنایا ہے۔ اور اپنے دین کا پاسبان ــــ لہٰذا تم لوگ خداداد حکومت کے بل بوتے پر بندگانِ خدا کی گردنوں پر سوار ہو کر انہیں ذلیل نہ کرو ــــ کیونکہ

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ

کسی مخلوق کی بات مان کر اللہ تعالٰی کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی۔

ابن ہبیرہ! اس بات سے ڈر کہ اللہ تعالٰی تجھے اپنی نافرمانی ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے۔ تو تجھ پر قہر و غضب کی نگاہ ڈالے ــــ اور تجھ پر رحمت کا دروازہ بند کردے۔

ابن ہبیرہ! میں نے اس امت کے دور اول کے بہت سے قدسی صفات افراد کو دیکھا ہے۔

تم اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اتنا نہیں بچتے ہوگے، جتنا کہ وہ اللہ تعالٰی کی حلال کی ہوئی چیزوں سے بچتے تھے۔ تمہیں اپنے گناہوں کے بخشے نہ جانے کا اس قدر خوف نہیں ہوگا جس قدر کہ انہیں اپنی نیکیوں کے مردود ہونے کا خوف تھا۔ دنیا کے مال و متاع کی جتنی اہمیت تمہاری نگاہوں میں ہے اس سے کہیں زیادہ ان کے نزدیک اخروی ثواب کی اہمیت تھی۔ دنیا تم سے دور ہونا چاہتی ہے اور تم اس کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔ جب کہ دنیا ان کی طرف مائل تھی اور وہ اس سے دور بھاگتے تھے۔ جس قدر تم دنیا کی طرف مائل ہو، اس سے کہیں زیادہ وہ دنیا

اعراض کرتے تھے۔

حسن بصری چند لمحوں کے لئے خاموش ہو
ــ حق کی ہیبت امیر پر چھا گئی ــ
سن بصری کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن
ش ہو گیا ــ یوں دکھائی دیتا کہ عمر بن ہبیرہ
ب کر دیا گیا ہے اور اس جگہ دوسرا شخص
بٹھا دیا گیا ہے ــ ایک دفعہ پھر حسن بصری
آواز بلند ہوئی ــ سرچشمۂ ایمان اور آسمان
ص سے وارد ہونے والے مضامین کے
ان کرنے کے لئے وہ سراپا زبان بن گئے
ــ اور پورے جلال کے ساتھ گویا ہوئے:

اے عمر! میں تمہیں اس مقام سے ڈراتا
ں جہاں تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قہر و
ب سے ڈرایا ہے ــ ارشاد ربانی ہے۔

لِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيْد

(ابراہیم ۱۴/۱۴)

اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے
سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا
ہے اس سے خوف کرے۔

اے عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ہے اور یزید کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ
تجھے اس کی طرف سے آنیوالی مصیبت سے
محفوظ رکھے گا ــ اور اگر تو یزید کے ساتھ
ر اللہ کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے
س کے سپرد کر دے گا۔

امیر ان کلماتِ حق و صداقت کی گرفت
یں آگیا۔ اس کا چہرہ فرط ندامت کی بنا
پر سرخ ہو گیا ــ وہ ایمان و اخلاص سے
معمور دل سے صادر ہونے والے ان
کلمات کو پوری طرح سن نہ سکا ــ اس
کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، اس پر
شدتِ گریہ طاری ہو گئی اور آنسوؤں کی
جھڑی لگ گئی ــ وہ اٹھا اور لڑکھڑاتے
قدموں سے واپس چلا گیا ــ اسے کچھ
خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ ــ
اس کی ذات میں ایک ایسا انقلاب آگیا
جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوز و فلاح کی
بشارت ملنے روحوں پر طاری ہوا کرتا
ہے ــ اس انقلاب نے حکومت کے
بارے میں اس کا نقطۂ نظر تبدیل کر دیا۔
اور اسے ایسے سیدھے اور سچے راستے پر
ڈال دیا جو اسے پہلے معلوم نہ تھا،
اس پر حقیقت اپنی تمام تر عظمتوں کے
ساتھ جلوہ گر ہو گئی ــ جاتے ہوئے
بار بار ان کلمات کو دہرا رہا تھا۔

عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے
اور یزید کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے
یزید کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت سے
محفوظ رکھے گا ــ اور اگر تو یزید کے ساتھ
ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے تو اللہ
تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کر دے گا۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

یہ اس کے لئے ہے جو میری بارگاہ میں کھڑے
ہونے اور میری وعید سے ڈرا۔



ـــ تریئی داد جامع مسجد کی ایک جھلک

دوسرے دن امیر نے انہیں انعام واکرام
سے نوازا ـــ حسن بصری کو چار ہزار درہم
دیئے ـــ ابن سیرین اور شعبی کو دو، دو ہزار۔
شعبی وہاں سے نکل کر سیدھے مسجد میں
گئے ـــ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے ـــ
انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے
جو شخص مخلوق کو چھوڑ کر خالق کی رضا حاصل
کر سکتا ہے ضرور کرے ـــ ابن ہبیرہ نے
مجھے، حسن بصری اور شعبی کو بلایا اور ہم سے
اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں سوال کیا۔
میں نے اور ابن سیرین نے ابن ہبیرہ کا لحاظ
کیا، ہم اسے بطور نصیحت وہ کلمۂ حق نہ کہہ

سکے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر واجب ک
ـــ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دور کر دیا او
انعام میں کمی کر دی ـــ حسن بصری
اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا ـــ
اللہ تعالیٰ نے انہیں نصرت و اعانت ـ
نوازا، مالا مال کیا اور ہماری نسبت انہ
مال بھی زیادہ دیا اور ہیبت بھی زیادہ ع
کی ـ

دور اول میں ایسے لوگ امت مس
کے سربراہ ہوئے تھے وہ علماء سے نصیح
کی درخواست کرتے تھے اور علماء انہ
بے دھڑک ہو کر نصیحت کرتے تھے۔
حکمران ان کی نصیحتوں پر عمل کرتے تھے
جس کا فائدہ انہیں بھی ملتا اور امـ
مسلمہ کو بھی ـــ کیونکہ مخلص علماء انبیاء و
مرسلین کے وارث ہیں ـــ ان سے وعد
لیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بیا
کریں گے ـــ چاہے اس کے لئے کتنی
ہی مشکلات اور دشواریاں برداشت ک
پڑیں ـــ انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
کے لئے حق کے بیان کرنے اور اس ک
حمایت کرنے سے کسی ملامت گر کی ملامت
نہیں روک سکتی ـــ ان کے دل دنـ
اور اس کی چمک دمک، رزق اور اس کے
اسباب سے بے نیاز ہو چکے ہیں ـــ
ان کے شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد اور
اطاعت میں گزرتے ہیں ـــ اور اسی

پر بھروسہ کرتے ہیں ـــــ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے
فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ لَا یَمْنَعُ رِزْقًا وَلَا یُقَدِّمُ اَجَلًا[1]
قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا نہ تو رزق کو روکتا ہے اور نہ ہی موت پہلے لاتا ہے۔

● ـ حسن بصری، ابو سعید، امام: سنت و ہدایت کے امام تھے، جامع عالم، ثقہ، لائق اعتماد، صاحب عبادت و ریاضت، فصیح اپنے زمانے کے عظیم مجاہد اور بہادر، امراء اور علماء کو پوری قوت کے ساتھ نصیحت کرنے اور ہدایت دینے والے تھے، اللہ تعالٰی کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ۱۱۰ ہجری میں وصال ہوا۔

● ـ محمد بن سیرین انصاری، ابو بکر بصری: اپنے وقت کے امام، ثقہ، معتمد علیہ، امام، فقیہ اور وسیع علم والے تھے ہر وقت اللہ کے ذکر میں مصروف رہتے، بڑے متقی تھے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے، خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں مشہور تھے ۱۱۰ ہجری میں وصال ہوا۔

---

[1] اس حدیث کا حوالہ اس سے پہلے گزر چکا ہے ۱۲ فرفور

● ـ شعبی: عامر بن شراحیل حمیری شعبی ابو عمرو کوفی، جلیل القدر امام تھے، پانچ سو صحابۂ کرام کی زیارت کی، کہا جاتا تھا کہ شعبی سے بڑا فقیہ کوئی نہیں، حافظہ بہت قوی تھا فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ کاغذ پر لکھا وہ سب مجھے یاد ہے۔ ۱۰۳ ہجری میں وصال ہوا۔ (رحمہم اللہ تعالٰی رحمۃً واسعۃً)

(بقیہ صـــ کا)

ہی فلسطینیوں کو ان کو اپنے وطن سے نکال کر اسرائیل کی فرضی حکومت کی منظوری اس بات کی تائید سمجھی جائے گی، حکومت ہند کی نئی پالیسی سے مسلمانوں کو ٹھیس پہونچی ہے!! لہذا برسر اقتدار حکمراں کو چاہیئے کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرکے ہندوستان کی سابقہ روایت کو برقرار رکھیں کہ یہی انصاف کا تقاضہ ہے اور مظلومین کی امداد ہے۔
بات لمبی ہوگئی بس ایک شعر کے ساتھ قلم کو روکتا ہوں۔ ؎

نہیں معلوم یہ بدمستیاں کیا رنگ لائیں گی
کہاں تک اور بگڑیگا ابھی ان کا چلن ساقی

(بقیہ صـــ۶۹ کا) میں صرف کردیا۔ سبھی کے لئے میں بارگاہ رب العزت میں اکابرین سلسلۂ چشت کے وسیلہ سے دعا گو ہوں کہ وہ شاد و آباد رہیں اللہ پاک سب کو کامیاب و بامراد فرمائے۔ فقط والسلام علیکم

ابنِ مولا علی غوثِ اعظم

تاجدارِ اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند نوری

کھلا میرے دل کی کلی غوثِ اعظم
مٹا قلب کی بے کلی غوثِ اعظم

مرے چاند میں صدقے آجا ادھر بھی
چمک اُٹھے دل کی گلی غوثِ اعظم

وہ ہے کون ایسا نہیں جس نے پایا
ترے در پہ دنیا ڈھلی غوثِ اعظم

کہا جس نے یا غوث اَغثنی تو دم میں
ہر آئی مصیبت ٹلی غوثِ اعظم

نہیں کوئی بھی ایسا فریادی آقا
خبر جس کی تم نے نہ لی غوثِ اعظم

مری روزی مجھ کو عطا کردے آقا
ترے در سے دنیا نے لی غوثِ اعظم

نہ مانگوں میں تم سے تو پھر کس سے مانگوں
کہیں اور بھی ہے چلی غوثِ اعظم

صدا گر یہاں میں نہ دوں تو کہاں دوں
کوئی اور بھی ہے گلی غوثِ اعظم

جو قسمت ہو میری بری اچھی کردے
جو عادت ہو بد کر بھلی غوثِ اعظم

ترا رتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مولیٰ
تو ہے ابنِ مولیٰ علی غوثِ اعظم

جو ڈوبی تھی کشتی وہ دم میں نکالی
تجھے ایسی قدرت ملی غوثِ اعظم

ہمارا بھی بیڑا لگادو کنارے
تمہیں ناخدائی ملی غوثِ اعظم

تجھے تیرے جد سے انہیں تیرے رب سے
ہے علم خفی و جلی غوثِ اعظم

فدا تم پہ ہو جائے نوریؔ مضطر
یہ ہے اس کی خواہش دلی غوثِ اعظم

امام احمد رضا

غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں سے کتنا پیار تھا۔ اللہ اللہ! سارے عالم کے غریبوں کو گلے سے لگا لیا اور غریبوں کی زندگی اپنا لی۔ اب غریب سے غریب انسان یہ نہیں کہہ سکتا، آپ کے گھر میں تو سب کچھ ہے "میرے گھر میں کچھ نہیں۔" اللہ اکبر! سب کے گھر بھرے ہوئے ہیں، آپ کا گھر خالی ہے۔ سب کے گھروں میں دنیا کی نعمتیں ہیں، مگر آپ نعمتیں بانٹ رہے ہیں۔ نعمتیں لٹا رہے ہیں، صلائے عام ہے سب دوڑے چلے آرہے ہیں۔ جھولیاں بھر بھر کے لئے جا رہے ہیں۔

دنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پوچھ ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کو کوئی نہیں پوچھتا مگر آپ کے دربار میں غریبوں کی پوچھ ہے مسکینوں کی رسائی ہے جن کو ساری دنیا نے دھتکارا اور دھتکار رہی ہے وہ اس دربار میں نظر آئیں گے، اللہ اکبر! بجھے بجھے چہرے نظر آرہے ہیں اور چمکتے دمکتے جا رہے ہیں۔ ہاں! اس دربار میں غریبوں کی بڑی رسائی ہے۔ وہ غریب —

- جن کے وسیلوں سے امیروں کو نعمتیں ملتی ہیں۔
- جن کی آہیں عرشِ معلّی تک جا پہنچتی ہیں۔
- جن کے آنسو سیلاب بن کر امنڈ پڑتے ہیں۔

ہاں یہ غریب بہت عظیم ہیں۔ ہاں یہ غریب بہت بلند ہیں، ذرا سا احسان کیجئے جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بلکہ جان دے دیتے ہیں۔ فقیر کی زندگی میں چند ایسے واقعات گزر چکے ہیں۔ آپ بھی سنیئے اور غریبوں کے کردار کی بلندیاں دیکھئے۔

کوئٹہ (بلوچستان) میں قیام کے دوران (۱۹۶۶-۷۰ء) تپ دق کا مارا ایک مسکین بلوچ گرتا پڑتا سڑک پر جا رہا تھا، ترس آیا، تپ دق کے ہسپتال میں داخل کرایا، دیکھ بھال کرتا رہا، ہسپتال

میں ایک روز اس نے روتے ہوئے کہا تھا: "صاحب آپ جہاں جائیں گے ہم آپ کے ساتھ جائے گا"۔
ابھی وہ ہسپتال میں تھا کہ فقیر کا تبادلہ سندھ ہو گیا۔ جب وہ توانا و تندرست ہو کر ہسپتال سے واپس آیا فقیر کے بارے میں دریافت کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ فقیر بلوچستان سے سندھ چلا آیا، تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، جانبر نہ ہو سکا، چند دنوں میں دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

اور جب سندھ میں سرحد ہند کے قریب ضلع تھرپارکر کے شہر مٹھی میں تبادلہ ہوا، تو وہاں ایک سندھی باورچی کو اتنی محبت ہو گئی کہ تین سال بعد (۱۹۸۰ء-۱۹۷۷ء) جب وہاں سے تبادلہ ہوا، اس نے خبر سنی تھوڑی دیر میں بخار چڑھ گیا، چار پانچ روز کے اندر اندر مرض اتنا بڑھ گیا کہ جان پر بن گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ فقیر اس کی نماز جنازہ پڑھ کر آیا۔ اس جاں نثار کا نام محمد کمال تھا اور اُس فدا کار کا نام محمد شفیع۔ اللہ اکبر! ان مسکینوں کے دل محبت سے معمور ہیں، کوئی محبت کر کے تو دیکھے۔ محبت کی قربان گاہ میں یہ جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان جاں دینے والوں پر جو محبت و الفت کے چراغ روشن کر گئے اور اپنی جاں نثاری اور فدا کاری کے اَن مٹ نقوش چھوڑ گئے۔

غریبوں کا حال ہمیں کیا معلوم؟ کسی نے ان کے گھر کی خبر نہ لی۔ کسی نے نہ پوچھا تمہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں۔ فقیر نے ایک چپراسی کو دیکھا، ایک ہاتھ میں روٹی دوسرے میں پانی۔ نوالہ کھاتا جاتا پانی کا گھونٹ پیتا جاتا۔ پیٹ بھر گیا خدا کا شکر ادا کیا۔ ان کی تنگ دستی کا یہ عالم ہے کہ موسمی پھل بھی ان کو نصیب نہیں۔ بس دیکھ دیکھ کے جیا کرتے ہیں۔ ایک بچہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا: مجھے تو آم اچھے لگتے ہیں، ابو آم لے کر کیوں نہیں آتے؟ غم کی ماری ماں کیا جواب دے۔ حسرت و یاس کی تصویر بنی بچہ کا منہ تکتی رہ گئی۔ نان شبینہ کا محتاج اپنے بچوں کے لئے من بھاتی چیزیں کہاں سے لائے؟ اور اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا شہرِ خموشاں کس کو دکھائے؟ اولاد والا ہی اس بے بسی کے عالم میں غریب ماں کے کرب کو محسوس کر سکتا ہے۔ بچہ کے سوال نے خرمنِ صبر و قرار کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔ کہاں سے لائے؟ کہاں سے کھلائے؟ خود کھلا نہیں سکتی، کوئی کھلاتا نہیں، بے بسی سی بے بسی ہے۔

اے مسکینو! اے غریبو! دیکھو دیکھو! ان بچوں کے لئے امام احمد رضا کے غوش کھلے ہیں اپنے محروم بچوں کو یہاں لے کر آؤ، وہ بچوں کو ان کی من بھاتی چیزیں کھلا رہے ہیں۔ ہاں ان کے آقا و مولیٰ

…ی تو بچوں سے پیار کرتے تھے۔ وہ اپنے دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ پر بڑے شفیق و کریم تھے۔ خوشیوں کے
…وقع پر عید کے دنوں میں ان کے لئے نئے نئے کپڑے بنواتے اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر کھلاتے تھے۔ عرب طلبہ
…کے لئے عربی کھانا، روسی طلبہ کے لئے روسی کھانا، بنگالی طلبہ کے لئے بنگالی کھانا، بہاری طلبہ کیلئے بہاری
…کھانا، سرحدی طلبہ کے لئے سرحدی کھانا، سندھی طلبہ کے لئے سندھی کھانا، پنجابی طلبہ کے لئے پنجابی کھانا
…الغرض جس طالب علم کو جو کھانا مرغوب ہوتا، وہ پکوا کر اس کو کھلاتے اور کھلا کھلا کر خوش ہوتے۔ انگریزی
…مدارس و جامعات میں ہم نے طلبہ کو اپنا حریف سمجھ لیا ہے، وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں مگر ان کو اپنی محبت و شفقت
…سے ہم نے محروم کر دیا۔ افسوس ہم نے یہ کیا کیا! امام احمد رضا نے ہم کو وہ سبق سکھایا جو آفت زدہ معاشرے کی
…کایا پلٹ سکتا ہے۔ امام احمد رضا کی محبت و شفقت کا کیا ذکر کیا جائے، زندگی بھر غریبوں اور مسکینوں کو گلے
…لگایا اور جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اس کٹھن گھڑی میں ان کو نہ بھلایا۔ وصال سے دو روز قبل فرمایا: آج
…کیا دن ہے؟ عرض کیا گیا۔ آج بدھ ہے۔ فرمایا: جمعہ پرسوں ہے؟ یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰهُ
…وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہے۔ گھڑیاں گزرتی گئیں، سورج غروب ہوتا رہا، سورج طلوع ہوتا رہا۔
…ہاں آج جمعہ ہے۔ آج وصال کا دن ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے: "پچھلے جمعہ کرسی پر جانا ہوا، آج چارپائی پر
جانا ہوگا" ۔[1]

سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ جائیداد کے متعلق وقف نامہ مکمل کرایا اور آمدنی کا چوتھائی
نیک کاموں کے لئے وقف کر دیا کہ شریعت کے مطابق جانے والے کو اپنے مال میں اتنا ہی تصرف کرنا
چاہیئے۔ واللہ باللہ! یہ قید نہ ہوتی تو سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے
موت آتی ہے آئے گی مگر جب معلوم ہو جائے کہ آنے والی آگئی، تو جان پر بن جاتی ہے
ہوش اڑنے لگتے ہیں۔ اوسان خطا ہونے لگتے ہیں۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے۔ انسان اس طرح
ہاتھ پیر مارتا ہے جیسے وہ ڈوب رہا ہو مگر وہ بھی ہیں جو خوشی خوشی آتے ہیں اور خوشی خوشی جاتے ہیں، عین
اضطراب میں ان کی طمانیت کا عالم نہ پوچھیئے۔ اللہ اکبر۔

؎ قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیت خاطر پہ ہے ۔ کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

اللہ اللہ وہ آنے والی گھڑی آگئی۔ بس دو ڈھائی گھنٹے کی بات ہے وصیت نامہ لکھوایا جا رہا ہے
اس میں قوم کے لئے کچھ وصیتیں ہیں، اہل خانہ کے لئے کچھ نصیحتیں ہیں، غریبوں کے لئے کچھ ہدایتیں ہیں

[1] حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۵۔

ہاں غریبوں کے نے جن کو سب بھول جاتے ہیں مگر امام احمد رضا بستر مرگ پر بھی ان کو نہ بھولے۔ ذرا ٹھنڈے
کریں دل پہ ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں جس کے خاندان نے شاہانہ آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی ہو آج اس کے
گھر میں غریبوں کے لئے شاہانہ دسترخوان بچھایا جارہا ہے۔ آیئے وصیت کو ایک نظر دیکھیے۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات سنت کے خلاف نہ ہو۔" [1]

اے پاسدارِ سنت تجھ پہ لاکھوں سلام! ذرا غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں۔ کیسی پیاری پیاری ہدایتیں فرمارہے ہیں۔

★ فاتحہ کے کھانے میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔
★ صرف فقیروں اور غریبوں کو دیا جائے۔
★ وہ بھی عزت و احترام کے ساتھ، خاطر داری کے ساتھ۔
★ غریبوں، مسکینوں کو گھرکیاں، جھڑکیاں دے کر نہ کھلایا جائے۔
★ کوئی بات سنت کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے ہاں بڑے بڑے شہروں میں میت کے کھانے سے غریب اور مسکین ہی محروم رہتے ہیں، کھاتے پیتے لوگ سب کھا جاتے ہیں، بلکہ بلائے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا نے اس بری رسم کی بیخ کنی فرمائی اور اپنی وصیت سے ایک مردہ سنت کو زندہ کیا جس نے غریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا، شاید اس لیے پاک و ہند اور عالم اسلام کے علماء کرام نے آپ کو مجدد تسلیم کیا ہے۔

امام احمد رضا نے غریبوں کا حق غریبوں کو دلایا اور سخت ہدایت فرمائی کہ اس میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر فقیروں کو کچھ نہ کچھ دینے والے دیا ہی کرتے ہیں، مگر امام احمد رضا جس باوقار انداز سے دلوانا چاہتے ہیں، اس انداز سے تو دینے والے نہیں دیتے۔ امام احمد رضا کے زمانے میں شریف گھرانوں میں فرش و فروش کا رواج تھا، صاف ستھرے فرش بچھائے جاتے، ان پر قالین سجائے جاتے، گاؤ تکیے رکھے جاتے مگر ان فرش و فروش تک کسی غریب اور مسکین کی رسائی نہ ہوتی، ان کو دور ہی رکھا جاتا، معمولی فرش پر بٹھا کر کھلا دیا جاتا یا دروازے ہی پر دے دلا کر فارغ کر دیا جاتا۔ غریبوں کا کوئی خاص اعزاز و اکرام نہ ہوتا۔ سارے

[1] امام احمد رضا: وصایا شریف، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء مطبوعہ لاہور۔

اعزاز و اکرام امیروں اور افسروں کے لئے مخصوص تھے۔ امام احمد رضا کی آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ ان کے دِل میں غریبوں کا درد تھا، غریبوں کے لئے محبّت تھی، غریبوں کے لئے عزّت تھی، اس لئے وصیّت فرمائی کہ جب غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ تو دیکھنا گھُرک کر اور جھڑک کر نہ کھلانا، عزّت و احترام سے کھلانا، اس طرح جس طرح امیروں اور وزیروں کو کھلایا کرتے ہیں۔ ان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا کہ یہ آقائے دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُلارے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں امام احمد رضا کیا فرماتے ہیں؟ کمرے میں صاف ستھرا فرش بچھا ہو، اس پہ پاک صاف دسترخوان بچھا ہو، غریبوں اور مسکینوں کو محبت و خلوص سے خوش آمدید کہا جا رہا ہو۔ ایک ایک کی مزاج پرسی کی جا رہی ہو اور بٹھایا جا رہا ہو، پھر اس دسترخوان پر غریبوں کے لئے، وہ وہ نعمتیں سجائی جا رہی ہوں، جو ان کے کام و دہن تک نہ پہنچی ہوں، وہم و خیال میں آ کر رہ گئی ہوں۔ امام احمد رضا نے غریبوں کے لئے جو دسترخوان سجایا ہے۔ ذرا اس کا نظارہ تو کریں۔ اللہ اللہ کیسی کیسی نعمتیں دکھائی دے رہی ہیں کسی نے اپنے دسترخوان پر غریبوں کے لئے یہ نعمتیں نہ رکھی ہوں گی اور پھر اس تاکید کے ساتھ خبردار! کوئی امیر اس دسترخوان پر نہ آنے پائے۔ دنیا نے تو یہ دیکھا ہے کہ یہ نعمتیں امیروں کے لئے دسترخوان پر سجی ہوتی ہیں اور غریب ٹُکر ٹُکر دیکھتے ہیں۔ کچھ بچا تو مل گیا، ورنہ صبر و شکر کیا مگر چشمِ عالم نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ غریبوں کے لئے امیرانہ اور شاہانہ دسترخوان سجایا گیا ہو۔ اگر نہیں دیکھا تو آیئے! یہ دسترخوان دیکھئے جو امام احمد رضا نے غریبوں اور صرف غریبوں کے لئے سجایا ہے۔ اللہ اکبر! کیسی کیسی نعمتیں سجی ہیں ذرا دیکھئے تو سہی۔

★ دودھ کا برف خانہ ساز	★ مرغ بریانی
★ بکری کا شامی کباب	★ پراٹھے اور بالائی
★ فیرینی	★ سوڈے کی بوتل
★ گوشت بھری کچوری	★ سیب کا پانی
★ انار کا پانی	★ دودھ کا برف
★ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم [1]	

---

[1] امام احمد رضا: وصیّت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

ہاں امام احمد رضا نے غریبوں کے لئے دسترخوان سجایا ہے۔ غریب جمع ہیں۔ مزے لے لے کے کھا رہے ہیں، جان و دل سے دعائیں دے رہے ہیں اور بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں۔

* اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کی کیسی عزت افزائی فرمائی۔ آخرت میں خدا تجھے بھی ایسی عزت عطا فرمائے۔!

* اے احمد رضا تو نے ہم غریبوں کو کیسے مزے مزے کے کھانے کھلائے، خدا تجھ کو بھی جنت میں مزے مزے کے کھانے کھلائے!

* اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسی محبت و شفقت سے سینے سے لگایا، کل قیامت کے دن تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے سینے سے لگائیں۔

امام احمد رضا نے غریبوں کے کھانے کی فہرست برف سے شروع کی اور برف ہی پر ختم کی۔ عرض کیا گیا: برف تو پہلے لکھایا جا چکا ہے۔ فرمایا! لکھو لکھو۔ میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا، خدا کی شان جب آپ کا جسم نازنین قبر میں اتارا جا رہا تھا، ایک عقیدت مند دودھ کا برف خانہ ساز لے کر حاضر ہوا جو اسی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ امام احمد رضا کی روح کو قرار آگیا۔ اللہ اکبر! دنیا سے پردہ فرماتے فرماتے بھی غریبوں کی برف سے ضیافت فرمائی۔

اے غریبوں کے غمخوار تیری قبر تجلیوں سے روشن رہے!۔ اس وقت عجیب اتفاق ہوا۔ بجلی گئی ہوئی تھی۔ موم بتی کی روشنی میں لکھ رہا تھا۔ جب قلم نے روشن لکھا تو بجلی آگئی ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ شاید یہ ایک غیبی اشارہ ہے۔ ہاں، امام احمد رضا کی قبر روشن ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک روشن رہے گی

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا ۔۔۔ نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

وصال سے دو گھنٹے، ۱۷ منٹ قبل غریبوں کے لئے کھانے کی فہرست لکھوائی جو اوپر گزری۔

فہرست لکھوانے سے قبل اور پھر بعد میں جو کچھ لکھایا، وہ قابل توجہ ہے آپ نے لکھوایا۔

"اعزاء سے بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیں۔"

پھر جب کھانوں کی فہرست لکھوا چکے تو لکھوایا۔

"اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے۔ یوں کر دیا جیسے مناسب جانو مگر بطیبِ خاطر

میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔ ۲؎

وصیت نامے کے ان الفاظ سے امام احمد رضا کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایک طرف تو دل کا تقاضا کہ غریبوں کو خوب کھلایئے۔ دوسری طرف یہ خدشہ، نہ معلوم کھلانے والے یہ چیزیں دل سے کھلائیں گے بھی یا نہیں کہ غریبوں کے لئے تو یہ چیزیں مہیا نہیں کی جاتیں۔ پھر یہ اندیشہ کہ اگر کھلائیں گے تو اعزاز و اکرام کے ساتھ بٹھا کر بھی کھلائیں گے یا نہیں۔ غریبوں کے لئے وہ دل کہاں سے لائیں گے جو امام احمد رضا کے سینے میں ہے؟ دل کی بات لکھوا رہے ہیں مگر رک رک کر، ٹھہر ٹھہر کر۔ پورا ہفتہ نہ سہی، ہفتہ میں دو تین بار ہی سہی۔ سب نعمتیں نہ سہی، معفانہ ایک دو ہی سہی۔ پھر خیال آیا کہیں یہ ایک دو بھی اس لئے نہ کھلائی جائیں کہ احمد رضا نے وصیت کی ہے۔ اس لیے صاف صاف لکھ دیا کہ جو کھلائے، دل سے کھلائے، مجبور ہو کر نہ کھلائے۔ دربارِ الٰہی میں تو اخلاص عمل کی پوچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں۔

دنیا کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ غریبوں اور مسکینوں کو منہ لگایا جائے، عزت سے بٹھایا جائے، انکی خاطرداری کی جائے، ان کو قسم قسم کے لذیذ کھانے کھلائے جائیں۔ جو لوگ بصیرت سے محروم تھے جن کی ذہن میں امارت کی بو بسی ہوئی تھی جن کے دماغ میں نخوت و غرور کا سودا تھا، جو غریب پروری اور غمخواری کے معنی سے نابلد تھے، وہ امام احمد رضا کا منہ تکنے لگے۔ دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے، مذاق اڑانے لگے، قہقہے لگانے لگے کہ یہ فرزانہ ہے یا کوئی دیوانہ، جو بسترِ مرگ پر لیٹا غریبوں کو یاد کر رہا ہے۔ غریبوں، مسکینوں کے لئے اس اہتمام کی وصیت کر رہا ہے، ہاں اہل علم کا فکر و خیال کی اس پستی میں چلا جانا، ایک قومی المیہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ ہاں سے

سن، اے غارتِ گرِ جنس وفا سن
شکستِ شیشۂ دل کی صدا کیا؟

ان کے شعور نے امام احمد رضا کے دردِ دل کی کسک محسوس نہ کی۔ ان کے احساس نے مسکینوں کے حصے امام احمد رضا کی روح کی تڑپ محسوس نہ کی۔ تو پھر وہ امام احمد رضا کی دل کی گہرائیوں تک کس طرح پہنچتے۔ غریبوں اور مسکینوں کے لئے امام احمد رضا کے اضطراب و بے چینی کو کس طرح سمجھتے۔ انھوں نے کچھ نہ سمجھا، کاش وہ سینے میں دل رکھتے، کاش وہ دل میں درد رکھتے!

جب امام احمد رضا وصیت لکھا چکے، تو خود دستخط فرمائے اور ساتھ یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے:

بقلم خود بحالتِ صحتِ حواس واللہ شہید وللہ الحمد وصلی اللہ

۲؎ امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

تعالیٰ و تبارک و سلم [1]

وصل کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ حضرت دل پر کیا بیت رہی ہوگی، احباب پر کیا گزر رہی
عقیدت مندوں کا کیا حال ہوگا؟ یہ شعر ہر دل کی آواز بن گیا ہوگا ؎

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

اللہ اکبر! وصال تک تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے کیا اس شان
جانا کسی نے دیکھا ہے؟ جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا۔ عرض کر دیا گیا۔ فرمایا! گھڑی کھ
ہوئی سامنے رکھ دو۔ اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علام الغیوب نے وقت بتا دیا تھا، بیشک اس کی عطا
وہ علم بھی مل جاتا ہے، جس کو اس نے صرف اور صرف اپنے خزانے میں محفوظ رکھا ہے بڑے صاحبزادے م
محمد حامد رضا خاں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا: "وضو کر آؤ، قرآنِ عظیم لاؤ"۔ ابھی وہ نہ آنے پ
چھوٹے صاحبزادے مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں حاضر ہوئے۔ فرمایا بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورہ یٰسین شریف او
سورہ رعد شریف تلاوت کرو۔ تلاوت ہو رہی ہے، آفتاب شریعت غروب ہو رہا ہے۔ بس چند منٹ باقی ہیں
سفر کی دعائیں پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھ رہے ہیں کہ آج اس سفر پر جانا ہے کہ پھر واپس نہیں آنا، اچانک
کلمہ طیبہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آن کی آن میں دم سینے پر آگیا، جب سینے سے
باہر نکلا، تو چہرے پر ایک نور چمکا اور روشنی پھیل گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آج
جمعہ ہے اور ٹھیک نمازِ جمعہ کا وقت۔ صفر کی ۲۵ تاریخ ہے اور ۱۳۴۰ھ۔ اکتوبر کی ۲۸ تاریخ اور ۱۹۲۱ء

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

وہ اس طرح چلے گئے، جس طرح گلشن سے بوئے گل چلی جاتی ہے۔ خود فرمایا اور خوب فرمایا۔

"جنھیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، شوقِ دیدار
میں لیے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا" [1]

بے شک ایسے گئے کہ جانا معلوم ہی نہ ہوا۔ ہاں! ؎

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ محررہ ۲۸، اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور
۔ ایضاً: رضا خاں: وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

دل تو جاتا ہے اُس کے کوچہ میں
جا، مری جاں، جا، خدا حافظ

اے احمد رضا، اے غریبوں کے غمخوار اے مسکینوں کے دلدار! اے مظلوموں کے دلدرس اے بیکسوں کے فریاد رس، تجھ پر ہزار بار سلام۔ ہاں روحِ انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے۔ دلِ درد مند تجھ کو سلام کرتا ہے۔ دیدۂ بینا تجھ کو سلام کرتا ہے چشمِ اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے۔ جانِ بیتاب تجھ کو سلام کرتی ہے۔ روحِ مضطر تجھ کو سلام کرتی ہے۔ مظلوموں کی آہیں تجھ کو سلام کرتی ہیں۔ غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں۔ ماہِ تاباں تجھ کو سلام کرتا ہے۔ مہرِ درخشاں تجھ کو سلام کرتا ہے۔ ابرِ باراں تجھ کو سلام کرتا ہے۔ سفید و سیاہ تجھ کو سلام کرتے ہیں فکر و شعور تجھ کو سلام کرتے ہیں۔ ہاں! تجھ پر سلام۔ ہزار بار سلام

ضروری اعلان

قلم کار حضرات مضمون بھیجنے کے فوراً بعد اصرار پہ اصرار اور بار بار اشاعت کے لئے مجبور نہ کریں کیونکہ ادارہ مضامین کو خاص ترتیب سے شائع کرتا ہے۔

● عدم اشاعت کی صورت میں مضمون اسی وقت واپس کیا جائے گا جب کہ جوابی لفافہ یا اس کے مساوی ٹکٹ روانہ کیا گیا ہو۔ ● ادارہ "سنی دنیا" مرکزی دارالافتاء اور مکتبہ سنی دنیا کے نام خطوط روانہ کرتے وقت جوابی خط ضرور مد نظر رکھیں۔ ● مراسلات و اعلانات مختصر اور صاف لکھیں فوٹو کاپی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ ● مضمون اور مراسلات میں ادارہ کو حذف کا مکمل اختیار حاصل ہوگا۔ (ادارہ)

اہلِ علم و قلم سے گزارش

خاکسار مولوی حافظ قاضی خلیل الدین حسن وکیل حافظ پیلی بھیتی (۱۸۶۰ء/۱۹۲۹ء) کی نعتیہ شاعری پر تحقیق کر رہا ہے، حافظ پیلی بھیتی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت محدث سورتی، حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، پیر سید جماعت شاہ علی پوری، و دیگر علمائے اکابر سے بڑے دیرینہ مراسم تھے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے حافظ پیلی بھیتی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ آپکو صرف نعتیہ شاعری سے شوق تھا۔ آپکے ۱۹ نعتیہ دیوان تھے جس میں صرف دو دیوان شائع ہوئے۔ میں ان کے نعتیہ دیوان نغمہ روح ۱۳۰۹ھ، خمخانۂ حجاز ۱۳۱۵ھ کی تلاش میں رام پور رضا لائبریری گیا۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی وافر مواد اور کل نعتیہ دیوان نہیں دستیاب ہوئے۔ اہلِ علم و قلم سے گزارش ہے کہ جن حضرات کے پاس حافظ پیلی بھیتی کے اوپر یا ان کا نعتیہ دیوان ہو وہ خاکسار تک بذریعہ ڈاک پہنچانے کی زحمت کریں تاکہ ریسرچ کے کام کی رفتار کو مزید تند و تیز کر دی جائے۔ پتہ

خاکسار: محمد تاج حسین رضوی (ایڈوکیٹ) ۲۴۰۔ بانس منڈی بریلی شریف (یو۔پی)

یا سیدی احمد رضا

نتیجۂ فکر: حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، لاہور ...... (مترجم کتب احادیث کثیرہ)

کعبۂ اجسام کی جانب بڑھایا آپ نے
قبلۂ ایمان کا شیدا بنایا آپ نے
زندہ باد اے سیدی احمد رضا خاں زندہ باد
جامِ حُبِّ مصطفےٰ بھر بھر پلایا آپ نے
ہونٹ گستاخانِ مصطفوی کے سل کر رہ گئے
جب دلائل سے مقام ان کا بتایا آپ نے
کون عبد المصطفےٰ ہے دیو کا بندہ ہے کون
فیصلہ میدان میں یہ کر دکھایا آپ نے
منہ کے بل اوندھے گرے برطانوی لات و منات
جب کھری توحید کا نغمہ سنایا آپ نے
تھرتھرا کر نجدیت کے گر پڑے سارے ستون
نعرۂ تکبیر جب ان میں لگایا آپ نے
گھیر لیتے ہر روش کو نجدیت کے زاغ و بوم
گلشنِ اسلام کو ان سے بچایا آپ نے
جبکہ بندے ماترم کہتے تھے کچھ نجدی شیوخ
ان کی تردیدات کا پرچم اٹھایا آپ نے
چھوڑ کر میدان بھاگے گاندھوی مرحب تمام
فاتحِ خیبر کا جب جلوہ دکھایا آپ نے
اے مجدد! اے محی الدین ثانی! مرحبا!
سومناتِ گاندھویت بھی گرایا آپ نے
عاشقِ شمعِ رسالت، اہلسنت کے امام
قلبِ اختر بھی ہے آقا جگمگایا آپ نے

صدر مدرس اور ان کی ذمہ داریاں

از:۔ مولانا محمد شمشاد حسین رضوی صدر المدرسین
شمس العلوم
بدایوں

یہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں

اسکول و مدارس خواہ اس کا تعلق علوم دینیہ سے ہو ــــ یا ــــ علوم دنیا سے ــ اس میں قوم و ملت کے نونہال اور نوخیز بچوں کو تربیت دی جاتی ہے اور انہیں زیور علم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ ان کے عقل و شعور، فہم و فراست کی قوتوں کو پختہ کیا جاتا ہے۔ کائنات کی اس بے کنار سمندر میں کسطرح تیرنا چاہئے۔ اس کے واضح طریقوں سے انہیں واقف کرایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان میں ایسی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے تاکہ وہ شاہراہ حیات کے رکاوٹوں، اور پیش آنے والی بادھاؤں کو اپنی حسن تدبیر سے دور کر سکیں، اور اپنی آئندہ زندگی کی ترقی کے لئے راہ ہموار کر سکیں، مندرجہ بالا امور اتنے اہم ہیں کہ انہیں انفرادی طور پر انجام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ مدرسین کی مشترکہ کوشش اور اراکین کی سعئ بیہم کی ضرورت ہے لیکن صدر مدرس کی اہمیت ان میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ ان کی شخصیت کا پرتو اور جلا سے مدرسہ کے در و دیوار، اور طلبہ کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ان میں ایسی جذب و کشش ہونی چاہئے کہ جس سے طلبہ و مدرسین اور اراکین ان کے ارد گرد چکر کاٹتے رہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدر مدرس کو کیسا ہونا چاہئے، ان کی شخصیت کن اوصاف کی حامل ہو؟ میرے خیال میں صدر مدرس کو مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے۔ (۱) ہر فن میں معتد بہ قابلیت (۲)، تمام نصابی کتب پر عبور (۳) حسن تدبیر (۴) عزم و حوصلہ (۵) بلندی اخلاق (۶) دقت فکر و نظر (۷) تزکیۂ نفس (۸) شیرینیٔ

گفتار (۹) معاملات کی گہرائی تک رسائی (۱۰) ہر معاملہ میں چاق چوبند (۱۱) تنظیمی صلاحیت (۱۲) نظم و ضبط کے ممکنہ طریقوں سے واقفیت (۱۳) قوت فیصلہ (۱۴) تعلیم کے متعلقہ افسران سے اچھے تعلقات (۱۵) عوامی روابط۔

میں نے صدر مدرس / پرنسپل کے لئے جن اوصاف کا تذکرہ کیا بڑے ہی غور و خوض اور فکر و تدبر سے کیا ہے جس انسان کے اندر متذکرہ صلاحیتیں ہونگی وہ ایک کامیاب اور فعال و متحرک صدر مدرس ثابت ہو گا اور ان کی سربراہی میں مدرسہ اخلاقی و تعلیمی میدان میں ترقی پذیر ہو گا۔ گویا صدر مدرس ایک گلاب کی مانند ہوتے ہیں جن کی خوشبو دور دور تک پہونچتی ہے اور عوامی دلوں کو اپنی طرف موڑ لیتی ہیں۔ ایک صدر مدرس کی کیا اہمیت ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے جناب شریف احمد خاں کی یہ عبارت پڑھئے۔

"اگر پرنسپل فعال، متحرک، مردم شناس اور فرض شناس ہے تو مدرسہ ہر لحاظ سے ترقی کرے گا۔ مدرسہ اگر محفل ہے تو پرنسپل شمع محفل ہے، مدرسہ اگر شہد گل ہے تو پرنسپل گل سر بسر ہے مدرسہ کے شیش محل کا ہر آئینہ پرنسپل کی شخصیت کے نور سے جگمگاتا ہے۔ مدرسہ کا حسن صوری کی شاندار عمارت اور طرز تعمیر اس کو عظیم نہیں بناتا بلکہ ایک مستعد پرنسپل اس کو حسن حقیقی بخشتا ہے۔ فرائض اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے پرنسپل مدرسہ کی سب سے اہم شخصیت ہے۔"
(تنظیم مدارس کے بنیادی اصول ص۱)

قارئین سے گذارش ہے کہ متذکرہ بالا عبارت کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور اس بات پر غور کریں کہ شریف صاحب کی عبارت کس قدر نپی تُلی ہے۔ ایک ایک لفظ اس طرح ضبط تحریر میں لایا گیا ہے کہ اس سے صدر مدرس کی اہمیت اور شخصیت کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ؎

برباد آرزو کو دیوانہ کہہ دیا
اک لفظ کہہ کے تم نے افسانہ کہہ دیا

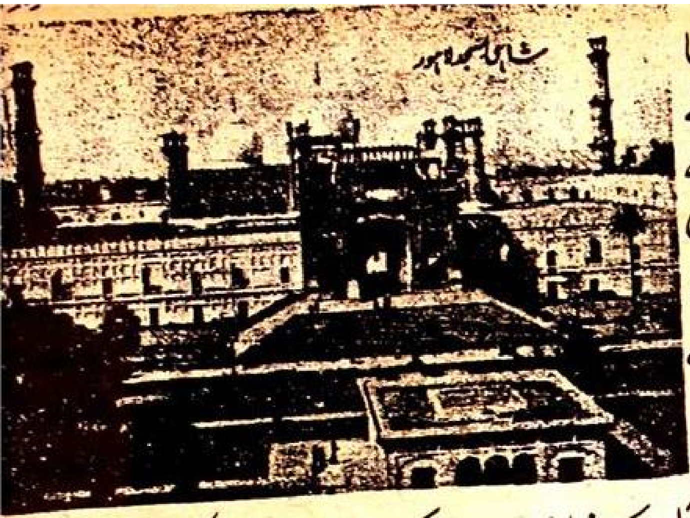
غور سے دیکھئے تو کسی صدر مدرس / پرنسپل کی شخصیت یک رخی نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی کسی ایک مرکز پر اسکا دائرہ اختیار بسر کرتا ہے۔ بلکہ ہر جانب اسے دیکھنا پڑتا ہے تعلیم و تدریس نظم و ضبط اور انتظامی امور، محکمہ تعلیم کے افسران اور اراکین جامعہ سے تعلقات بنانا، مدرسین کے مزاج میں تال میل رکھنا۔ طلبہ میں

ڈسپلن، اور عوام سے روابط بڑھانا یہ سب پرنسپل کی ذمہ داریاں ہیں۔ اس کے دائرہ اختیارات ہیں۔ ان امور سے ایک صدر مدرس کس طرح نپٹ سکتا ہے یہ اس کی قابلیت و صلاحیت اور تجربہ پر مبنی ہے۔ میں نے ابھی جن اوصاف کا تذکرہ کیا ہے اگر صدر مدرس ان اوصاف کا حامل ہے تو وہ ان امور کو بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے اور مدرسہ کی ترقی کے لئے وہ اپنی سر دھڑ کی بازی لگا دے گا، آیئے ذرا ان پہلوؤں کا تفصیل سے جائزہ لیجئے جن سے ایک صدر مدرس کو سابقہ پڑتا ہے۔

صدر مدرس۔ اور طلبہ

اولاً۔ صدر مدرس کو بہترین اور باصلاحیت مدرس ہونا چاہئے، نیز انہیں ایک یا دو گھنٹہ ضرور پڑھانا چاہئے تاکہ وہ طلبہ کے مسائل سے واقف ہو سکے۔ اور طلبہ ان کے انداز تدریس سے متأثر ہوں۔ ایک مدرس۔ اور پھر صدر مدرس کی کیا اہمیت ہے اسکو بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات ہر دور کے انسانوں کی زبان زد رہی ہے کہ کسی بھی معلم کا مرتبہ باپ سے زیادہ ہوتا ہے باپ تو صرف طلبہ یا بچوں کی جسمانی تربیت کرتا ہے۔ اور معلم جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی تربیت بھی کرتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے **من علمنی حرفا فهو مولائی** کہ جس نے مجھے ایک حرف سکھا دیا وہ میرا آقا ہے۔ ایک مدرس کی حیثیت کس قدر عظیم ہے یہ مندرجہ حدیث سے واضح ہے۔ اور صدر مدرس کی حیثیت اس سے بھی زیادہ فزوں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ صدر مدرس کو طلبہ سے زیادہ قریب ہونا چاہئے اور ان کے ساتھ۔۔ شفقت سے پیش آنا چاہئے۔ کیونکہ وہ صرف مدرس ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ انتظام کار بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شریف خاں صاحب صدر مدرس اور طلبہ کے مابین تعلقات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”طلبہ اور پرنسپل کے درمیان بزرگانہ نیز مشفقانہ تعلقات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ پرنسپل کو اپنا تدریسی لائحۂ عمل اس طرح بنانا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ طلبہ اس سے مستفید ہو سکیں اس طرح پرنسپل کو ان کے قریب آنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے گا۔ تدریس ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے پرنسپل ان کے قریب آ سکتا ہے اور ان کو صحیح معنوں میں سمجھ بھی سکتا ہے۔ اچھا پرنسپل وہ ہے جس سے لڑکے ڈریں کم۔ اور محبت زیادہ کریں۔ اطاعت کا سرچشمہ محبت



ہی ہے پرنسپل کو ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے کہ طلبہ تدریسی مسائل کے علاوہ اپنے ذاتی مسائل پر بھی پرنسپل سے مشورہ کریں۔ بڑے درجوں کے طلبہ کو اساتذہ کی نگرانی میں انتظامی کام بھی سونپے جاسکتے ہیں۔ (تنظیمی مسائل کے بنیادی اصول صفحہ ۳۴) پرنسپل/صدر مدرس طلبہ کے ساتھ اپنے تعلقات کے بڑھانے میں خلوص و وفا اور بے لوث جذبہ کا اظہار کرے اور سب طلبہ کے ساتھ مساوی رویہ اپنائے۔ کوئی طالب علم خواہ صدر مدرس کے کتنے ہی قریب اور رشتہ دار کیوں نہ ہو بحیثیت طالب علم وہ اور طلبہ کی طرح ہے۔ صدر مدرس کو چاہیئے کہ ان میں اور ان میں کوئی امتیاز روا نہ رکھے۔ یہ صورت حال کس قدر بھیانک ہے کہ صدر مدرس دورۂ حدیث کے طلبہ کے ساتھ امتیازانہ سلوک کرتا ہے اور ان کے لئے ایک مخصوص نظر رکھتا ہے، جب کہ باقی طلبہ کے ساتھ اس کا رویہ دوسرے انداز کا ہوتا ہے اسی طرح ایک دانشمند کی نگاہ میں وہ پرنسپل لائق تحسین نہیں ہے جو صرف ان طلبہ سے بہتر رابطہ رکھتا ہے جن سے اسے مالی منفعت کی امید ہوتی ہے۔ اور اسی قسم کے طلبہ کو وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے جہاں و جاتے ہیں۔ اس سے وہ صرف ایک طبـ میں مقبول تو ہوسکتا ہے لیکن عوامی مقبو اسے کسی صورت میں نہیں مل سکتی ہے۔ ایک گول مول بات ضرور ہے لیکن مدرس میں علم حاصل کرنے والے طلباء اس قسم کے صدر مدرس سے ضرور واقف ہیں

صدر مدرس اور اساتذہ

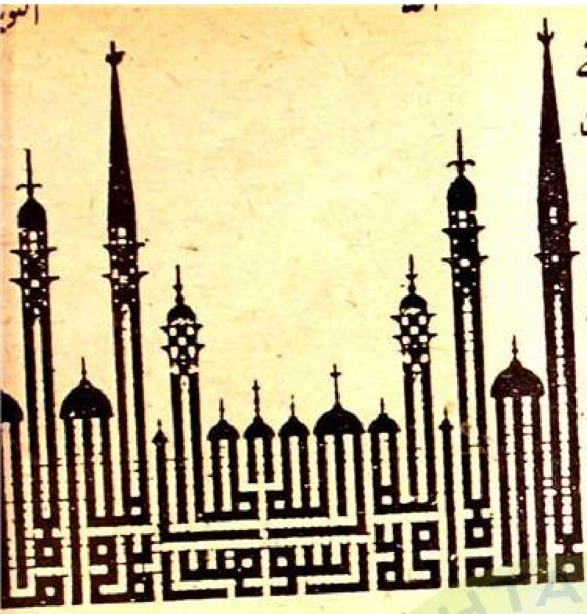
صدر مدرس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اساتذہ کے ساتھ اچھے اور خوشگوار تعلقات رکھے اور ان سے عملی تعاون طلب کرے نیز ان سے رائے مشورہ مانگے کیونکہ جسم کے اٹوٹ حصے صدر مدرس اور اساتذہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نازیبا سلوک برقرار رکھنا غیر دانشمندانہ قدم ہے۔ ظاہر ہے اس نازیبا سلوک سے صرف ایک ہی استاد متاثر نہ ہوگا بلکہ سارے اساتذہ متاثر ہونگے۔ ڈاکٹر شریف

ب اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔

" پرنسپل کو اساتذہ سے اچھے ات رکھنے چاہیئے مدرسے کو صحیح خطوط لانے کے لئے اساتذہ کا پرخلوص عملی ون بہت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اتذہ کو اسکول کے انتظام میں شریک جاتا ہے۔ پرنسپل کو اساتذہ کے مسائل طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اساتذہ ی یہ فرض ہے کہ وہ ادارہ اور پرنسپل بھی خواہ رہیں۔ اساتذہ کو میٹنگ میں ل کر اظہار خیال کرنے کا موقع دینا ہیئے۔ میٹنگ میں جو بات طے ہو اس سب کا اجماع ہونا چاہیئے۔ اساتذہ کے معمولی کارناموں کا اعتراف بذریعہ سینی اور تعریفی خطوط ہونا چاہیئے۔ اس ح کے خطوط دیگر اساتذہ کے جذبۂ ر کردگی کو مہمیز کرتے ہیں۔ جس کے درس نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ معقول پرنسپل سے کسی بھی فرقے اور لاقے کے استاد کو کوئی شکایت پیدا ہیں ہوتی۔ پرنسپل ایک اچھے لیڈر کی رح یہ سمجھے کہ وہ اور اس کے ساتھی ساتذہ ایک مشترکہ مقصد، اسکول کی ام اوری اور موجودہ نیز آئندہ نسل کی معیاری تعلیم کے لئے کوشاں ہیں پرنسپل کو اساتذہ کے مفادات کا بہترین محافظ ہونا چاہیئے۔ (صد ۳۳-۳۴)

اس پوری عبارت میں مصنف نے صدر مدرس اور اساتذہ کے مابین قائم تعلقات کی مکمل وضاحت کی ہے اور یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ صدر مدرس تنہا کچھ نہیں کر سکتا ہے جب کہ اساتذہ کا اسے تعاون حاصل نہ ہو، اساتذہ اس کے ساتھ ہیں تو پھر سمجھئے کہ وہ صحیح معنوں میں صدر مدرس ہے اور اسی صورت میں وہ باکمال کردار ادا کر سکتا ہے۔

شریف صاحب نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ صدر مدرس کو اساتذہ کے مفادات کا بہترین محافظ ہونا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے کہ صدر مدرس اپنے اساتذہ کے ساتھ مثبت رویہ اپنائے اور قطعی ان کی طرف منفی اقدامات اٹھانے کی کوشش نہ کرے، ہر پرنسپل کو سوچنا چاہیئے۔ اور اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ اساتذہ کے مفادات کا کس قدر محافظ ہے۔ منیجر یا ناظم اعلیٰ سے کسی استاد کی شکایت کرنا۔ یا اس کے خلاف چارج شیٹ تیار کرانا اس عظیم منصب کے قطعی خلاف ہے۔ وہ بھی پرنسپل کس کام کا ہے جو اپنے اسٹاف کے متعلق ناظم کو غلط مشورہ دیتا ہے اور اسے ملازمت سے علیحدہ کرنے میں ناظم کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ اس قسم کی بیماری تو اب تک اسکول اور کالجوں میں پائی جاتی تھی لیکن اب دھیرے دھیرے



مدارس عربیہ میں بھی پائی جانے لگی ہے۔ یقیناً یہ افسوس کی بات ہے اس سے مدرسہ کی تعلیم و تربیت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے اور گزشتہ معیار تعلیم خواب خرگوش ثابت ہو کر رہ جاتا ہے پرنسپل کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی ادارہ میں اس قسم کی صورت حال کو پنپنے نہ دے اسی میں اس کی، مدرسے کی اور تمام افراد قوم کی بہتری ہے۔

صدر مدرس اور انتظامیہ

صدر مدرس انتظامیہ کا ایک فرد ہوتا ہے یہ ایک حقیقت ہے اور ضابطہ کی بات ہے کیونکہ اصولاً صدر مدرس اساتذہ کے تقرری اور نصاب کی تدوین میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ انتظامیہ صدر مدرس پر اعتماد کلی رکھے اور اس سے الجھنے کی کوشش نہ کرے اور صدر مدرس بھی ان سے اچھے تعلقات رکھے انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ پرنسپل کیلئے ایک الگ روم قائم کریں۔ جہاں وہ بیٹھ کر کاغذات اور اساتذہ و طلبہ کے مسائل کا حل نکال سکے۔ اسی طرح پرنسپل کا تعلق وزرات تعلیم کے عہدہ داران اور اس محکمہ کے افسران سے ہوتا ہے کیونکہ یوپی حکومت سے زیادہ سے زیادہ مدرسہ کیلئے امداد حاصل کر سکے۔ اور بوقت ضرور[ت] اس کو صرف بھی کر سکے۔ اور عوام سے بھی [رابطہ] رکھے تاکہ مدرسہ دور دور تک اپنا نا[م] کر سکے۔ اس سے طلبہ میں مزید اضافہ ہو[گا] وہ کس کام کے ہیں جو عوامی روابط سے د[ور] نفور رہتے ہیں۔ پرنسپل کے لئے ضروری [ہے] کہ وہ عوام سے رابطہ رکھے اور طلبہ کے [والدین] سے ملاقات کرے اور سنجیدگی سے ان [کے] مسائل کو سنے۔ اور عصری تقاضوں کو مد[نظر] رکھتے ہوئے مدرسہ کے تعلیمی معیار کو ا[ونچا] اٹھانے کی کوشش کرے اراکین سے لے[کر] عوام تک اور پرنسپل سے لے کر طلبہ تک سب مدرسہ کے بارے میں سنجیدگی [سے] سوچیں اور اس کے لئے مثبت کوشش کر[یں] کیونکہ ادارہ کسی فرد واحد کا نہیں ہوتا [ہے] بلکہ یہ پوری قوم اور پوری ملت کا اثاثہ [ہے] اس کی تباہی پوری قوم کی بربادی [ہے]

(بقیہ ص ۵۷)

اعلیٰ حضرت اور ردِ باطل

از:۔ محمد توقیر رضا خاں قادری
مہرولی شریف دہلی۔

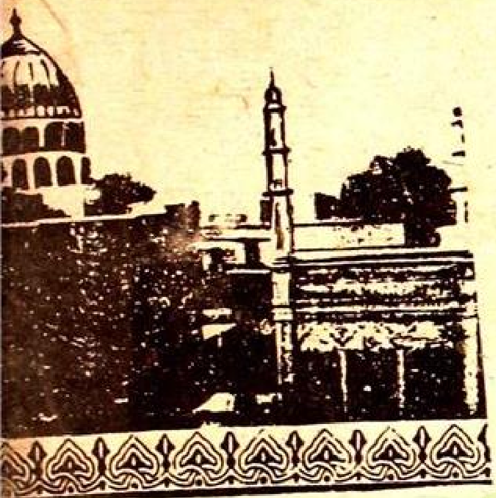
اللہ نے دین اسلام کے تحفظ و بقا کی خاطر انبیاء و مرسلین کی مقدس جماعت کو مبعوث کیا بعدہٗ علماء کا گروہ بھیجا۔ ہندوستان پر ایک وہ وقت آیا کہ ایمان پہ ڈاکے ڈالے جا رہے تھے عقائد و نظریات پہ حملے کئے جا رہے تھے۔ یا رسول اللہ کہنے پر شرک کا فتویٰ عائد کیا جا رہا تھا۔ یا علی یا غوث المدد کی صدا ابھارنے پر بدعتی کہا جا رہا تھا ایسے پرفتن دور میں جب کہ فضائے ہندوستان وہابی، دیوبندی، نجدی، رافضی کی تیز و تند آندھیوں سے غبار آلود ہو چکی تھی ابن الوقت کی عیاری و مکاری سے سماج و معاشرہ تیرہ و تاریک ہو چکا تھا اس زبوں حالی میں جب کہ ایمان کو محفوظ و سلامت رکھنا بھی بڑا کٹھن تھا تو اس نفسا نفسی کے ماحول میں ایک ایسے شیر دل مجدد کی حاجت ہوئی جو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ" کا مصداق بن کر اپنی نورانی کرنوں سے بدمذہبی کی کالی گھٹا کو منتشر کر دے جو گستاخ نبی پر ضرب ید اللہی بنکر گرے جو ثانی امام حنبل کے روپ میں دار و رسن کے پھندے کو چوم لے ان مذکورہ صفتوں سے متصف ہو کر بریلی کی سرزمین سے امام احمد رضا خاں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی تفسیر بنکر تشریف لائے ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

باطل پرستوں نے منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں کو اپنے نبی سے بے حد محبت ہے۔ انگریزوں نے خیال کیا کہ مسلمان راسخ الاعتقاد ہیں مسلمانوں کا دل تلوار کے ذریعے نہیں جیتا جا سکتا ہے چونکہ یہ ایک ایسا دل ہے جو نبی کے دل کے ساتھ منسلک ہو چکا ہے۔ نیزوں پر کامیابی حاصل

نہیں کی جا سکتی ان پر غالب ہونے کا ایک
ذریعہ ہے کہ ان کے عقائد و نظریات میں
اختلاف پیدا کر دیا جائے ان کے اخلاق
مسل دیئے جائیں ایسی صورت میں سرکار
اعلیٰ حضرت نے باطل پرستوں کے منصوبے
کو سپرد خاک کر دیا ان کے عزائم کی تردید
کی ان کے اوہام باطلہ کو پارہ پارہ کر کے ان
لومڑی صفت عیاروں کو للکار کے رکھ کہ تم
کہتے ہو کہ مسلمانوں کے مذہب و ملت کو بدل
دیا جائے مگر سن لو احمد رضا کہتا ہے کہ مذہب
بدل دینا آسان نہیں ہے مذہب کسی درخت
کا نام نہیں ہے جسے جڑ سے کاٹ دیا جائے
تو سوکھ کر ختم ہو جائے گا۔ مذہب کسی ایک
کتاب یا کتابوں کے انبوہ کا نام نہیں ہے
جسے جلا دیا جائے تو جل کر راکھ ہو جائے گا
بلکہ مذہب عقائد و نظریات کا نام ہے جو
انسانوں کے ذہن و دل میں محفوظ ہوتے
ہیں اور انسانوں کو پابند سلاسل کئے رکھتے
ہیں۔ انگریزی کاکتے بریلی کے مجاہد کے حربے
سے لہولہان ہو کر اپنا زخم چاٹنے پر مجبور ہو گئے
پھر بھی دشمنی رسول سے باز نہ آئے اور
عاشق رسول کو زیر کرنے کا دوسرا طریقہ
اختیار کیا کہ مسلمانوں ان کے نبی سے رشتہ
توڑ دیا جائے ان کے قلب و جگر میں نبی کی
طرف سے بغاوت کی آگ سلگا دی جائے
ان کے دلوں سے روح محمدی نکال لی جائے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتے نہیں کبھی
ان کے دلوں سے روح محمدی نکال دو



چنانچہ اس منصوبے تک پہونچنے
کے لئے نام نہاد مسلمانوں سے ساز باز کر کے
اپنا ایک گروہ تیار کیا جو سادہ لوح مسلمانوں
کی مجالس میں جا کر قرآن و حدیث کی آڑ میں
شرک کا چرک اگلنے لگا سادہ لوح مسلمانوں
کے دل کی دنیا بدلنے کی انتھک کوشش کی
جانے لگی۔ قدم قدم پر حرام و ناجائز ہونے کا
فتویٰ عائد کیا یہ حرام ہے وہ ناجائز ہے۔
محفل میلاد بدعت ہے قیام و سلام شرک
ہے جب انگریزوں کے خیر خواہ وہابی دیوبندی
مسئلہ ختم نبوت کا انکار اور مصطفےٰ جانے
رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو
کنھیا کا جنم قرار دیا تو ایسے موقع پر بھی
بریلی کا شیر ساکت و جامد نہ رہا بلکہ اپنی کچھار
سے گرجتا ہوا میدان میں آیا اور قہر الٰہی بن
کر گستاخان نبی پر ابر تیرہ کی طرح چھائے
رہے۔ وفادار نبی کی ہمت بندھائی کہ فکر نہ

ور جب جب انگریزی کتے ایمان و اسلام پر حملہ کریں گا تب تب احمد رضا خنجر آبدار بنکر ان کے سینے میں پیوست ہو کر ان کی شیطانیت کا جنازہ نکالتا رہے گا اور تم لوگ بھی ہوشیار رہنا یہ صیاد ایمان ہیں شب یلدا کے چور ہیں ایمان کے لٹیرے ہیں یہ نبی سے رشتہ توڑنے کی کوشش کرینگے مگر احمد رضا کہتا ہے کہ اپنے نبی سے رشتہ مت توڑنا اگر ضرورت پڑے تو نبی کے نام پر اپنا تن من دھن سب قربان کر دینا۔ سرکار اعلیحضرت ان باطلوں کے تردید و ابطال میں دو سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔

وہ وقت جب کہ فرقۂ تفضلیہ نے شور و غل مچایا وفادار نبی کو مناظرے کی دعوت دی عشاق رسول کو بحث و مباحثہ چنوتی دی تو تلواروں سے لڑنے والا بجلیوں سے کھیلنے والا مجاہد اہلسنت ان کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا ؎

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

فرقۂ تفضلیہ اکٹھا ہو کر بریلی مقدس سرزمین پہ اپنا ناپاک قدم رکھا اور میدان مناظرہ میں آیا جب بحث چھڑی تو سرکار اعلیحضرت نے وہ دندان شکن جواب دیا کہ گمرہوں کے منہ میں دانت رہا نہ پیٹ میں آنت رہی اعلیٰ حضرت کے سوالات قاہرہ کو دیکھکر یہ کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے کہ احمد رضا یہ ایک طوفان کا نام ہے اعلیٰ حضرت ایک سیلاب کا نام ہے جو کفر کی گھاس کو سوکھے ہوئے پتوں کی طرح بہا لے جانے کے لئے بریلی کی سر زمین سے اٹھا ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ جب تک مسلمان احمد رضا کے دامن کرم سے وابستہ رہیں گے ان کو بڑی سے بڑی طاقت بھی اسلام و سنت سے برگشتہ و منحرف نہیں کر سکتی ہے جب تک کہ ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے طاغوتی قوتیں بھی الاماں الاماں کا نعرہ بلند کرتی رہیں گی۔

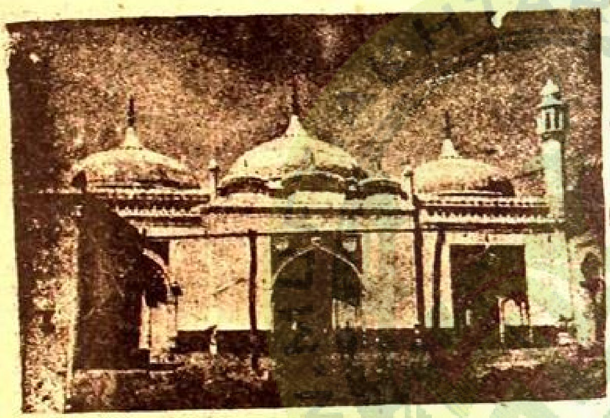
صرف دنیائے اہل سنت کے تاجدار میدان رزمگاہ کے شہسوار سرکار اعلیٰ حضرت ہی کی وہ ذات گرامی ہے جنھوں نے وہابی مذہب کو باطل اور وہابی دیوبندی کو گمراہ و بددین قرار دیا۔ جب روافض و نواصب کے فتنوں نے سر اٹھایا تو اعلیٰ حضرت نے وہیں اس کی سرکوبی کی۔ جب انگریزوں کے بہی خواہ وہابیہ نے فتنہ برپا کرتے ہوئے انبیاء و مرسلین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے یہ آواز اٹھائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم و نوح کے مثل روئے زمین پہ اور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم و نوح عیسیٰ و موسیٰ جیسی ہستیاں موجود ہیں تو اس موقع پر بھی سرکار اعلیحضرت شعلۂ جوالہ بنکر خرمن وہابیت کو خاکستر کر دیا۔ امام حنبلے کا روپ دھار کر ایسا مسکت جواب دیا کہ

پھر بولنے کی ہمت نہ ہوئی اور یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے راہئ ملک عدم ہو گیا۔

اعلیحضرت اہل کفر و شرک کی بغاوت کے حق میں غیض و غضب کا دہکتا ہوا انگارہ ثابت ہوئے۔ اپنے محبوب کے گستاخوں پر جب قلم کی تلوار اٹھاتے ہیں تو انگلیوں کی ایک ایک جنبش پر تڑپتی اور اچھلتی ہوئی لاشوں کا انبوہ لگا دیتے ہیں باطل کے قلب و جگر میں ان کے نشتر کا ڈالا ہوا شگاف زندگی کی آخری ہچکیوں تک بھی مندمل نہیں ہوتا جب گستاخ نبی آقا کی بارگاہ میں دشنام طرازی کی لاف زنی اور استہزاء کی منزلوں سے گذرنے لگا تو اعلیٰحضرت نے دشمنان مصطفےٰ پر برق خاطف گرائی اور ان بدزبانوں کی زبان مقفل کر کے فرمایا کہ او غدار نبی، دشمن مصطفےٰ سن لو؟ اگر گالیاں ہی دینی ہے احمد رضا کو دیدو احمد رضا برداشت کرے گا اگر دل کی بھڑاس ہی نکالنی ہے تو احمد رضا کی ذات کو گالیوں کا نشانہ بنا لو احمد رضا اپنے دل کی تسلی دے لیگا۔ ؎

گالیاں دینے والے مجھے دو مگر
ان کی جانب نہ توہین کی ہو نظر
آنچ ان تک نہ پہنچے جلا دو مجھے
یہ دل زار عاشق کو منظور ہے

اور اگر تم اپنی فطرت قبیحہ سے باز نہ آئے تو کان کھول کر سن لو؟ احمد رضا کا قلم و لسان بشکل سیف الجبار تمہارے ان رہنماؤں کی زبان کاٹ دیگا تو جو نبی کی شان میں گالیاں بکتی ہے تمہارے ان پیشواؤں کی زبان تراش دے گا جو محبوب کردگار کی شان میں بدتمیزی کرتی ہے احمد رضا اپنے خون کے پیاسوں کو تو معاف کر سکتا ہے مگر نبی کی حرمت سے کھیلنے والوں کو کبھی بھی معاف نہیں کر سکتا۔



تو اعلیحضرت نے کھلم کھلا اعلانیہ طور پر اسلام و سنت کی جملہ مختلف پارٹیوں کا رد فرمایا لیکن وہابیت و دیوبندیت کی سرکوبی اور رہبران وہابیہ کے عقائد باطلہ کی شدت سے بیخ کنی کی جب عام وہابیہ اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے غدار قوم و ملت اسماعیل دہلوی کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ بولنا ممکن قرار دیا کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اپنی بدبختی عیاں کرتے ہوئے امکان کذب باری کا نیا فتنہ کھڑا کیا تو اعلیٰ حضرت

…یا بجری شریف
…سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانے والے وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدۂ خبیثہ امکان …ب رب پر دو سو کوڑوں کی ایسی ضرب …ید لگائی جس سے قلعۂ وہابیہ کی اینٹ اینٹ بج گئی اعلیٰ حضرت نے ان باطل …ستوں کو ایسا سخت گھونسہ مارا کہ اس …ہوش اڑا دئے۔ دیوبندیوں کے …کے چھڑا دیئے، ان کے دانت کھٹے کر …ئے۔ اسماعیل دہلوی اور گنگوہی کے ایک …حرف اور ایک ایک جملے کا ایسا منہ …ڑ جواب دیا کہ اس کے بعد سے پھر …بندیوں نے مسئلہ امکان کذب باری …بحث کو چھیڑنا اپنے لئے موت کا خوفناک …کل تصور کرنے لگے۔ وہابیت نے انگریزوں …کے ظل خباثت میں جنم لیا اور نت نئے …نے اس وقت تک پروان چڑھ چکے …ے خوب اس کی مالش کی جا رہی تھی …ب اعلیحضرت مسند افتاء پر جلوہ گر ہوئے …ے تقویۃ الایمان کے ذریعے پورے ملک …ں فتنۂ وہابیت شباب پر آچکا تھا ہندوستان …ی مذہبی تاریخ کا یہی وہ خطرناک موڑ ہے …یہاں اعلیٰ حضرت ہمیں ایک پرسوز چارہ گر، …ردمند مصلح، ایک غمگسار مسیحا، ایک بے …ک رہنما نظر آتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم کی تلوار اٹھا کر اہل سنت کے خلاف …منصوبہ بر سازش کو ناکام بنا دیا۔ اعلیٰ حضرت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے

جس حوصلہ مندی اور جرأت وامنگ کے ساتھ اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا یہ انھیں کا حصہ تھا خدا نخواستہ انھوں نے فتنۂ وہابیت کے سیلاب کو نہ روکا ہوتا تو آج اہلسنت کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا ہوتا تاریخ شاہد ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ اپنے چہرے پر کتنا ہی خوبصورت نقاب ڈال کر سامنے آیا۔ اعلیٰ حضرت کے ضرب قلم سے چاک ہو گیا اعلیٰ حضرت نے اپنی شیریں بیانی سے سے بچھڑے ہوئے لوگوں کو قریب کیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے زور تقریر سے بے دینوں کا منہ بند کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے سیف قلم سے سرکش باطل پرستوں کو مجروح کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے نوک قلم سے باطل کے پوجاریوں کو لہولہان کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی عرفانی تحریر و تقریر سے نجد کے خودساختہ دلہن کو بے نقاب کر دیا۔

؎ دین کش ان ڈائنوں کو تم نے بے پردہ کیا
سرزمین نجد سے جو بن کے آئی تھی دلہن
تھا تیرا سیف قلم اعداء کے حق میں خوں فشاں
رزمگاہ حق و باطل میں رہا توصیف شکن

(بقیہ صفحہ ۵۲ کا)

اور ملت کی زیاں کاری ہوگی۔ ایک سماج بگڑ جائیگا اور تہذیب و تمدن کا شیش محل چکنا چور ہو جائیگا۔ ملت کی آبرو برقرار رکھنے ہی میں فرد کی ترقی اور کامرانی ہے۔ آمین ثم آمین۔

اپنے وقت کے فقیہہ

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی

از: مولانا اقبال احمد قادری اختری کراچی

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین ضلع اعظم گڑھ (انڈیا) میں ۱۲۹۶ھ مطابق ۹-۱۸۷۸ء میں ہوئی۔

ابتدائی کتب اپنے جد امجد حضرت مولانا حکیم خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ برادر کلاں حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم و فنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں انہی کے مشورہ سے مدرسہ حنفیہ جونپور میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری ثم جونپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ جملہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حدیث شریف کا درس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت (انڈیا) میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا۔ اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سند حدیث حاصل کی۔ علم طب ۱۳۲۳ھ میں حکیم عبد الولی جھوائی ٹولہ، لکھنؤ سے حاصل کیا۔

تین سال (۱۳۲۴ھ تا ۱۳۲۷ھ) مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں پڑھایا اس کے بعد ایک سال پٹنہ میں مطب کیا۔ آپ کو تمام علوم دینیہ و عقلیہ پر بھرپور دسترس حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی نصابی کمیٹی میں آپ کو شریک کیا گیا اور آپ کے مشورہ سے ایک بہترین نصاب مدون ہو کر عمل میں آیا۔

اسی اثناء میں حضرت امام احمد

رضا بریلوی قدس سرہٗ کو مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ مطب چھوڑ کر بریلی شریف چلے گئے۔ ابتداءً تدریس کا کام شروع کیا بعد ازاں مطبع اہل سنت کا انتظام اور جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کے شعبہ علمیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ افتاء کی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور جلد ہی سے خلافت سے نوازے گئے۔ تقریباً ۱۸ ار برس شیخ کامل کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے اور کمال عروج کو پہنچے۔

"بہار شریعت" کے ابتدائی چھ حصے حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے سنے ہوئے ہیں اور تقریظات سے مزین ہیں۔ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے آپ کو ان تعریفی کلمات سے یاد فرمایا ہے۔

اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلیٰ مولانا ابو العلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنیٰ۔

(بہار شریعت حصہ سوم مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۳)

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی طرز وفکر کے اپنانے میں منفرد نظر آتے ہیں اور حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: "آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے"۔ (ملفوظات اول ص ۹۳)

حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے خلفاء کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا۔

میرا امجد، مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ تے یہ ہیں

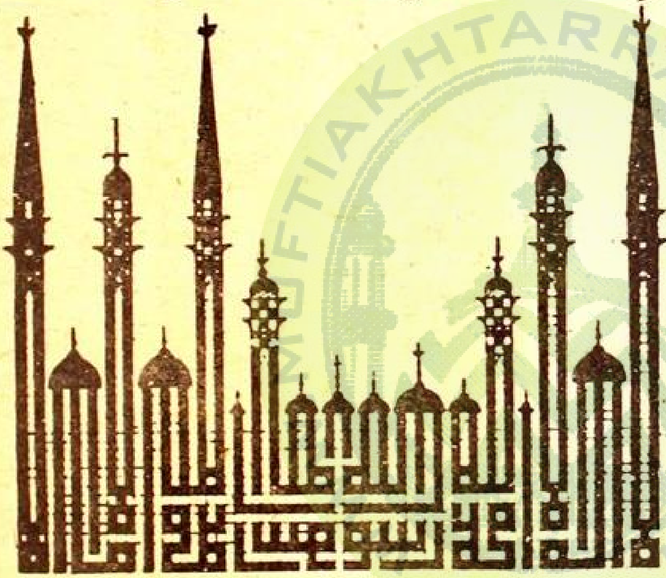
بریلی شریف میں قیام کے دوران حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیات حیرت انگیز حد تک بڑھی ہوئی تھیں۔ تدریس، پریس، پریس کی نگرانی، پروف ریڈنگ، پریس مینوں کو ہدایات، پارسلوں کی ترسیل اور فتویٰ نویسی وغیرہ امور تن تنہا انجام دیتے۔ فیض رضا نے دین کے لئے کام کرنے کی وہ اسپرٹ پیدا کر دی تھی کہ تھکاوٹ

یا اکتاہٹ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بعض حضرات کہا کرتے تھے کہ "مولانا امجد علی صاحب تو کام کی مشین ہیں۔" (ماہنامہ پاسبان الہ آباد امام احمد رضا نمبر، شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۶۵)

حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا فقید المثال ترجمہ قرآن مجید مسمّٰی باسم تاریخی "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۹۱۱ء) آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے شروع ہوا اور پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

آپ نے ابتدائے شباب سے تدریس کا کام شروع کیا اور آخر حیات تک جاری رکھا اور ایسے نابغۂ روزگار افراد تیار کئے۔ جن پر علم و فضل کو بھی ناز ہے۔ طویل عرصہ تک مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں فرائض تدریس انجام دیئے۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف لے گئے۔۔۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں پھر بریلی شریف چلے آئے اور تین سال تک قیام کیا۔ بعد ازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں (علی گڈھ) کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لے گئے اور سات سال تک بکمال حسن و خوبی فرائض تدریس انجام دیئے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں امتحان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کیا "مولانا



امجد علی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں ایک ہیں جنھیں میں منتخب جانتا ہوں۔"

(تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۳)

۱۳۲۷ھ/۱۹۴۳ء تک دادوں میں قیام رہا۔ اس کے بعد ایک سال بنارس میں رہے۔ بعد ازاں ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء تک منظر اسلام بریلی شریف میں درس دیا۔

اجمیر شریف کے قرب و جوار میں راجہ پرتھوی راج کی اولاد آباد تھی جو اگرچہ مسلمان ہو چکی تھی لیکن اس میں فرائض و واجبات سے غفلت اور مشرکانہ رسوم بکثرت پائی جاتی تھیں۔ حضرت صدر الشریعہ کے ایماء پر آپ کے تلامذہ نے ان میں تبلیغ کا پروگرام بنایا، تبلیغی جلسوں کا خوشگوار اثر ہوا اور ان لوگوں میں مشرکانہ رسوم سے اجتناب اور دینی اقدار اپنانے کا جذبہ پیدا ہو گیا، پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں "اجمیر کے زمانۂ قیام میں نو مسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی نے خوب تبلیغ کی اور اس کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے"

(یادگار بریلی ص ۱۶)

۱۹۔۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۔۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو مراد آباد میں شاہزادۂ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں اجلاس منعقد ہوا اور ایک جماعت موتمر العلماء قائم کی گئی۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں پیدا ہونے والے مفاسد کی اصلاح اور خارجی حملوں کا دفاع تھا۔ اس اجلاس میں حضرت صدر الشریعہ نمایاں طور پر شریک ہوئے یہی جماعت بعد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے مشہور ہوئی۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس کے بنارس میں منعقد ہونے والے فقید المثال اجلاس (جس میں علماء و مشائخ پانچ ہزار کی تعداد میں شریک ہوئے) کو قیام پاکستان کی بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ اس اجلاس میں اسلامی حکومت کے لئے لائحۂ عمل مرتب کرنے کیلئے جلیل القدر علماء کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جسکے مختار ارکین میں حضرت صدر الشریعہ بھی شامل تھے۔

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی لیکن انھیں تفسیر، حدیث، اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتی تھیں۔ اسی لئے دور حاضر کے مجدد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے آپ کو صدر الشریعہ کا لقب عطا فرمایا تھا۔

آپ نے دادوں (علیگڈھ) میں قیام کے دوران امام ابو جعفر طحاوی حنفی قدس سرہٗ (م ۳۲۱ھ/۹۳۳ء) کے حدیث کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا اور سات ماہ کے مختصر مدت میں پہلی جلد پر مبسوط حاشیہ تحریر فرما دیا۔ یہ حاشیہ باریک قلم سے ۴۵۰ صفحات پر مشتمل تھا اور ہر صفحہ میں ۳۵، ۳۶ سطریں تھیں گویا دیگر مشاغل سے فارغ وقت میں

اٹھائی صفحے روزانہ قلم بند فرماتے تھے افسوس کہ یہ حاشیہ محفوظ نہ رہ سکا۔ آپ کی دوسری تصنیف فتاویٰ امجدیہ ہے جو علمی تحقیقات پر اپنی مثال آپ ہے جس زمانے میں بانصویر قاعدے جاری ہوئے۔ آپ نے ایک قاعدہ مرتب فرمایا جو صرف بے جان اشیاء کی تصاویر پر مشتمل تھا۔ اس کی خوبی یہ تھی کہ بچہ بہت جلد اردو پڑھنے پر قادر ہو جاتا۔

آپ کی تحریر کی خصوصیت یہ ہے کہ مشکل سے مشکل مسئلہ عام فہم انداز میں بیان فرما دیتے تھے۔

بہار شریعت، حضرت صدر الشریعہ کی وہ شہرۂ آفاق تصنیف ہے جسے بجا طور پر فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف کہا جا سکتا ہے۔ اس کے کل سترہ حصے بار بار طبع ہو کر قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ اس کتاب سے نہ صرف عوام بلکہ علماء کے لئے بھی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کتاب کی ابتدا غالباً ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء میں ہوئی اور ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ آپ ابھی تین حصے اور لکھنا چاہتے تھے مگر حالات نے اس کی مہلت نہ دی۔ چار سال کے عرصے میں یکے بعد دیگرے گیارہ عزیز داغ مفارقت دے گئے جس کا اثر دل و دماغ پر اس قدر پڑا کہ بینائی جاتی رہی اور تصنیف و تالیف کا کام رک گیا۔ بہار شریعت کے ابتدائی چھ حصے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے حرف بہ حرف سنے اور جا بجا اصلاح فرمائی اور انھیں تقریظ سے مزین کیا۔ کتب فقہ میں سے بہار شریعت کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر باب میں پہلے آیات مبارکہ پھر احادیث مبارکہ اس کے بعد مسائل فقیہہ بیان کئے گئے ہیں۔

آپ کے حلقۂ درس میں سینکڑوں ملکی اور غیر ملکی طلبہ شامل ہوئے اور اوج کمال کو پہنچے۔



حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کوئی گھر نہیں بنایا بریلی شریف ہی کو اپنا گھر سمجھا۔ وہ صاحب اثر بھی تھے اور کثیر التعداد علماء کے استاد بھی، چاہتے تو بآسانی اپنا ذاتی دار العلوم اور مکان بنا سکتے تھے لیکن وہ ان چیزوں سے بے نیاز رہے۔"

حضرت صدر الشریعہ کے تین صاحبزاد

آپ کی حیات میں ہی داغ مفارقت دے گئے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت مولانا حکیم شمس الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

جب کہ حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی) کا ۱۶ر ربیع الاول ۱۴۱۰ھ/ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۹ء کو پاکستان میں وصال ہوا۔ اس وقت حضرت مولانا حافظ رضاء المصطفیٰ اعظمی خطیب جامع مسجد میمن کراچی، حضرت مولانا ثناء المصطفیٰ کلکتہ، حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، مولانا بہاء المصطفیٰ دار العلوم منظر اسلام، مولانا فداء المصطفیٰ دار العلوم امجدیہ گھوسی یہ حضرات تدریسی اور دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ قیام بریلی شریف کے دوران ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ دوسری دفعہ حرمین شریفین کی حاضری کے ارادے سے بمبئی پہنچے تھے کہ ۲ر ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۶ر ستمبر ۱۹۴۸ء رات کے گیارہ بجے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔

عرس رضوی و جشن دستار فضیلت

۲۲ر اگست سے ۲۵ر اگست تک عرس رضوی کی تقریبات عظیم الشان پیمانہ پر منعقد ہوئیں، ملک اور بیرون ملک کے علما و مشائخ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ تینوں دن کا جلسہ جانشین مفتی اعظم کی دعاؤں پر ختم ہوا۔

۲۴ر صفر کو بعد نماز ظہر سے جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں علمائے کرام و مشائخ عظام کے بیانات ہوئے۔ جس میں جانشین حضور مفتی اعظم ہند، علامہ سبطین رضا خاں صاحب، علامہ تحسین رضا خان صاحب، علامہ منان رضا خاں صاحب منانی، مولانا تطہیر احمد صاحب، مولانا صغیر احمد جوکھنپوری، حضرت الوالحقانی صاحب، مفتی ظہیر الدین خاں صاحب، مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مظفر پوری، مولانا مختار احمد وغیرہ نے شرکت فرمائی۔ بعد نماز مغرب دستار بندی کی رسم ادا کی گئی۔ جانشین مفتی اعظم کی دعاؤں پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(المرسل:- محمد اعجاز رضوی بریلوی خادم جامعہ ہذا)

تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (حدیث)

المرسل:- محمد امین القادری منظر اسلام بریلی شریف

مدارس عربیہ کی زبوں حالی

از ۔ مولانا محمد سرور القادری، استاذ الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی شریف

بلاشبہہ عربی دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے ہیں ان مدارس سے ایسی باکمال شخصیتیں نکلتی ہیں جو انسانی قلوب میں پاکیزہ اسلامی جذبات موجزن کرتی ہیں۔ خیر، نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرنے اور شر و فساد سے ایک دوسرے کو باز رکھنے کی تعلیم دیتی ہیں۔ انھیں مدارس سے ایسے غیور اور جانباز مجاہد نکلتے ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلے میں ناقابل تسخیر چٹان بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے علماء و فقہاء فارغ ہوتے ہیں جو انفرادی و اجتماعی غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور انسان کو بارگاہ الٰہی سے خوشنودی کا پروانہ پانے والی عظیم شخصیتوں، یعنی انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے مقدس راہوں پر گامزن کرتے ہیں۔ یہی علماء و فقہاء نونہالان اسلام کے دلو میں ایمانی حرارت اور اسلامی فکر و شعو پیدا کرتے ہیں۔ نیز ہر زمان و مکا میں انسانیت کو پیش آنے والے پیچید مسائل اور مشکل حالات کا بے مثال حل پیش کرتے ہیں۔

جہاں تک اسلامی مدارس اور اسکول کی بات ہے۔ ہندوستان کے وسیع و عریض فضا میں ان کی کمی نہیں لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ تقریباً تمام ہی مدرسے خستگی اور زبوں حالی کا شکار ہیں ان میں زندگی کی صرف آخری رمق باقی ہے۔ تاریکی ہی تاریکی ہے۔ ان کے زندگی کی نبض کب منجمد ہو جائے کہا نہیں جاسکتا۔

ہمیں ان بنیادی اسباب کو تلاش کرنا ہے جنھوں نے دینی مدارس کو ہلاکت اور تباہی کے اس دہانے پر پہنچا دیا ہے وہ اسباب تو چند ہیں لیکن اس سلسلے

...ں جس سبب کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ...ے وہ اس کا قدیم نصاب تعلیم ہے جو عصر ...ضر کے تقاضوں کے موافق نہیں۔ اس ...یقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ہمارے ...بی مدرسے ان علوم میں منہمک ہو گئے ...ی جو زیادہ فیض رساں نہیں مثلاً منطق ...لسفہ۔ حدیث وتفسیر اور فقہ جو دینی علوم ...ے اصول ہیں ہمارے مدارس میں ان کی ...لیم برائے نام ہوتی ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ...رے مدارس نے ان علوم کے لئے اپنے ...روازے یکسر بند کر لئے ہیں۔ جن کی امت ...سلمہ زندگی کے ہر مرحلے میں محتاج ہے ...یسے کہ تاریخ، اصول، تفسیر وحدیث، علم ...لغت اور خصوصاً عربی ادب جو کہ دنیا کی ...بانوں میں سب سے زیادہ عزت وکرامت ...ی حاصل ہے اس لئے کہ اسی زبان میں امت ...سلمہ کے عزیز ترین سرمایہ یعنی قرآن مقدس ...نزول ہوا۔ حبیب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ...نے اسی زبان کو شرف تکلم بخشا، مسلمانوں ...کا اصل دینی سرمایہ اسی زبان میں ہے۔ ...نیز اس ترقی یافتہ دور میں اس زبان کو ...دوسری عالمی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

عربی زبان کے بعد انگلش کی ضرورت ...سے بھی انکار ممکن نہیں۔ انگلش گو کہ اسلام ...کے اصل دشمنوں کی زبان ہے تاہم یہ بات ...بھی ناقابل انکار تلخ حقیقت ہے کہ آج انگلش International زبان ہونے کی حیثیت حاصل ہے لہٰذا اسلام کی دعوت، اس کی بے مثال تہذیب وثقافت، زندہ جاوید پیغام اور پاکیزہ اخلاقی اقدار کو اقطار عالم اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلانے کیلئے مسلمانوں کو انگلش کا سیکھنا بھی ضروری ہو گیا ہے۔

عربی اور انگلش کے بعد سائنسی علوم کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ سائنسی علوم تعمیر وترقی کا آلہ اور ایجادات واختراعات کا منبع ہیں۔ اس علم سے نابلد ہونے کی وجہ ہم ایجادات کی دنیا میں بہت پیچھے رہ گئے یہاں تک کہ اقوام عالم کے سامنے ہمیں ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

ان اضطراب انگیز اور پریشاں کن حالات میں ذمہ داران مذہب، مخلص علماء، اسلامی جذبے سے سرشار دانشوران قوم اور داعیان اسلام پر بہت ضروری ہے کہ وہ اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور وفکر کریں اور جدید تقاضوں کے مطابق نصاب تعلیم میں ضروری ترمیم کریں تاکہ ہر طبقہ دینی مدارس کی طرف پورے شوق ورغبت سے متوجہ ہو کر بے مثال نبوی علوم اور قرآن مقدس کی حیات آفریں تعلیمات سے مزین ہو جائے۔ اپنے اکابر سے اس صدائے کرب والم پر متوجہ ہونے کی خصوصی گذارش ہے۔

"گر قبول افتد زہے عز وشرف"

جشنِ اکابرینِ چشت کانفرنس کا خطبۂ استقبالیہ

حضرت الحاج محبوب مینا شاہ صاحب قبلہ سجادہ نشین دربار مینائیہ عالیہ گونڈہ

معزز علمائے کرام و مشائخ اہلسنت نیز تمام حاضرینِ جلسہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج سلطانِ اودھ حضرت سیدنا شاہ مینا لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقدس سرزمین لکھنؤ میں معزز علمائے کرام اور دور دور سے آئے ہوئے مشائخ اہلسنت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولیوں سے محبت کرنے والے حضرات کی موجودگی میں اپنے دلی احساسات وجذبات پیش کرنے کی سعادت جو میرے حصہ میں آئی ہے اس کے لئے بلاشبہ مجھے آل انڈیا غلامانِ اولیائے کرام کا ممنون ہونا چاہیئے جس نے پر آشوب دور میں یہ موقعہ فراہم کیا۔

آج ہم جس قسم کے حالات کا سامنا کر رہے ہیں وہ صرف ملکی سطح پر ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی انتہائی حوصلہ شکن ہیں۔ ہر طرف مادیت پرستی چھائی ہوئی ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کا دن بدن انحطاط ہوتا جارہا ہے کہیں سیاست کی ریشہ دوانیاں ہیں تو کہیں رنگ ونسل کے ہنگامے ہیں کہیں فرقہ پرستی اور صوبہ پرستی ہے تو کہیں لسانی اور مذہبی جھگڑے ہیں پوری عالم انسانیت شکست وریخت سے دوچار ہے عالم اسلام کی حالت تو سب سے زیادہ دگرگوں ہے اسلامی حکومتوں کو آپس میں نبرد آزما کیا جارہا ہے اور جو نئے ممالک اسلامی قوانین کو اپنانے کا خیال ظاہر کرتے ہیں انھیں سختی سے کچلنے کی سازشیں کی جارہی ہیں ـــــ یہ کوئی نئی بات نہیں تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کے دشمن شروع ہی سے پیدا ہوتے رہے ہیں فرق بس اتنا ہوا ہے کہ آج اس کے دشمن صرف باہر ہی کے لوگ نہیں خود اسلام کے اندر بھی موجود ہیں ـــــ ایک سلمان رشدی ہی نہیں سیکڑوں سلمان رشدی اسلامی تعلیمات پر پے بہ پے حملے کر رہے ہیں۔ میرا صاف اشارہ نجدیت اور وہابی تحریک کی طرف ہے آج انھیں کی بدولت کعبہ کے مقدس سرزمین پر "سوئزکٹ" رہے ہیں سے

ب کے جام پر جام لڑھک رہے ہیں
فاحشاؤں کا برہنہ رقص ہو رہا ہے
و نیت اپنے عروج پر نظر آرہی ہے امریکی
ست سب پر حاوی ہوتی جارہی ہے
وہ یورپ ہو یا ایشیا و افریقہ، مشرق
ں ہو یا مشرق بعید۔

ترقی پذیر ممالک میں ہندوستان
فہرست تھا اب خود بھی اپنے خارجی
اندرونی مسائل سے دوچار
ہوگیا ہے فرقہ پرستی کا زہر دن
ن آدمی آدمی میں سرایت
جا رہا ہے لوگ ایک
سرے کے دشمن ہوتے
رہے ہیں۔ اخلاقی قدریں ختم ہو
ہیں نئی نسلیں ذہنی انتشار کا شکار
وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی ہیں کہ کدھر
یں اور کدھر نہ جائیں اگر کچھ دن اور
قسم کے حالات رہے تو شاید یہ ملک
بدنصیبی پر خون کے آنسو بہائے گا۔

ایسے حالات میں ہمارے علمائے
م و مشائخ عظام کی ذمہ داریاں کافی
ھ جاتی ہیں ان کا فرض ہوجاتا ہے کہ وہ
ں کو قعر مذلت سے نکالیں اور ان
لامی تعلیمات کا احیاء کریں جنکے عمل میں
تے بغیر عالم انسانیت روشن ہو ہی نہیں
کتی تاریخ شاہد ہے کہ باطل تحریکیں اور
ل فلسفے بہت زیادہ دنوں تک پھول

پھل نہیں سکتے، وقت نے ہمیشہ طاغوتی
تحریکوں کو آئینہ دکھایا ہے آج بھی صرف
ایک ہی ایسا مذہب ہے جس میں انسانی
زندگی کے سارے مسائل کا حل موجود ہے۔
وہی مکمل نظام حیات پیش کرتا ہے اور
وہ ہے اسلام! ہندوستان میں اسلام
کی ترویج و اشاعت کا سہرا اولیائے
کرام کے سر ہے کہا جاتا ہے کہ سلطان
الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی
سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب
چشت سے روانہ ہوئے تو
حج بیت اللہ کرنے کے بعد
مدینہ منورہ حاضری کے لئے
پہونچے وہاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے آپ کو مشرف بہ زیارت فرمایا
اور آپ کے لئے فرمان جاری ہوا کہ آپ ہندوستان
کا قصد کریں اور وہاں پر اسلام کی ترویج
و اشاعت کی خدمت انجام دیں چنانچہ
آپ نے حکم کی تعمیل میں یہاں قدم رنجہ فرمایا
اور اصلاح باطن کا مشکل ترین کام شروع
کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی کرامت عطا
فرمائی کہ جس طرف بھی آپ نگاہ اٹھاتے
لوگ ایمان لے آتے اور کلمۂ طیبہ پڑھنے
لگتے۔ ہمارے مشائخ نے چاہے وہ سلسلۂ
چشتیہ سے ہوں یا قادریہ سے، وہ سلسلۂ
سہروردیہ سے ہوں یا نقشبندیہ سے یا کسی
اور سلسلے سے تعلق رکھتے ہوں ان سب نے

دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور فرمایا۔ مشائخ عظام اپنی آخری سانسوں تک اس فرض کو انجام دیتے رہے۔ وقت گذرتا گیا ایک ایک کر کے ہمارے بزرگان دین بھی وصال فرماتے گئے تو اس تحریک میں بھی سستی پیدا ہو گئی خانقاہوں کی چمک دمک ماند پڑ گئی اور ایسے عناصر اس تحریک میں داخل ہو گئے جس سے اصل مقصد فوت ہو گیا "در روحانیات" کے وہ مدرسے جنکی ہندوستان میں دھوم تھی گوشۂ گمنامی میں غائب ہو گئے۔ بات یہاں تک آپہونچی کہ صوفیوں اور ان کے طریق کار کو ہی اسلام سے خارج کیا جانے لگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو دشمنان تصوف کی یہ بات پسند نہ آئی تو اس نے اپنی رحمت سے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا۔ موصوف نے اولیاء کرام کی اہمیت و عظمت اور انکے طریق کار پر متعدد کتابیں تحریر فرمائیں اور اسکے افادیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ یہ سلسلہ جس کی شروعات اعلیٰحضرت نے فرمائی تھی آج تک منقطع نہیں ہوا بلکہ اب تک یہ کام ہمارے علمائے کرام و مشائخ عظام انجام دے رہے ہیں اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔

آئیے اب دیکھیں کہ تصوف ہے کیا؟ اس کا تعلق اسلام سے کس قدر ہے؟ اسکا کہاں سے ثبوت ملتا ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جنکا جواب دینا وقت کا تقاضہ ہے تاکہ لوگوں میں جو غلط فہمیاں پائی جارہی ہیں۔ اسے دور کیا جاسکے۔ حضرت ابو یحییٰ زکریا انصاری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فر ہیں کہ تصوف کی اصل "حدیث جبرئیل" ہے جس میں آیا ہے کہ تصوف احسان کا دوس نام ہے۔ صوفی مقرب اور محسن کو کہتے ہیں۔ آگے چل کر حضرت شافعی فرماتے ہیں "اور یہ حضرات جو صفات بالا کے ساتھ متصف ہیں مقربین کہلاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور ا اگر یہ درجہ نہ حاصل کرسکو کم از کم یہ سمجھ کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ امت کے لوگوں کے درجات مختلف ہیں بعض اصحاب یمین کہلاتے ہیں اور بعضوں کو مقربین کہا جاتا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں آیا ہے کہ جسکا ایمان درست ہو گیا اور اس نے مامورا شرعیہ پر عمل کیا وہ اصحاب یمین کہلاتے ہیں پھر جن کی غفلتیں کم ہو گئیں اور جس کا قلب ذکر اللہ پر قائم ہو گیا اور نوافل میں دوام و استمرار اس کو حاصل ہو گیا اور اسکی اطاعت کثیر ہو گئیں اور اپنے تمام حوائج میں اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہو گیا وہ مقرب کہلاتا ہے اور ایسی شخص کو محسن بھی کہا جاتا ہے

رصوفی بھی ــــــــــــ

اس قول سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ جو
لاق مذمومہ سے پاک و صاف ہو گیا اور
لاق محمودہ سے متصف ہو گیا وہی اللہ
الیٰ کو محبوب ہو گیا اور جو محبوب ہو گیا اس
ے لئے وہ خود ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس
وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا
ہے میں اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس
سے وہ دیکھتا ہے اللہ اللہ کیا شان سے
ہے صوفی کی ؎

بھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

آج دنیا کو صرف عشق کی ضرورت ہے عشق
ہی معرفت ہے اور عشق ہی اول و آخر ہے
عشق ہی شام و سحر عشق ہی زندگی کے
مقاصد کی بازیافت کرا سکتا ہے سارے
کائنات عشق ہی سے متصف ہے اس کے
بغیر زندگی بے معنی و بے مقصد ہے۔

آخر میں آل انڈیا انجمن غلامانِ
اولیائے کرام کے مقاصد پر کچھ زیادہ نہ کہہ
کر صرف اتنا کہونگا کہ یہ وہ مشن ہے
جس کا تعلق تمام صوفیاء کے سلسلے سے ہے
اصلاح باطن کا مشکل ترین کام اسے سنبھالنا
ہے مخلوق کو خالق سے اور مخلوق کو مخلوق
سے ملانے کا کام بھی اسے انجام دینا ہے
تبھی قومی یکجہتی کی خوشگوار فضا بن سکتی
ہے اس مشن کے دروازے ہر مکتب

فکر کے لئے کھلے ہیں۔ ہمارا مقصد اپنے
مالک کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اس انجمن
کے بینر تلے اولیائے کرام کی وہ پاکیزہ راہ
جو ہماری کامیابی کی ضامن ہو سکتی ہے ہمیں
اختیار کرنا ہے۔ اختصار وقت کے سبب
یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں۔ آج کے اس
جشن اکابرین چشت کے مقدس اور با
برکت موقعہ پر "آل انڈیا انجمن غلامان
اولیاء کرام" کے افتتاح کا اعلان کرتے
ہوئے مسرت محسوس کر رہا ہوں انشاء
المولیٰ تعالیٰ ہمارے سروں پر اولیاء کرام
کا دامن کرم سایہ فگن رہے گا اور ہم اسی
کے سہارے مستقبل میں آپ کے تعاون
سے مضبوط تنظیم اور فعال و متحرک انجمن
کے ساتھ آپکی خدمت پر مامور رہیں گے۔
ہمارے مقاصد کے حصول کی پہلی کڑی آج
سر زمین لکھنؤ میں ہونے والا یہ جشن ایک
نئی تاریخ مرتب کریگا۔ اور نئی نسل کے لئے
روشن مستقبل کا ضامن ہوگا۔ ــــــــــــ

آخر میں علماء کرام و مشائخ ملت
اور شعراء کرام کا استقبال کرتے ہوئے
ان کا میں بہت ممنون ہوں کہ انھوں نے
اپنی قیمتی اوقات سے نوازا ساتھ ان سبھی
حضرات کا جو اس جشن کے انعقاد میں میرے
شانہ بشانہ رہے خصوصیت کے ساتھ۔۔
خدامان دربار مینائیہ عالیہ جنھوں نے ہر
ممکن جد وجہد اس جشن کے اہتمام و انتظام

بقیہ ص ۲۵ پر

ماہنامہ قاری دہلی کے ایڈیٹر

قاری محمد میاں مظہری کی خدمت میں گذارش

از: الحاج قاری محمد امانت رسول نوری پیلی بھیتی

مولانا محمد شہاب الدین رضوی

عزیزم اختری سلمہ آپ کی توجہ اس امر کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جہاں ماہنامہ قاری جو اہل سنت و جماعت میں کثرت سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے ٹائٹل پر اہل سنت اور نقیب رضویت ہونے کا لیبل لگا ہوا ہے اس میں رامپور کے ایک دیوبندی عالم مولوی وجیہہ الدین احمد خاں ناظم اعلیٰ مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ کی یاد میں لکھی ہوئی کتاب "یاد وجیہہ" پر اسکی تعریف و توصیف میں تفصیلی تبصرہ شائع ہوا ہے۔ فقیر نوری نے دو اہم شخصیات کو خطوط لکھے مگر انہوں نے مکمل خاموشی اختیار کی، اور میرے خطوط کے کوئی جواب عنایت نہ کئے، میں اہل سنت اور مسلک رضا کے عشاق سے گذارش کرتا ہوں کہ قاری محمد میاں پر دباؤ ڈالیں اور وہ اپنے رسالہ میں تردید شائع کریں ورنہ اسکی ممبر شپ میں حصہ نہ لیں۔ وہ دو خط ہدیۂ ناظرین ہیں۔

① — حضرت محترم مولٰنا مفتی محمد میاں صاحب ثمر دہلوی زید مجدکم السامی سرپرست ماہنامہ قاری دہلی سے السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ بعد سلام مسنون گذارش یہ ہے کہ دسمبر ۹۱ء کا ماہنامہ قاری جلد ۸، شمارہ ۹، نظر سے گذرا اس کے صفحہ ۶۱، پر ایک مضمون "یاد وجیہہ" مرتبہ ڈاکٹر شعائر اللہ خاں فقیر نے پڑھا پڑھ کر بے حد افسوس ہوا اور حیرت بھی کہ مفتی صاحب نے اپنے پاکیزہ رسالہ میں اس ناپاک تعارف و تجزیہ کو کیوں کر شائع کروا دیا۔ مولوی وجیہہ الدین رامپوری مسلک دیوبندیت وہابیت کے پیرو تھے سارے احباب اہل سنت رامپور اس بات کو جانتے ہیں۔ بہت پہلے اکابر اہلسنت مثلاً حضرت بابرکت شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہٗ و استاذ محترم حضرت مولٰنا قاری غلام محی الدین خانصاحب خطیب بلدیٔ

یرہ حضور شاہجی محمد شیر میاں صاحب وتلمیذ
نور محدث سورتی قدس سرہٗ مولوی وجیہہ
ین سے عقائد کے معاملہ میں بحث ومباحثہ
ر چکے تھے لیکن وہ اپنے گمراہ مسلک پر قائم
ہے اور بالکل آخری زمانے میں تازہ بہ تازہ
ہومگا عالم اہل سنت حضرت مولانا سید شاہد
ی صاحب نوری رضوی رام پوری مہتمم الجامعۃ
سلامیہ رامپور سے تو ان کی تحریری
ت چیت بھی ہوئی لیکن وہ اپنے مسلک پر ڈٹے
ہے۔ پتہ یہ چلا کہ وہ شروع سے آخر تک مسلک
ل سنت وعلمائے اہلسنت کے خلاف رہے
ور رام پور کے علاقہ میں نام نہاد جماعت اسلامی
ی جڑیں مضبوط کرنے والے بہت بڑے
عاون ومددگار رہے جیسا کہ حضرت شاہد
میاں صاحب رامپوری سے فقیر کو معلوم ہوا۔ رسالہ
ری شائع شدہ مضمون "یاد وجیہہ" پر بڑے غم و
غصہ کے ساتھ احباب اہلسنت نے اظہار ر
کیا جب کہ رسالہ قاری اہل سنت کا ترجمان
ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا ناشر جیسا کہ آپ کا اعلان
ہے اور اعدار کا کس اچھے انداز میں تعارف
علیہ الرحمہ تک معاذ اللہ اسے لکھا۔ پہلی فرصت
یں اس مضمون یاد وجیہہ کا اپنے رسالہ میں
تردیدی مضمون شائع کریں اور مجھے جواب سے
خط سے مطلع کریں اگر ایسا نہیں ہوا تو عنقریب
حباب اہل سنت آپ کے رد میں ایک اشتہار
شائع کرنے والے ہیں اور آپ کے رسالہ
کا بائیکاٹ کیا جائیگا۔ بس آپ کے تردیدی

جواب کا انتظار ہے ۱۵ ار دن سے فقیر کچھ ایسا
معروف تھا کہ آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔

(۲) محب گرامی قدر جناب مولانا سید شاہد علی صاحب قادری رضوی نوری زید حبکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام مسنون طالب خیر بحمدہٖ تعالےٰ بخیر ہے
ضروری گذارش یہ ہے کہ ماہنامہ قاری نظر سے
گذرا ماہ دسمبر کا اس میں یاد وجیہہ مرتبہ ڈاکٹر
شعائر اللہ کا مضمون بھی پڑھا جس میں وجیہہ الدین
کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے۔ فقیر نوری نے مفتی
محمد میاں صاحب کو ایک خط لکھا ہے جس کی فوٹو
کاپی اور اس مضمون یاد وجیہہ کی بھی فوٹو کاپی
ساتھ میں روانہ ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ
ایک خط قاری محمد میاں صاحب کو لکھیں نیز مضمون
یاد وجیہہ کا تردیدی مضمون بھی جو وجیہہ الدین
کے کردار کی پوری تحقیق پر مبنی ہو قاری کو لکھیں
کہ وہ قاری میں شائع کریں۔ اور اس مضمون نے
اور اپنے خط کی نقل یا فوٹو کاپی مجھے بھی بھیجدیں اگر
قاری آپ کے مضمون کو نہیں شائع کرتا ہے تو وہ
مضمون دوسرے سنی رسائل میں شائع کرانے
کی کوشش کی جائیگی آپ سے یوں گذارش ہے کہ
جتنا بہتر آپ یہ کام کرسکیں گے دوسرا نہیں کہ رامپور
سے وابستہ ہیں آپ کو پوری آسانی کے ساتھ
معلومات فراہم ہیں اور ہو سکتی ہیں۔ مدرسین
وطلبار مدرسہ سے فقیر کا سلام مسنون عرض کریں۔

(جواب ہنوز ندارد)

مکتوبات

(ادارہ)

مالک ونگراں جناب حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عالی جاہ! گزارش ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جاپان اس وقت صنعتی لحاظ سے دنیا بھر میں منفرد مقام حاصل کئے ہوئے ہے۔ اور اس وقت یہاں جاپان میں تقریباً تیس ہزار مسلمان جن کا تعلق پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا سے ہے۔ اور مجموعی طور پر جاپان میں اس وقت چار لاکھ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔

اور جاپان اس وقت ایک ایسا ملک ہے جہاں تعلیم اور ہنر سیکھنے کے لئے دنیا بھر سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے دیگر مذاہب عیسائی، احدی، بدھ ازم، یہودی وغیرہ نے یہاں پر اپنے مذہبی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے یہاں پر صرف ایک ہی اسلامی سنٹر ہے۔ جہاں سعودی مودودی خیالات کے لوگ قابض ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی تبلیغی جماعت بھی یہاں ایک منظم طریقے سے اپنے پروگرام کو کافی آگے پیش کر رہے ہیں۔

لیکن یہاں جاپان میں میں گزشتہ چار سالوں سے کاروبار کر رہا ہوں اور یہاں پر مسلک حق اہل سنت کا کوئی مرکز نہیں ہے اور پورے جاپان میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ کا قرآن اور کنز الایمان کا ایک بھی نسخہ نہیں ہے۔

الحمد للہ گزشتہ ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر یہاں جاپان میں تاریخ میں پہلی مرتبہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوس نکالا گیا جو کہ جاپان کی تاریخ میں ایک تاریخی اور عظیم الشان جلوس تھا۔

عید میلاد النبی کے پروگرام کے بعد جاپان میں تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، جماعت المسلمین نے مسلک حق کے خلاف اتحاد کر کے زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے۔

اس لئے آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ مہربانی فرما کر جاپان میں دین اسلام اور مسلک حق اہل سنت کے فروغ کے لئے تعاون فرمائیں۔ اور جس قدر ممکن ہو سکے اس سلسلہ میں کتب اور کنز الایمان کے نسخے یہاں ارسال کریں تاکہ مسلک کا زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان اور دیگر ممالک میں شائع ہونے والے مذہبی میگزین کے پتے، ٹیلی فون اور فیکس نمبر ارسال کریں تاکہ ان سے بھی رابطہ ہو سکے۔

امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں خصوصی تعاون ضرور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ہم سب کو مل کر مسلک حق اہلسنت کے لئے کام کرنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

انعام الحق، ٹوکیو (جاپان)

مکرمی ماھو المسنون امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ امابعد! مئی اور جون جولائی ۹۲ء کے مشترکہ شمارے ایک ساتھ موصول ہوئے ماشاء اللہ آپ "سنی دنیا" کو خوب سے خوب تر سنوارتے نکھارتے چلے جارہے ہیں۔ تحقیقی و فکری، ضروری و اہم مضامین کی تعداد خاصی رہتی ہے لیکن بعض اوقات کچھ بے احتیاطیاں دیکھ کر دل اکتا سا جاتا ہے۔ مثلاً:۔

بتلائے گا یہ سنی دنیا سنی کس کو کہتے ہیں
اور حب مصطفےٰ کیا ہے شریعت کسکو کہتے ہیں

راقم کو اس کا مضمون بدل و جاں محبوب و مرغوب مگر یہ اس لائق ہرگز نہیں کہ اسے سنی دنیا کی زینت بنایا جائے۔ اس کے لئے تو کوئی ایسا چمکتا دمکتا شعر ہونا چاہئے جو لسانی و فنی خوبیوں کے ساتھ ندرت و حلاوت اور سلاست و روانی کا بھی آئینہ دار ہو۔

اداریہ میں ایسے مسائل پر خامہ فرسائی کرنا چاہئے جو تحقیق و تلاش کی آغوش میں جاذبیت کا عنصر لیتے ہوئے ہو۔ یا ایسا مسئلہ ہو کہ جس سے عام طور پر لوگ غافل ہوں یا اس گہرائی تک پہونچنے کے لئے قاصر ہوں۔ خواہ وہ سیاسی و اقتصادی مسئلہ ہو یا دینی و قومی۔ کوئی ضروری نہیں کہ صرف سیاست کی سوکھی روکھی باتیں ہی بروئے کار لائی جائیں اور سیکڑوں مذہبی مسائل کو گوشۂ تنہائی میں پڑا رہنے دیا جائے۔ اس سلسلہ میں مجلس ادارت کے اعضاء سے بھی کام لیا جائے۔ بفضلہٖ تعالےٰ آپ کی مجلس ادارت میں ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی، پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی، مولانا عبد الحکیم شرف قادری جیسے مایۂ ناز قلم کار موجود ہیں آپ اپنے رسالہ کو جس مقام پر چاہیں پہونچا سکتے ہیں۔ راقم قلیل الفہم کی دریدہ دہنی معاف ہو۔

محمد توفیق احمد، بریلوی

الحمد للہ ماہنامہ سنی دنیا بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں حضرت یہ بھی آپ کی کاوش کا ثمرہ ہے کہ اس کے مضامین کی حسن ترتیب و تعین جو ایک رسالہ کی مقبولیت کے لئے لابدی امر ہے عمدہ نہج پر ہو رہی ہے۔

اللہ رب العزت آپ کو اور بھی حسن تدبیر عطا فرمائے اور حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے (آمین)

محمد مدثر خاں قادری شاہی مسجد آگرہ

حضرت مدیر گرامی "سنی دنیا" زید مجدہٗ

السلام علیکم! عرس رضوی اور آپ کے موقر ماہنامہ میں قلمی شرکت کے دعوت نامے ملے۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ

میں اپنی مستقل علالت کی وجہ سے سفر بالکل موقوف کرچکا ہوں ۔ اس لئے ہزار خواہش کے بعد بھی شرکت کا حتمی ارادہ میں نہیں کرسکتا

نمبر کی شرکت میری عین سعادت ہے لیکن حضرت استاذ زمن قدس سرہٗ کے حالات اور کارناموں سے میں باخبر نہیں ہوں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ آپ کب تک اسے شائع فرمارہے ہیں ۔ ورنہ میں آپ کے کلام سے متعلق کوئی آسان کام مثلاً حضرت کے منتخب اشعار، کسی خاص کی شرح وغیرہ آپ میرے سپرد کردیں ۔

حضرت العلام مولانا اختر رضا خاں صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں نیازمندانہ سلام عرض کردیں ۔ اور خوشخبری سنادیں کہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم شائع ہوگئی ۔ ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ اسکو جلد خدمت میں حاضر کرنے کی سعادت حاصل کروں گا ۔

عبد المنان اعظمی ، گھوسی

مکرمی زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نوازش نامہ باعث فرحت ہوا ۔ یاد آوری کا ممنون ہوں ۔ یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ "خلفاء مفتیٔ اعظم" کی دوسری جلد تیار کررہے ہیں مولائے کریم اس کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے آمین! تلاش کروں گا اگر کوئی تحریر مل گئی تو ارسال کردی جائے گی ۔ ان شاء اللہ تعالےٰ

فقیر ۳۰ر اپریل ۹۲ء کو ریٹائر ہو رہا ہے اس کے بعد اکتوبر و نومبر تک ہندوستان آنے کا ارادہ ہے ۔ مولیٰ تعالیٰ کو منظور ہوا تو بریلی شریف بھی حاضر ہوں گا ۔ دل تو چاہتا ہے، تکمیل آرزو اللہ کے اختیار میں ہے ۔

سکھر میں کتابیں ساتھ نہیں اس لئے مقالہ قلم بند کرنا مشکل ہے ۔ اس کے علاوہ آئندہ چند ماہ زیادہ مصروفیت بھی رہے گی

مولانا سید عارف علی رضوی سے فقیر کی فون پر بات ہوئی تھی ۔ انھوں نے خط بھی لکھا ہے

الحمد للہ امام احمد رضا پر کام آگے بڑھ رہا ہے

"سنی دنیا" برابر مل رہا ہے

"موج خیال" (جلد دوم) کی فائل گم ہوگئی بہت تلاش کی نہ ملی ۔ اگر مل گئی تو پھر یہ سلسلہ سنی دنیا میں شروع کردیا جائے گا ۔ ان شاء اللہ

یہ معلوم کرکے بے حد مسرت ہوئی کہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید لطفہٗ نے "البریلویہ" کا عربی میں جواب لکھا ہے ۔ اصل میں اس کا جواب عربی میں لکھا جانا چاہئے تھا ۔ اردو میں جواب لکھنے سے مصنف البریلویہ کی تشہیر ہوگئی اور اہل عرب کی غلط فہمیاں دور نہ ہوسکیں ۔ بہرحال یہ بھی ایک اہم کام تھا جو ہوگیا ۔ اب لاہور سے اردو جواب پر مشتمل ایک حسین جلد شائع ہوئی ہے ۔ شاید آپ کو مل گئی ہو ۔

پروفیسر محمد مسعود احمد ، کراچی

جہاں نما

(ادارہ)

مرزا عبدالرحمٰن اختری کو صدمہ

انتہائی افسوس کیساتھ یہ اطلاع دی جارہی ہے کہ ادارہ معارف رضا سانگھڑ شریف کے سرپرست اعلیٰ الحاج مرزا عبدالرحمٰن اختری کی اہلیہ ۲۰ مئی ۹۲ء کو قضائے الٰہی سے وفات پاگئی۔ مرحومہ جانشین مفتیٔ اعظم ہند سے بیعت تھیں۔ سانگھڑ شریف کے ممتاز مذہبی رہنما محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے داماد حضرت علامہ ذوالفقار علی کی والدہ بھی انتقال فرماگئیں، قارئین سنی دنیا سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

(سید شاہد علی نورانی لاہور)

"ادارہ سنی دنیا" اور حضور جانشین مفتیٔ اعظم مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

ماہنامہ نور مصطفیٰ کی عظیم پیشکش

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوگی کہ حضرت پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے متعلق دو سو صفحات پر مشتمل ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ کا پاسبان ملت نمبر عمدہ مضامین خوبصورت ٹائیٹل، حسین طباعت اور دلکش کتابت کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔ لہذا اہل ذوق حضرات سے گزارش ہے کہ دفتر "نور مصطفیٰ" مغلپورہ پٹنہ سے رابطہ کرکے جلد حاصل کرلیں۔ قیمت صرف ۲۲ روپے ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ پتہ۔

سید محمد ولی الدین رضوی، چیف ایڈیٹر نور مصطفیٰ
مغلپورہ پٹنہ سٹی ۸

گلشن رضا مکرانہ

مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک کمیٹی گلشن رضا کے نام سے قائم کردی ہے، اس کے سرپرست جانشین مفتیٔ اعظم دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ رابطہ کا پتہ۔

محمد شریف رضوی قریشی صدر بزم گلشن رضا صدر بازار مکرانہ ضلع ناگور راجستھان

اصلاح المسلمین کا افتتاح

سرزمین مارکھیرٹا (آسام) ضلع تین سکیا میں کوئی سنی مدرسہ نہ ہونے کی وجہ سے ادھر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دیابنہ گمراہ کرنے میں شب و روز ہر طرح کے نئے نئے جال کا استعمال کرتے ہیں انہیں کے زور کو توڑنے کے لئے مدرسہ اصلاح المسلمین کا قیام عمل میں آیا ہے۔

(جہانگیر عالم رضوی تین سکیا آسام)

جنتا ہاٹ بانسی میں عرس رضوی

مورخہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ انجمن رضا جنتا ہاٹ بانسی کے زیر اہتمام عرس رضوی بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ

منایا گیا۔ دارالعلوم تنظیم المسلمین کے اساتذہ و طلباء کے علاوہ علاقے کے بہت سارے علماء کرام و عقیدتمند عوام نے سرکار اعلیٰ حضرت و سرکار حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک عرس ہو کر سیدنا اعلیحضرت و سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض حاصل کئے۔

۲ بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف ہو کر بحسن و خوبی عرس کا اختتام پذیر ہوا۔

محمد مسعود رضا رضوی، تنظیم المسلمین بالسی پورنیہ

المجمع الاسلامی کی مطبوعات کو فروغ دیں

المجمع الاسلامی جو اہلسنت وجماعت کا ایک مرکزی اشاعتی و تصنیفی ادارہ ہے۔ تمام اہل سنت وجماعت کے افراد سے گزارش ہے کہ اس کی مطبوعات کو منگا کر پڑھیں دوسروں کو دیں۔ بک سلروں کو متوجہ کریں لائبریریوں میں اس کی کتابیں زیادہ سے زیادہ رکھوائیں۔ اہل خیر حضرات توجہ دیں اس کی مفید اصلاحی کتابیں خرید کر حضور غوث پاک، سرکار خواجہ غریب نواز، حضور اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے دیگر مرحومین کے ایصال ثواب و نذرانۂ عقیدت کے طور پر مسلمانوں میں مفت تقسیم کریں۔ یہ بھی اس کا ایک تعاون ہے۔ ایک پوسٹ کارڈ بھیج کر اس کی فہرست کتب منگائیں۔ پتہ:۔ مینجر المجمع الاسلامی، محمد آباد گوہنہ ضلع مئو (یو۔پی) ۲۷۶۴۰۳

علمائے بریلی

روہیل کھنڈ کا زرخیز علاقہ بریلی شریف جہاں سے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے احیائے سنت کی تحریک چلائی اور علمائے بریلی نے اشاعت دین میں وہ خدمات انجام دی ہیں جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ چودھویں صدی سے لے کر آج تک جو علمائے کرام اشاعت دین میں منہمک رہے ان کی تاریخ یکجا طور پر نہیں ملتی۔ راقم الحروف نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ضلع بریلی کے علماء کا ایک تذکرہ مرتب کر دوں لہذا موجودہ علمائے اہلسنت مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں تاکہ آپ کے حالات "تذکرۂ علماء بریلی" میں شامل اشاعت کئے جاسکیں۔ پتہ

محمد اعجاز رضوی بریلوی، دفتر جامعہ نوریہ رضویہ سوداگران بریلی شریف (یو۔پی)

کل ہند جمعیۃ الصوفیاء کانفرنس

مظفرپور، سلسلۂ قادریہ کے معروف بزرگ شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد تیغ علی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۴۳واں سالانہ عرس مبارک مرکزی خانقاہ تیغیہ ماریپور مظفرپور میں آئندہ یکم ربیع الآخر مطابق ۲۸ ستمبر بروز بدھ خصوصی تزک و احتشام و تاریخی تقدس و احترام کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقع پر کل ہند جمعیۃ الصوفیاء کانفرنس کا انعقاد بھی عمل میں آئے گا۔ صوفیاء اور مشائخ سیمنار میں شریک ہوں گے موضوع "سلسلۂ قادریہ اور تصوف" پر مقالے پیش کئے جائیں گے

کثرت کے ساتھ لوگ جمع ہو کر کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

غلام نبی حسن علوی، مظفر پور بہار

براؤں شریف میں عرس

عرس یار علوی اور جشن دستار فضیلت کی روح پرور تقریبات اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ شہزادۂ شعیب الاولیاء غلام عبدالقادر رضا صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ یار علویہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول کے زیر اہتمام حضرت مولانا غلام عبدالقادر صاحب قبلہ چشتی نائب مہتمم دارالعلوم فیض الرسول کے زیر نگرانی ۲۲ محرم ۱۴۱۳ھ/۲۴ جولائی ۱۹۹۲ء کو براؤں شریف میں منعقد ہوئی۔

المرسل:۔ جمال احمد خاں رضوی۔

دردناک حادثہ

یہ خبر نہایت ہی افسوس کیساتھ شائع کی جارہی ہے کہ مولانا محمد ہاشم رضا نوری ضلع پورنیہ بائسی علاقہ کے پرانا گنج گاؤں کے باشندے تھے۔ مولانا محمد ہاشم رضا نوری ضلع بریلی شریف تھانہ فرید پور کے گاؤں جیتر میں خدمت دین انجام دے رہے تھے۔ مولانا موصوف ۱۴ راگست ۱۹۹۲ء کو وضو کر کے جمعہ کی اذان دینے جارہے تھے کہ اچانک مائک میں کرنٹ آگیا اور مولانا مائک کے ساتھ چپک کر زمین پر گر گئے۔ کچھ ہی دیر میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی (انا للہ وانا الیہ راجعون) مولانا کو ۱۵ راگست ۹۲ء شام کے ۶/۱ بجے سپرد خاک کر دیا گیا۔ ماہنامہ سنی دنیا کے قارئین حضرات سے گزارش ہے کہ مولانا کے لئے دعاء مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

المرسل:۔ محمد خورشید عالم رضوی، مدرسہ گلشن رضا فرید پور ضلع بریلی، (یو۔پی)

چلو اجمیر چلیں

محبان اہل سنت عاشقان خواجہ و بردران رضویت کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ اجمیر مقدس میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جہاں قیام فرماتے تھے و حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور مرشدی حضور مفتئ اعظم ہند قیام فرماتے رہے ہیں۔ آج بھی علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں قائم مقام مفتئ اعظم ہند و دیگر سنی اکابرین علمائے کرام مندرجہ ذیل پتہ پر قیام کرتے ہیں آپ بھی اپنے مرشد حق کی قیام گاہ پر قیام کر کے منت ادا کریں۔ لہذا جب بھی اجمیر شریف تشریف لے جائیں۔ سید صاحب خلیفہ مفتئ اعظم ہند کی وکالت سے حاضرئ آستانہ ہو کر فیض و برکات حاصل کریں۔

پتہ:۔ الحاج مولوی سید احمد علی رضوی چشتی رضوی گلی۔ درگاہ شریف اجمیر ۳۰۵۰۰۱

جشن عالمیت

زیر سرپرستی:۔ مخدومہ اہلیہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ کے شعبہ بنات کا جشن عالمیت

مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ کلیۃ البنات الامجدیہ کے وسیع صحن میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں فارغ التحصیل طالبات کو سند عالمیت و ردائے عالمیت سے نوازا جائے گا۔

پروگرام:- مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد نماز عشاء جلسہ

علاء المصطفیٰ قادری، مدیر کلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی، ضلع مئو۔ (یو۔ پی)

عرس نوری

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ/ مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعرات مدرسہ نظامیہ زینت العلوم میں حضور مفتی اعظم غوث زمانہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ، کا عرس شریف بڑے ہی اہتمام کے ساتھ منایا گیا جس میں متعدد علمائے کرام شریک ہوئے۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب رضوی اختری، حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب رضوی اختری، حضرت مولانا غلام الدین صاحب رضوی اختری، عزیزی ربیع الاسلام رضوی، تاج الدین، مجیب الرحمٰن، یوسف رضا اختری اور طلبا مدرسہ نے حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا اور حضرت مولانا عبد الستار صاحب رضوی اختری کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

المرسل:- محمد اشرف عالم رضوی اختری
مدرسہ نظامیہ زینت العلوم
حسن ٹولہ نرائن پور راج محل (بہار)

مسجد مصطفیٰ زیر تعمیر

دار العلوم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ کے احاطہ میں مسجد مصطفیٰ کی تعمیر جاری ہے جس کی لمبائی ۱۰۸ر فٹ ہے۔ اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ترسیل کا پتہ
مولانا رحمت حسین کلیمی دار العلوم تنظیم المسلمین بائسی بازار پورنیہ بہار۔ ۸۵۴۳۱۵

جشن نوری

مورخہ ۱۴ر محرم الحرام پنجشنبہ کی شب میں جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور ضلع کانپور میں جشن نوری بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ جس میں جامعہ کے تمامی مدرسین و طلبا نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز قرآن خوانی سے کیا گیا۔ اس کے بعد محمد نظام الدین بنارسی، غلام دستگیر محبوب رضا گرسہائے گنج، شمس الدین بلرامپوری، عظیم اللہ قادری بلرامپوری نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ عالیہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ مولانا محفوظ رضا بجنوری، حضرت مولانا مفتی انفاس الحسن خاں چشتی نے بالترتیب حضرت کی سیرت مبارکہ کو اجاگر کیا۔ بعدہٗ قل شریف ہوا۔

المرسلین:- جملہ طلبا جامعہ ہذا

آل انڈیا تبلیغ سیرت

اس تنظیم کو امام التارکین مجاہد ملت مولانا الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی ہاشمی علیہ الرحمہ سے نسبت ہے۔ بی ۱۰/۱۴۰ پانچپاڑہ

روڈ کلکتہ ۱۸۔۔۔۔۷ میں مدرسہ عربیہ غوث اعظم ہے۔ جہاں نونہالان ملت کی تعلیم و تربیت نیز مستحقین کے لیے طعام و قیام علاج و معالجہ وغیرہ کا معقول انتظام ہے اور جس کے مقاصد میں عظیم الشان دارالعلوم کے علاوہ "مسجد غریب نواز"، صنعتی شعبہ، سیرت ٹکنوکرافٹ و طبی شعبہ نیز نشر و اشاعت کا قیام شامل ہے اور جن کے لئے بنیادی ضرورت، زمین موجود ہے۔ لیکن تکمیل کے لئے کثیر سرمایے کی ضرورت ہے آپ حضرات کا عنایت کردہ ایک روپیہ بھی کس قطرہ قطرہ دریا می شود کے مصداق کثیر سرمایے میں منتقل ہو کر عظیم الشان ملی تعمیر کا باعث ہو سکتا ہے اور قوم کی بے حد اہم ضروریات ان کے ذریعہ پورے ہو سکتے ہیں لہذا تمام مسلمانوں، اداروں اور کلبوں کے عہدہ داروں سے گزارش ہے کہ خود متوجہ ہوں

پتہ :۔ مدثر حسین حلبیی، ناظم اعلیٰ آل انڈیا تبلیغ سیرت ٹی نمبر ۴۱۰ پانچپاڑہ روڈ کلکتہ ۱۸۔۔۔۔۷

سٹی آفس :۔ ۶ تالتلہ لین کلکتہ ۱۴۔۔۔۔۷

زیر تعمیر مخدومیہ مسجد

حضرات! شیخ طریقت مخدوم سیوان حضرت مولانا جمال الحق عرف حسن پیارے رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ضرورت کے پیش نظر ایک وسیع مسجد محلہ مخدوم سرائے دکھن ٹولہ سیوان میں تعمیر ہو رہی ہے۔ لہذا اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ دل کھول کر دامے درمے اس تعمیر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں اور اپنی عطیہ رقم اس پتہ پر بھیجیں۔

جناب ڈاکٹر حدیث صاحب محلہ مخدوم سرائے دکھن ٹولہ سیوان (بہار)

المرسل :۔ ساعد القادری محلہ مخدوم سرائے دکھن ٹولہ سیوان (بہار)

امام احمد رضا کانفرنس لاہور

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام ۲۱ر اگست ۹۲ء کو لاہور میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس میں سابق وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں کوئی بنیاد پرست نہیں ہے۔ یہاں بے بنیاد پیدا ہو رہے ہے اس پر محترمہ بے نظیر بھٹو اور محمد نواز شریف کا اتفاق ہے اور دونوں ہی امریکہ کو یہ یقین دہانی کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہیں انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو مشورہ دیا کہ وہ امام احمد رضا کی تعلیمات پر عمل کریں۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلمان رشدی کا یہ آخری سال ہوگا۔ (روزنامہ فیصل جدید دہلی ۲۲ر اگست ۹۲ء)

فاروقیہ بکڈپو دہلی میں

یہ جان کر خوشی ہوتی ہے کہ فاروقیہ بکڈپو سنبھل سے اب مستقل طور پر دہلی میں آگیا ہے کتب فروش اور کتابوں سے ذوق رکھنے والوں کے لئے فاروقیہ کی خدمات حاضر ہیں۔ پتہ

فاروقیہ بکڈپو مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا

اگلا شمارہ تمام رعنائیوں اور جلوہ بارکرنوں سے مزین

برہان ملت نمبر

خلیفۂ اعلیٰحضرت برہان ملت حضرت مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری کے عرس کے موقع پر یعنی ۸، ۹ر نومبر ۹۲ء کو ماہنامہ سنی دنیا ایک عظیم الشان نمبر نکال رہا ہے۔ تیاریاں ہو رہی ہیں

مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ، اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے شاگرد رشید خلیفہ اور حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے رفیق خاص تھے۔ انہوں نے اسلام کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں اپنی حیات کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا تھا۔ تفصیلات اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔!

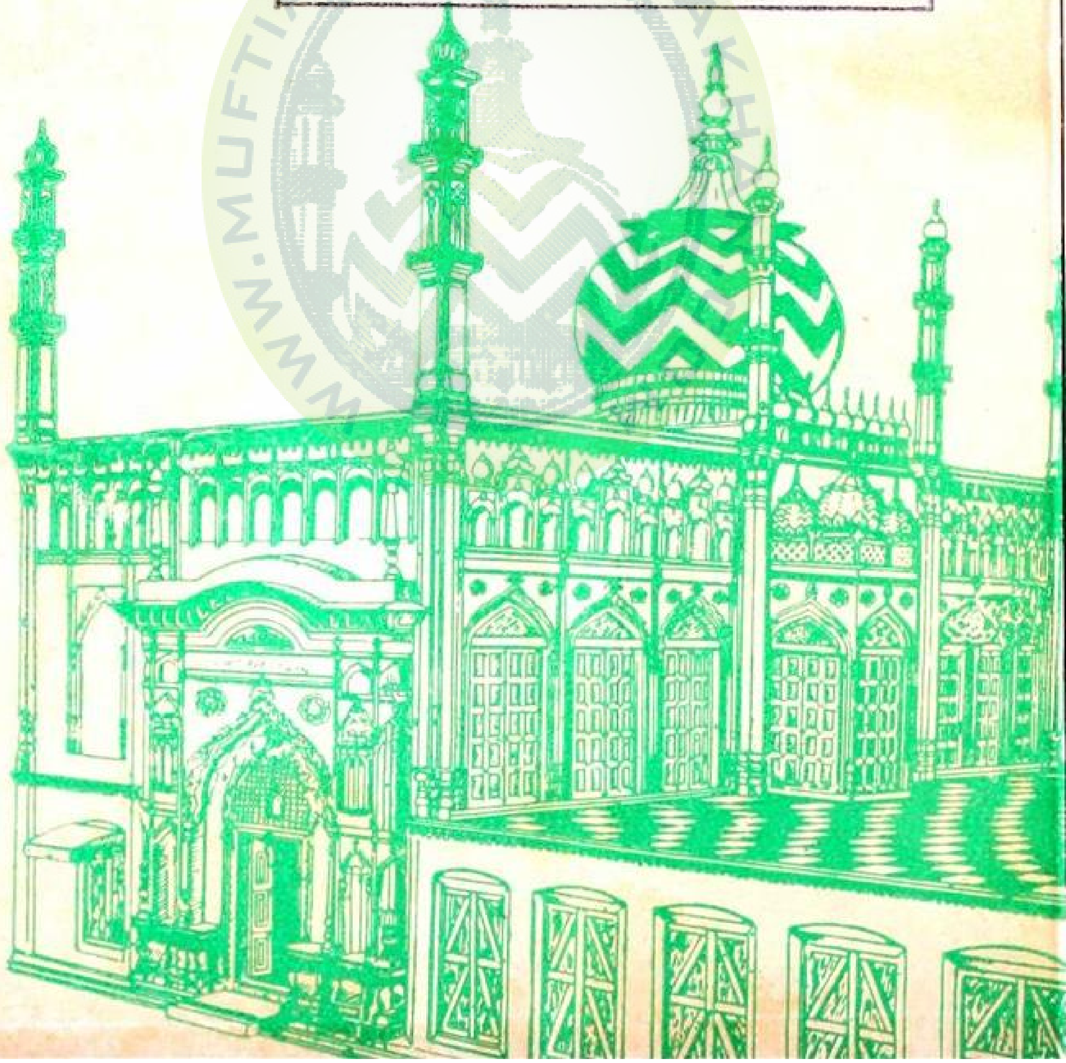
سنی دنیا میں اشتہارات دیکر تجارت کو فروغ دیں، ہم ان کو نمبر مفت دیا جائے گا

رابطہ کا پتہ: ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲۔ سوداگران رضا نگر بریلی شریف (یو۔پی)

17/11/92

اہلسنت کا ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف



مرکز سواد اعظم اہلسنت آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ

کا

علمی، دینی، اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

بریلی شریف

سنی دنیا

نومبر

سنہ ۱۹۹۲ء

جمادی الاولیٰ

جمادی الآخرہ

جلد ۱۱

شمارہ ۱۲۰

مالک ونگراں:- حضور جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری نبیرہ مسند بریلی

نائب نگراں

مولانا عسجد رضا خاں قادری

مدیر اعلیٰ

محمد شہاب الدین رضوی اختری

برہان ملت نمبر

دفاتر

۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی فون نمبر ۲۱۹۶۰

ادارۂ معارف رضا، ۳، آل رسول منزل علی پبلک اسکول باک نگر اکرم روڈ (تیرہ منڈی) لاہور

کتابت

محمد اختر رضا بالسی پورنیہ

فی شمارہ ۶؍ روپیہ، سالانہ ۶۰؍، پاکستان کے لئے ۱۵۰،

دیگر ممالک ۲۵۰، لائف ممبری ۱۵۰۰۔

ممبران سنی دنیا سے گزارش ہے کہ شکایتی خط لکھتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں

اشاریات

جانشینِ مفتئ اعظم

فقیہ اسلام تاج الشریعہ جانشین مفتئ اعظم دامت برکاتہم العالیہ خیر وعافیت سے ہیں۔ اب آنکھ میں روشنی رفتہ رفتہ آرہی ہے۔ دورے وغیرہ بہت کم کر رہے ہیں۔ احباب اہلسنت حضرت کیلئے دعاء صحت کریں۔ ادارہ ان حضرات کا شکر گزار ہے جنھوں نے حضرت کی طبیعت کے متعلق خطوط لکھے۔ اور اپنی جلوات وخلوات میں حضرت کیلئے اجتماعی اور انفرادی طور پر دعائیں کیں۔ (ادارہ)

قارئین اپنے عندیہ سے ہمیں بھی آگاہ کریں تاکہ کوئی اگلا قدم اٹھایا جاسکے

(اداریہ)

نصابی کتابوں میں ہندو کلچر

محمد شہاب الدین رضوی اختری

"سنی دنیا" کے پسند احباب کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اترپردیش کی ریاستی حکومت کی تعلیمی پالیسی، اور تاریخ کی نصابی کتابوں میں جو اگلے سال سے ثانوی درجات میں پڑھائی جائیں گی "ہندو کلچر" کو فروغ دینے کے نام پر ازسرِ نو تدوین کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ وہ ہندوستان کی جمہوریت، ملکی رواداری سے اور قومی یکجہتی کی روشن روایات کے لئے حد درجہ خطرناک اور تباہ کن ہے ——— ابھی تک اترپردیش کی حکومت نے جو بھی گل کھلائے وہ کم نہیں۔

ملک کی فسطائی طاقتوں نے اپنی لسانی عصبیت اور تنگ نظری کے ذریعہ اترپردیش میں اردو کی تباہی کے بعد اب مسلمانوں پر "تاریخی حملہ" کا آغاز کیا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں پہلے ہی حد سے زیادہ زہر بھر دیا گیا ہے۔ جو کسر رہ گئی تھی۔ اترپردیش کی ریاستی حکومت تاریخ کی نصابی کتابوں میں زبردستی ردو بدل اور خرد برد کر کے وہ رہی سہی کسر بھی پوری کرنے جارہی ہے ——— اس "نئی تاریخ" میں خدا جانے کیا کیا زہر افشانیاں کی جائیں گی۔ لیکن یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا واحد مقصد فرقہ واریت کو بڑھاوا دینا اور ملک کی رنگا رنگ تہذیبوں اور زبانوں کو تباہی سے ہم کنار کر دینا ہے ——— تعلیم اور تعلیمی پالیسی جن پر آئندہ نسلوں کی ذہنی ساخت کی تشکیل کا انحصار ہے ذہنی تعمیری ابتدائی کتابوں سے ہوتی ہے اور جب ماں کی گود سے ہی بچوں کو فرقہ پرست، دل میں نفرت و عداوت کا بیج بو دیا جائے تو کوئی بات نہیں کہ آگے چل کر ملک کے لئے خطرہ کا سامان بن جائے ——— اور اگر ابتدا سے راست روی، میل ومحبت کا درس دیا جائے تو پھر ملک وملت اور معاشرہ کے لئے ترقی کا آلا ہو گا۔ اگر ان کو ایک خاص تہذیب کی احیار، سیاسی مفادات کے حصول اور قومی زندگی میں زہر گھولنے کا ذریعہ بنا دیا گیا تو ہمارا قومی وقار تباہ وبرباد ہو جائے گا، سیکولرزم کی جڑیں ہل جائیں گی ——— وزیر اعظم اور دیگر اہم سیاسی، سماجی و مذہبی شخصیات کو خطوط وغیرہ کے ذریعہ اپنا ردعمل اور اپنے عندیے سے آگاہ کریں۔

اس نئی فتنہ سامانی سے پیدا شدہ سنگین صورتحال سے نمٹنے کیلئے آپ کیا کر رہے ہیں

ضیائے قرآن

چاند زمین کے گرد محوِ گردش ہے۔ سورہ نوح میں ارشادِ ربّی ہوتا ہے۔ وجعل القمر فیھن نورا اور ان میں چاند کو روشن کیا۔

کچھ اجرام فلکی ہیں جنھیں کامیٹس (comets) کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ نام قرآن حکیم کی اصطلاح الجوار الکنس سے اخذ کیا گیا ہے جس کا ذکر سیاروں ہی کے ضمن میں یوں آیا ہے فلا اقسم بالخنس ۰ الجوار الکنس تو قسم ہے ان ستاروں کی جو الٹے پھریں، سیدھے چلیں تھم رہیں۔

یہ سورج کے گرد گھومتے ہیں اور مختلف مدتوں میں اپنا مدار مکمل کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک ــ (Hally's Comets) کے نام معروف ہے جو سورج کے گرد اپنا مدار مکمل کرنے میں ۷۵ سال لیتا ہے۔ یعنی ۷۵ سال میں ایک بار نظر آتا ہے۔

مزید براں کچھ چھوٹے چھوٹے اجرام فلکی اور بھی ہیں جو Meteors کہلاتے ہیں وہ بھی گردِ شمس چکر لگاتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید میں انہیں کا تذکرہ اس طرح آیا ہے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰھا رجوما للشیٰطین۔

اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ اور انہیں شیطانوں کے لئے مار کیا۔ ×٭×٭×٭×٭×٭×

بہارِ حدیث

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے

● حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو پاک و حلال کھائے سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آج کل ایسے بہت لوگ ہیں۔ فرمایا میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ (ترمذی)

● حضرت ابوہریرہ راوی کہ فرمایا سرورِ عالم نے کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو احکام شرعیہ کا دسواں حصہ چھوڑ دے تو ہلاک ہو جاؤ۔ پھر وہ زمانہ آئیگا کہ جو احکام کے دسویں حصہ پر عمل کرے نجات پائے گا۔ (ترمذی)

● حضرت جابر راوی کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عمر آئے اور عرض کی کہ ہم یہود کی کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی لگتی ہیں کیا حضور اجازت دیتے ہیں کہ کچھ لکھ کر بھی لیا کریں فرمایا کیا تم یہود و عیسائیوں کی طرح حیران ہو؟ میں تمہارے پاس روشن و صاف شریعت لایا۔ اور اگر حضرت موسیٰ حیات ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

(احمد بیہقی۔ شعیب الایمان)

باب الاعتقاد

حضور جانشین مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

سنو، چپ رہو (قسط ۶)

یہی وہ قول ہے جسے آپ اڑا گئے

اور ایک قول مرجوح (ناپسند اور رد کیا ہوا) نامقبول پر ساری چنائی چن دی۔

پوری عبارت

اب ہم سے سنئے پوری عبارت یہ ہے

"واما اذا کان نائیا عنہ بحیث لا یسمع الخطبۃ فقد اختلفوا فی أن قراءۃ القرآن أولی ام الانصات روی عن محمد بن سلمۃ أنہ قال الانصات اولی وھو اختیار الکرخی وقد اختارہ المصنف لأن المأمور بہ عند قراءۃ القرآن شیأن الاستماع والانصات فاذا تھیأ لہ العمل باحدھما یعمل امتثالا للامر بحسب الامکان وقال بعضھم قراءۃ القرآن اولی وھو اختیار الفضلی لان الامر بالانصات انما کان لاجل الاستماع للتدبر وحیث فات ذلک لیقرء القرآن احدا انا لثوابہ اھ"

یعنی رہی وہ صورت جبکہ آدمی منبر سے دور ہو کر خطبہ نہ سنتا ہو تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ قراءۃ القرآن اولیٰ ہے یا چپ رہنا اولیٰ ہے محمد بن سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا چپ رہنا لازم ہے اسلئے کہ قراءۃ قرآن کے وقت دو باتوں کا حکم ہے ایک استماع اور دوسری چپ رہنا تو جب آدمی کو ایک پر عمل میسر ہے تو تعمیل حکم کیلئے اس پر عمل کرے۔

اور بعض کا قول ہے کہ تلاوت قرآن اولیٰ ہے اور یہ قول فضلی کا مختار ہے اس لئے کہ چپ رہنے کا حکم سننے کیلئے ہے اور وہ ممکن نہیں تو، ثواب لینے کیلئے تلاوت کرے۔

اقول:۔ عنایہ کی عبارت میں الانصات اولیٰ (انصات (خموشی) اولیٰ ہے) افادۂ وجوب کے لئے اس لئے کہ اس حکم کی دلیل یہ دی کہ قراءۃ قرآن کے وقت دو باتوں کا حکم ہے اور امر وجوب کے لئے ہے اسی لئے صاحب ہدایہ پھر فتح نے اسے احوط (زیادہ احتیاط) فرمایا۔

ونصہ " واختلفوا فی النائی عن المنبر

والاحوط ھو السکوت اقامۃ لفرض الانصات اھ" (ہدایہ)

یعنی " نائی عن المنبر میں اختلاف ہے اور فرض انصات کو قائم کرنے میں احتیاط یہی ہے کہ خاموش رہے"

اور خود عنایہ سے گزرا کہ محمد بن سلمہ کے قول کو کرخی نے اختیار کیا اور وہی صاحب ہدایہ کا مختار ہے اور صاحب ہدایہ نے اسے احوط (زیادہ احتیاط) فرمایا تو یہ صاحب ہدایہ نیز فتح سے اس امر پر گویا تنبیہ ہوگئی کہ کلام محمد بن سلمہ میں جو انصات کو اولیٰ فرمایا ہے اس سے مراد احوط ہے اور احوط پر عمل ضروری ہے فلیتنبہ فتح القدیر کی عبارت یہ ہے۔

" قولہ (وکذلک الخطبۃ) ھذا اذا کان یستمع فاما النائی فلا روایۃ فیہ عن المتقدمین واختلف المتأخرون والاحوط السکوت یعنی عدم القراءۃ والکتابۃ ونحوھا کالکلام المباح فانہ مکروہ فی المسجد فی غیر حال الخطبۃ فکیف فی حالہا ولانہ ان لم یسمع فقد یشوش بہمہمتہ علی من یقرب منہ وھو بحیث یسمع وکذا الامام

لا یتکلم فی خلالہ لأن التکلم فی خلال الذکر المنظوم
یذہب بہاءہ الخ"

صاحب فتح القدیر کی عبارت سے دوران قراءت وخطبہ ممانعت تلاوت وذکر وغیرہ کی دو وجوہ اور مستفاد ہوئیں پہلی یہ کہ اگر دوران تلاوت چپ نہ رہا بلکہ خود بھی تلاوت میں مشغول ہوا تو اس کی آواز اگرچہ آہستہ ہو دوسرے کے لئے جو قرآن سن رہا ہے تشویش کا باعث ہوگی لہذا اس وجہ سے بھی اسے دوران قراءت ذکر وغیرہ کی اجازت نہیں پھر اگر وہ قریب ہو تو ایسا کرنا اسے بالاتفاق ممنوع ہے اور اگر قاری یا خطیب سے دور ہو تو بر مذہب مختار اس صورت میں بھی اسے چپ رہنے کا حکم ہے تاکہ اس کی آواز سے ان کو تشویش نہ ہو جو قرآن وخطبہ سن سکتے ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ اس مظنۂ تشویش سامعین (سننے والوں کی پریشانی کے گمان) کے پیش نظر نائی عن المنبر (منبر سے دور شخص) کو بالاتفاق چپ رہنے کا حکم ہو تو اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک نائی عن المنبر کو فی نفسہٖ قرآن پڑھنا جائز ہوگا مگر بالاتفاق دوسروں کی تأذی (تکلیف اور پریشانی) اور تشویش کی صورت میں تلاوت جائز نہ ہوگی اور چپ رہنا ہی لازم ہوگا۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ جب قاری کی قراءت سننے کا شرعاً اہتمام ہے کہ دور بیٹھنے والے کو بھی چپ رہنے کا حکم ہے تاکہ فریضۂ انصات (خاموش رہنے کا فرض) قائم رہے اور اس میں خلل نہ واقع ہو تو قاری کے بالکل قریب اس کی قراءت کے دوران کوئی ذکر اور درود بھی نہایت بلند آواز سے کیونکر روا ہوگا دوسری وجہ کلام فتح سے یہ مستفاد ہوئی کہ دوران قراءت وخطبہ خود قاری وخطیب کو تکلم ممنوع ہے اس لئے کہ یہ کلام مسلسل سامعین کے قلوب میں

زینت کو لے جائے گا اور جب اس وجہ سے خود قاری و خطیب کو دوران قرأت و خطبہ کسی کلام اجنبی کی اجازت نہیں تو سامعین کو کیونکر اجازت ہو سکتی ہے یہاں سے ظاہر ہوا کہ انصات کا حکم محض استماع کے لئے نہیں بلکہ حرمت قرآن کریم کو قائم رکھنے کے لئے بھی ہے اسی لئے دوران قرأت قرآن پڑھنے کی بھی اجازت نہیں کہ استماع کا حکم مطلق دیا ہے اور سکتات و وقفات کا استثنا کہیں نہیں فرمایا۔ اسی لئے ہمارے ائمہ کرام سکتات امام میں سبحنک اللھم پڑھنے کو منع فرماتے ہیں (دیکھیں فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۱۱۶) اسی لئے مقتدی کو حکم ہے کہ اگر امام سبحنک اللھم پڑھنا بھول جائے تو مقتدی سبحنک پڑھ لے بشرطیکہ امام سری نماز میں سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھ رہا ہو۔ افسوس ہے کہ جناب نے فتح القدیر کی عبارت بھی بے سوچے سمجھے لکھ دی اور اس میں اخفاء البعض سے کام لیا فتح القدیر میں "لکن قیل انہ السکوت للاستماع لا مطلقا" حکایت اعتراض ہے اور اسے قیل سے تعبیر کرنا اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے پھر صاحب فتح نے اسے مقرر نہ رکھا بلکہ کلام ہدایہ ہی کو مقرر رکھا اور اسے مزید توضیح سے بیان فرمایا چنانچہ اس کے متصل فرمایا

"حاصل الاستدلال بالآیۃ ان المطلوب
أمران الاستماع والسکوت فیعمل بکل منھما"

اور اتنا ٹکڑا خود جناب نے بھی نقل کیا پھر اس کے متصل فرمایا۔

"والأول یخص الجھریۃ والثانی لا فیجری
علی اطلاقہ فیجب السکوت عند القراءۃ مطلقا"

یہ صاف صریح دلیل اس امر کی ہے کہ صاحب فتح القدیر کے نزدیک کلام ہدایہ میں مختار معتمد ہے کہ انہوں نے اس کے لئے آیۂ کریمہ کے اطلاق سے استدلال فرمایا اور یہ افادہ فرمایا کہ حکم انصات مطلق ہے کچھ جہری نمازوں کے ساتھ خاص نہیں اور یہ رسم المفتی میں مقرر ہو چکا ہے" التعلیل دلیل التعدیل" یعنی کسی مسئلہ پر دلیل قائم کرنا اسے اختیار کرنے کی دلیل ہے اور پھر اس عبارت سے استناد آپکو محض مضر ہے (دلیل لینا آپ کو نقصان دہ ہے) اور اس میں بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے لئے حجت ہے کہ جب سری نماز میں مقتدی کو انصات کا حکم ہے تو قراءت جہری میں بدرجہ اولیٰ سامع کو انصات وسکوت لازم ہے اس لئے صاحب فتح نے آگے چل کر صاف تصریح فرمائی ہے۔

"ھذا وفی کلام اصحابنا مایدل علی
وجوب الاستماع فی الجہر بالقراءۃ مطلقا"

اپنی طرف سے مسئلہ گھڑ لینا

یہ اور اس سے پہلے جو گزرا وہ عبارتیں ہیں جنہیں آپ نے چھپایا انہیں دیکھ کر فرمائیے کیا سکتات قاری میں رخصت نکالنا اپنی طرف سے حکم گھڑنا ہے اور اس پر تعامل کا دعویٰ محض خلاف واقع ہے اور بالفرض ہو بھی تو ہرگز ایسا تعامل حجت نہیں کہ اجماع فقہا کے خلاف ہے کیا نہ دیکھا کہ شافعیہ جو قراءت فاتحہ کی اجازت نہیں دیتے بلکہ امام کو حکم دیتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اتنا وقفہ کریں کہ مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ لیں۔

کما صرح بہ فی العنایۃ تو شافعیہ اور ائمہ حنفیہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ دوران قراءت تلاوت جائز نہیں تو قراءت کے درمیان کے وہ

وقفات قلیلہ قاطع قرات نہیں لہذا سب کے نزدیک قرات جاری ہے اور ظاہر ہے کہ ائمہ فقہاء کا اس اتفاق و اطباق میں مستند وہی آیت کریمہ "اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" الآیۃ ہے۔

اور اس کا مفہوم ان تمام فقہا کے نزدیک وہی ہے جو فتح القدیر میں ارشاد ہوا کہ انصات کا حکم مطلق ہے تو انصات مطلقاً واجب ہے لہٰذا وقفات خلال قرارت قاطع قرارت نہیں اور ان وقفات میں تکلم کی رخصت نہیں تو ان میں تکلم نص قران کے خلاف ہے۔ اب اگر اس پر بالفرض تعامل ہو بھی جائے تو ہرگز مباح نہ ہوگا کہ تعامل نص کے خلاف محض نامعتبر، اور جب فقہاء کے نزدیک آیت کریمہ سے انصاتِ مطلق کا حکم مفہوم ہے، تو آیت کا یہ مفہوم ہی نہیں کہ وقفات میں تکلم کی رخصت ہے اس لئے کہ اب قرأت نہیں ہو رہی ہے لہٰذا چپ رہنا فرض نہیں اور جب یہ مفہوم نہیں تو جو وقفات قاری کے درمیان تکلم سے منع کرتا ہے وہ مفہوم کتاب پر زیادتی کا مرتکب نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ اس کا حکم عین فقہاء کے حکم کے مطابق اور اس کی فہم ائمہ اعلام کی فہم سے موافق ہے وللہ الحمد۔

اقول:۔ وقفات میں تکلم کی رخصت کا وہم اس لئے ناشی ہوتا ہے کہ بعض اذہان میں یہ خیال راسخ ہے کہ قرآن نے تلاوت کو محض سننے کا دیا ہے اور انصات کا حکم اسی سماع کے سبب ہے اور وقفات میں تلاوت نہیں ہوتی لہٰذا سماع محقق نہیں اس لئے انصات لازم نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن نے استماع کا حکم دیا ہے اور استماع سماع کے مغائر ہے اس لئے کہ استماع مصدر ہے باب افتعال کا اور اس باب کا خاصہ ہے طلب وسعی ماخذ لہٰذا استماع کا مطلب ہوا سعی سماع

اور اس کے پیش نظر استمعوا کا مطلب ہوا

اطلبوا سماعہ واسعوا السماعہ

یعنی قرآن سننے میں سعی کرو اور طلب وسعی سماع نام ہے قصدِ سماع کا اور قصد وارادہ فعل پر مقدم ہوتا ہے تو لامحالہ قرآن نے قریبِ تلاوت سامعین کو پہلے ہی سے مستعد سماعت رہنے کا حکم دیا اور اس لئے کہ انصات بلکہ ہر مخل استماع سے باز رہنا لازم۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب قاری تلاوت کے لئے مستعد ہو جب ہی سے سامع پر انصات فرض ہے وللہ الحجۃ السامیۃ وللہ الحمد۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ انصات کا حکم قراءۃ حقیقتہً سے مشروط نہیں بلکہ قراءت سے پہلے بھی سماع کے لئے مستعد رہنے کے لئے انصات و سکوت لازم ہے اور نائی عن المنبر پر قیاس محض قیاس مع الفارق ہے۔ اور وہ جزئیہ جسے مقیس علیہ بنایا مفتی بہ نہیں واللہ تعالیٰ ھو الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔ فقیر محمد اختر رضا خاں الازہری قادری غفرلہ

نزیل لاہور یکم ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

○ تصدیق حضرت مولانا مفتی محمد یامین رضوی۔ بنارس

الجواب ھو الجواب موضع الحق والصواب

لامجال فیہ لمریب المرتاب

وانا العبد الاواب الی اللہ التواب

محمد یامین الرضوی المرادآبادی ایدہ ذوالایادی ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

خادم جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس یوپی

محترم قارئین! چاہئے تو یہ تھا کہ صاحبزادے اس تحقیقی جواب کو سمجھتے اور پھر اپنے اعتراضات کے جوابات پانے کے بعد حق کو حق سمجھ کر اپنے مزعومات باطلہ سے رجوع کرتے اور "دوران قرأت کسی بھی نعرہ" کے اصرار پر زور بیان صرف نہ کرتے۔ مگر اوّلاً تو انہوں نے مولانا عظمت علی شاہ صاحب نوری کے تحقیقی جواب میں اٹھائے گئے ایک بھی سوال کا جواب نہ دیا اور روگردانی کی کہ ان کے پاس جواب تھا ہی کیا جو لکھتے۔ پھر ثانیاً صاحبزادے نے اپنے روایتی ظاہری منہاجی دجل و مکر سے کام لیتے ہوئے خود ہی ایک سوال فرضی نام سے ترتیب دیا اور سوال میں یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ سوال کب اور کہاں پیدا ہوا، پھر خود ہی جواب دیا اور اپنے جواب میں قطعاً یہ ظاہر نہ کیا کہ مسئلہ حق نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ بحث کس سے ہوئی بلکہ علمائے اہل سنت کو یہ تاثر دیا کہ اس مسئلہ پر کچھ لوگوں نے جو اختلاف کیا ہے وہ عقائد اہلسنت سے متفق نہیں۔ اور اسی تاثر کے ساتھ مختلف علماء سے اپنے جواب باطل پر تقاریظ لکھوائیں اس لئے کہ صاحبزادے جانتے تھے کہ اگر پورے مسئلہ کو حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے قول اور ان کے دلائل کے ساتھ پیش کر کے تقاریظ کے لئے بھیجا تو ایک عالم بھی ہرگز تقریظ نہ لکھے گا۔ پھر لطف یہ کہ بعض علماء نے جو اس بحث سے واقف تھے اپنی تقریظ میں حضرت علامہ ازہری قبلہ کا ذکر کیا بھی تو صاحبزادے نے اس کی کتابت ہی کٹوا دی اور جگہ خالی چھوڑ کر مضمون پورا کر دیا۔[ف] بہر حال حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں نے چوتھی مرتبہ بریلی شریف پہنچ کر یہ جواب بھیجا جو ہدیۂ قارئین ہے۔

ف۔ دیکھیں رسالہ حق نبی ص۴۲، ص۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آل الرحمٰن برہان الحق | شقی پہ یہ گراں لکھتے ہیں

از: حضرت مولانا محمود الحق صاحب جبلپوری

والد ماجد پر مضمون قلمبند کرنے کے لئے راقم الحروف نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ الاستمداد کے شعر کو تیمناً وتبرکاً تحریر کرنا ضروری جانا۔ حالانکہ دنیائے سنیت اس شعر کی حقیقت سے واعظین مقررین کے بیانات، ورسائل اہلسنت میں وقتاً فوقتاً شائع مضامین کی بنا پر پوری طرح واقف ہے کہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں اپنے شاگرد وخلفا کا ذکر اور وصف ایک شعر یا ایک مصرعہ میں کیا ہے۔ وہیں اس قصیدے میں مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کو ایک ہی مصرعہ میں جمع فرماکر ذکر فرمایا اور دوسرے میں ان دونوں کی ایک ہی صفت بیان فرمائی ہے۔ اور یہ مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کے ان ذاتی مشاہدات کا اظہار ہے۔ جو حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے دوران قیام بریلی شریف میں "آل الرحمٰن برہان الحق" کی ذات ستودہ صفات میں ملاحظہ فرمائے۔

دونوں بزرگ جس طرح آپسی برادرانہ محبت، اخوت، اخلاق وعادات، تقویٰ وطہارت، اتباع سنت وشریعت کے مطابق ہمیشہ یک جان دو قالب رہے۔ انہیں مشاہدات وتاثرات کا مذکورہ بالا شعر مظہر ہے۔ اس شعر سے متعلق ایک واقعہ جس سے کم ہی لوگ واقف ہیں عوام اہلسنت کے علم میں لانے کی غرض سے مضمون کی شاہ سرخی کے طور پر تبرکاً اس شعر کو تحریر کیا ہے۔

یہ واقعہ ناگپور کا ہے۔ جامعہ عربیہ اسلامیہ کے سالانہ جلسے میں حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت والد ماجد برہان ملت، اور حضرت محدث اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان ایک ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ مسکا ساتھ میں ایک میمن سیٹھ کے یہاں شام کی دعوت تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت محدث اعظم ہند میزبان کے یہاں پہلے پہونچ کر پہلو بہ پہلو تشریف فرما تھے۔ حضرت والد ماجد کچھ تاخیر سے وہاں پہونچے۔ سلام مسنون کے بعد حضرت والد ماجد نے حضرت

اعلیٰ حضرت ایک مصرعہ میں دونوں ذکر فرمایا

محدث اعظم ہند کو درمیان سے کراں کے پہلو میں بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت محدث اعظم ہند اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت والد ماجد کا ہاتھ تھام کر انہیں حضرت مفتی اعظم ہند کے پہلو میں بٹھانے کی کوشش کی، حضرت والد ماجد نے حضرت محدث اعظم ہند سے درمیان ہی میں بیٹھنے کی گذارش کی اس پر حضرت محدث اعظم ہند نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"مولنا! سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدۂ الاستمداد میں جہاں اپنے شاگرد خلفاء کا ایک ایک شعر یا ایک ایک مصرعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اسی قصیدے میں آپ دونوں کے نام کو جمع فرما کر شعر کے پہلے ہی مصرعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر اسی شعر کے دوسرے مصرعہ میں آپ دونوں کی صفت بھی ایک ہی بیان فرمائی ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد عالی کے علم کے بعد۔ سید محمد کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ آپ دونوں کے درمیان بیٹھ کر حد فاصل بنے آپ کے لئے جو جگہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمادی ہے۔ آپ کو تو اسی جگہ بیٹھنا ہے اور مجھے بھی لازم ہے کہ میں آپ کو اسی جگہ بٹھاؤں جو سرکار اعلیٰ حضرت رضی عنہ دارضاہ عنا نے مقرر فرمادی ہے:

۲ یہ بات بھی کم ہی حضرات جانتے ہونگے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ کے شاگرد خلفاء میں چار عظیم شخصیتوں کا سن ولادت ۱۳۱۰ھ ہی ہے۔

۱ حضرت مفتی اعظم ہند آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲ حضرت مفتی اعظم مدھیہ پردیش برہان ملت عبدالباقی محمد برہان الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ حضرت محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴ حضرت مولنا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس تذکرہ کا خاص پہلو یہ ہے کہ جب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ولادت ہوئی اسوقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سن ولادت کی تاریخ "وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ" (۱۳۱۰ھ) سے اخراج فرمائی۔

یہی واقعہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی ولادت کے وقت بھی توارد کے ساتھ واقع ہوا کہ جد امجد حضرت عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام نے حضرت والد ماجد کے سن ولادت کو اسی آیت کریمہ۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ) سے استنباط فرمایا:۔

(اسی طرح کے توارد کے متعدد واقعات کا ذکر امام اہلسنت و حضرت عبدالاسلام رضی اللہ عنہم کے درمیان مکتوبات میں ہے)

۳ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۱۳۳۷ھ میں دوسری بار جبلپور میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت والد ماجد کی اولاد میں ہماری صرف دو بہنیں تھیں جن کا تذکرہ اکرام امام احمد رضا کے علاوہ اعلیٰحضرت کے والا نامہ جات

جبلپور اعلیٰحضرت کا دوسرا بریلی شریف تھا

ہیں ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۳۶ھ میں جبلپور سے واپسی کے بعد بریلی شریف سے "اظہار تشکر" کے طور پر جو والا نامہ تحریر فرمایا۔ اس کی تفصیل میں نہ جاکر اس وقت موضوع سخن کے مطابق صرف اصل نکتہ تحریر کرنا چاہوں گا کہ والا نامہ میں بعد حمد و نعت ابتدا میں جو فارسی میں دعائیہ اوصافیہ اشعار، شہر جبلپور، حضرت جد امجد عبد السلام علیہ رحمۃ السلام اور ان کے اصحاب، خاندان کے افراد کے نام بنام ذکر کرکے ساتھ بیان فرمائے اس میں اس وقت صرف یہ دو شعر میرے موضوع سخن ہیں۔

الٰہی نگہبہ دار بربان حق
بود دائما از فیض اعلاؤ حق
برائے تو و نسل تو دائما
بود از احد لطف زا احمد رضا

ان اشعار کی فنی خوبیاں اور تاثرات قلبی امام احمد رضا رضی عنہ وارضاہ عنا کے اظہار کا لطف اہل علم ہی بخوبی لگا سکتے ہیں۔ یہاں اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جبلپور سے واپسی کے بعد میرے سب سے بڑے بھائی کی ولادت ہوئی۔ جن کا نام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق "محمد" رکھا گیا اور اسی نام پر حسب حکم عقیقہ ہوا اور صدقات دیئے گئے۔ اگرچہ بعد میں وہ "محمد لعان الحق" کے نام سے پکارے گئے۔ مشیت ایزدی کہ میرے سب سے بڑے بھائی محمد لعان الحق نے صرف گیارہ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع کی گئی، تعزیتی والا نامہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جو نصیحتوں و ہدایتوں کے ساتھ پڑھنے کے لیے دعائیں تحریر فرمائیں ان پر عمل کیا گیا۔ اس کے ساتھ جو والا نامہ تعزیت حضرت جد امجد عبد السلام علیہ رحمۃ السلام کو علیحدہ تحریر فرمایا اس میں یہ فقرہ بھی تحریر ہے!

عجیب اتفاق ہے کہ مصطفیٰ رضا کے یہاں بھی ایک فرزند پیدا ہوا اور کم سنی ہی میں داغ مفارقت دے گیا۔ برہان میاں کے یہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ اب دونوں کے یہاں ان کی اولادوں میں بچیاں ہی ہیں ان کی زندگیوں میں کیا عجیب مماثلت ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہ ان کی کرامت اور دعاؤں کی برکات ہیں کہ بعد میں برادر معظم مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب مدظلہ العالی جو اس وقت مقیم پاکستان ہیں اور یہ فقیر محمد محمود احمد نیز برادر بجان برابر مولوی محمد حامد احمد سلمہ پیدا ہوتے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کی برکات رہی ہیں کہ ہم تینوں بھائی اپنے خاندان صدیقی کریمی سلامی برہانی کی روایات کے مطابق جتنا جو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ دینی مذہبی قومی ملی خدمات اپنے اپنے طور پر انجام دے رہے ہیں۔ اور یہ جو کچھ بھی ہے۔ بسبب ـہ

برائے تو و نسل تو دائما
بود از احد لطف زا احمد رضا

کی دعا کا اثر اور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیّن کرامت کا مظہر ہے۔

آپ کے نعتیہ اشعار کو اعلحضرت نے سراہا

ع۴ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے شاگرد و خلفا میں جسمانی فرزند حضرت مفتی اعظم ہند اور روحانی فرزند والد ماجد حضرت برہان ملت علیہم الرحمۃ و الرضوان ہی دنیائے اہل سنت کے دو آخری سرپرست و تاجدار رہے۔ اور دنیا سے تشریف لے جانے والے شاگرد و خلفا میں حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کا آخری مقام رہا جنھیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری خلیفہ ہونے کا بھی شرف ہے۔

حضرت والد ماجد کے واصل الی اللہ ہونے کے بعد جو تعزیتی خطوط آئے ان میں پیرانی سال سیدہ چھوٹی بی صاحبہ علیہا الرحمۃ نے جو والا نامہ تعزیت کا تحریر کرا کے فقیر کے نام ارسال فرمایا۔ اس میں کچھ گھریلو خاندانی باتوں کے چند استفسار کے ساتھ جو بات تحریر فرمائی۔ اسی خاص نکتہ کو انھیں کے الفاظ میں تحریر کرنا چاہوں گا۔

"حضرت مولٰنا صاحب[1] نے دن بہت اچھا پایا۔ اور حضرت[2] کو بھی یہی دن ملا تھا۔"

ع۱ حضرت مولٰنا صاحب سے مراد حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ ہیں۔ اور

ع۲ حضرت سے مراد حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس ہے۔

حالات و واقعات کو عنوان کے تحت بات میں بات نکلنے سے ذہن میں ابھرتے ہی جا رہے ہیں مگر مضمون کی طوالت کا اندیشہ مانع ہے۔ لہٰذا صرف ایک یادہ واقعہ آخری طور پر تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ع۵. حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر رہ کر شرف تلمذ و اکتساب فیض ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد بریلی شریف میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور جبلپور اسی سال واپس آ کر دار الافتاء عید الاسلام کی پوری ذمہ داری مکمل طور پر سنبھال لی۔

پھر ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ کو جبکہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر جبلپور کا دوسرا موقع تھا اور مدت قیام ایک ماہ سے زائد ہو چکی تھی۔ عیدگاہ کلاں میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ اسی جلسے میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ "اے جبلپور کے مسلمانوں میں آج مولانا عبد السلام کو عید الاسلام کا لقب دے رہا ہوں۔ مولٰنا عبد السلام جس طرح مصطفیٰ رضا میرے جسمانی فرزند ہیں۔ برہان میاں آپ کے فرزند ہیں۔ مگر برہان میاں میرے روحانی فرزند ہیں ان کے دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، عملی اور علمی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق عادات، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت، شریعت وغیرہ میں ہر صورت سے آزما لیا ہے۔ میں اپنے اس فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔ اتنا فرمانے کے بعد امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت والد ماجد برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت اپنے مبارک ہاتھوں اور نیک

اعلیٰ حضرت کا فرمان برہان میاں میرے روحانی فرزند ہیں

دعاؤں کے ساتھ باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا رب العزت تبارک وتعالٰی میرے روحانی ولد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین برہان السنۃ، برہان الملۃ بنائے۔ اور حضرت عید الاسلام کے ظل رحمت وعاطفت کے تحت دین متین، شرع مبین کی خدمت وحمایت پر ثابت قدم رکھے۔ میں یہ رسم مبارک بریلی میں اکرام امام احمد رضا کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا۔ مگر حسن اتفاق کہ جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان یہ موقع مل گیا۔

اس انعام و "اکرام امام رضا" رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شرف صرف حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کو ہی ان کے پیدائشی وطن جبلپور میں حاصل ہوا۔ ۱۳۳۷ھ میں اعلٰی حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ دوسرا اور آخری سفر تھا اور حضرت مفتی اعظم ہند جو اعلٰی حضرت کے ہمراہ ہی تشریف لائے تھے ان کا پہلا سفر جبلپور تھا۔ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ میں واپسی بریلی شریف کے بعد بریلی میں صرف بیس یوم قیام کے بعد حضرت مفتی اعظم ہند اوائل شعبان ۳۷ھ میں پھر دوبارہ تشریف لائے اور ایک ماہ سے زائد مدت قیام فرمانے کے بعد رمضان المبارک کی ابتدا میں بریلی شریف مراجعت فرمائی۔

اس کے بعد ہمیں وہ موقع بھی ہاتھ آیا جب حضرت جدا مجد عید الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے واصل الی اللہ ہونے کے بعد عرس چہلم شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند جبلپور ثانی عرصہ کے بعد تشریف لائے، پھر تو ہر سال عرس قادری رضوی عید الاسلامی میں التزاماً تشریف فرما ہوتے اور ہمیشہ قریب ڈیڑھ ماہ کبھی دو ماہ سے زائد مدت تک جبلپور میں قیام فرماتے۔

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو سانحہ راجستھان کے واقعۂ فاجعہ کے بعد چند سال عرس مبارک حضرت جدا مجد علیہ الرحمۃ کے موقع پر تشریف نہ لا سکے۔ جبلپور سے ابتداء محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو برادر طریقت حاجی محمد رمضان عبد العزیز قادری سلامی جبلپوری کو حضور مفتی اعظم ہند کو بریلی شریف سے جبلپور لانے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ ہماری خوش نصیبی کہ عشرۂ محرم الحرام کے فوراً بعد سرکار مفتی اعظم ہند جبلپور تشریف فرما ہوئے۔

حضرت مفتی اعظم ہند نے قریب ڈیڑھ ماہ جبلپور میں قیام فرمایا اور سیدنا اعلٰی حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عرس کے عین موقع پر بریلی شریف واپس پہونچے۔ قیام جبلپور کے دوران حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ نے ان کا علاج شروع کیا اور بفضلہ تعالٰی ان ہی دنوں میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفاء وصحت کے امید افزا آثار نمایاں ہوئے۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے ان ہی دنوں میں جبلپور سے ناگپور، بھنڈارہ، تمسر، گوندیا، بالاگھاٹ، سیونی، کٹنگی (جبلپور) دموہ ساگر، بیگم گڈھ، مجھولی، کھتولا بازار، بیہورا، کٹنی وغیرہ کے بھی سفر فرمائے۔ اور تشنگان فیوض وبرکات کو سیراب وسرفراز فرمایا۔

ان تمام سفروں سے واپسی کے بعد غلامان

حضور مفتیٔ اعظم نے آپ کی سلامتی کی دعا فرمائی تھی

قادری، رضوی، نوری، سلامی و برہانی لے۔
سرکار آل الرحمٰن حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کا جشن صحت بڑی دھوم دھام و تزک و احتشام کے ساتھ ۱۲، ۱۳، ۱۴، صفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴ جنوری ۱۹۷۹ء کو منڈی سدار شکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دو روزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس کے دھوم دھامی اعلان کے باعث نہ صرف جبلپور ضلع کے بلکہ مدھیہ پردیش کے علاقہ مہاکوشل کے دیگر اضلاع ، سیونی، کوتما، شہڈول، نیکم گڈھ، چھترپور، ستنا، میہر، پنا، دموہ، ساگر، نرسنگھ پور وغیرہ کے ہزاروں وابستگان غلامی و عقیدت مندوں نے شرکت کی اور جشن صحت کا یہ دو روزہ اجلاس جبلپور کا تاریخی اجلاس قرار پایا۔

جلسے میں مخصوص نشست ہر دو مفتیان عظام کی پشت پر کچھ بلندی سے خوبصورت نمایاں جلی الفاظ میں یہ شعر تحریر کرکے آویزاں کیا گیا تھا اور جو جلسہ گاہ کی خاص زینت تھا۔

آلِ الرحمٰن برہان الحق
شرق پہ بَرق گراتے یہ ہیں

اس شعر پر نظر پڑتے ہی ہر دنیا اہلسنت و جماعت کے اکابرین کے مقام و یگانگت و محبت و عما ئلت اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان دونوں پر یکساں خصوصی انعامات و اکرامات اور توجہات کے تمام تصورات ایک ایک کرکے نگاہوں میں ابھرے اور دل میں سماتے رہے۔ پھر حاضرین جلسہ مقررین و واعظین کے بیانات کی روشنی میں اس شعر کی حقیقت کا پورا لطف اٹھاتے رہے۔

دوسرے دن کے جلسے کے لئے جو خصوصی انتظامات تمام اہلسنت جبلپور نے کیا تھا۔ وہ لوگوں کی عقیدت و محبت کے والہانہ جذبات کا حامل تھا۔ دوسرے دن حسب قرارداد سر شام محلہ دارالسلام کے باب السلام کے سامنے لوگوں کی چہل پہل شروع ہو چکی تھی اور بعد نماز عشا آستانۂ سلامی کے سامنے قریب ڈھائی سو موٹر سائیکلوں اور اسکوٹروں کا ایک قافلہ سبز پرچموں کے ساتھ حضرت مفتی اعظم ہند کی قیام گاہ سے جلسہ گاہ تک اپنے جلوس میں لے جانے کے لئے اظہار محبت و عقیدت کے ساتھ جمع ہو چکا تھا۔ کہ لیجئے قریب ساڑھے دس بجے شب میں حضور مفتی اعظم ہند بالا خانہ کے دروازے پر تشریف لائے۔ ان کے پُرجمال نورانی چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی آستانۂ سلامی کے سامنے جمع وابستگان غلامی و عقیدت مندوں نے نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ غوثیت کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم ہند زندہ باد، مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے والہانہ فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد کو آستانۂ سلامی سے جلسہ گاہ تک لے جانے کے لئے اس وقت ہزاروں عقیدتمندوں کا مجمع ہو چکا تھا۔ ہر دو اکابرین کو ایک کھلی جیپ پر جو زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کی گئی تھی اس میں بلندی پر نصب ایک صوفہ میں انہیں

مفتی اعظم ہر سال عرس عبدالسلامی میں شرکت کرتے

بٹھایا گیا دونوں بزرگوں کے جیپ پر تشریف فرما ہوتے ہی جلوس کی روانگی کا اشارہ کیا گیا اشارہ پاتے ہی جلوس آگے ڈھائی سو موٹر سائیکلوں اسکوٹروں کے ہراول دستے نے اپنی گاڑیاں اسٹارٹ کیں گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی اہلسنت اپنے شعار کے مطابق فلک شگاف نعروں کے ساتھ رواں دواں ہوئے اگر جیپ کے آگے موٹر سائیکلوں اور سکوٹروں کا ہراول دستہ تھا تو جیپ کے پیچھے سائیکل سواروں کی قطار در قطار فوج بھی چل رہی تھی تو ان سائیکل سواروں کے پیچھے عقیدت مند بوڑھے مرد اور نوجوانوں کے ساتھ بچوں کی بھی بہت بڑی تعداد جلوس میں اپنے والہانہ جذبات و محبت کے ساتھ مفتی اعظم ہند زندہ باد مفتی اعظم مدھیہ پردیش زندہ باد کے نعروں کے ساتھ دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھی یہ جلوس پونے گیارہ بجے شب میں دار السلام سے روانہ ہوا اور کوتوالی بازار، ترہا ہائی، ملوکن گنج، سے مچھلی مارکٹ تک پہونچ چکا تھا یہاں سے سماں ہی کچھ اور نظر آیا مچھلی مارکٹ سے رضا چوک منڈی، مدار ٹیکری تک کا قریب دو میل کا فاصلہ پورا دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ بجلی کے قمقموں اور خوبصورت قندیلوں اور جابجا بڑے بڑے اونچے دروازوں کے ساتھ روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات میں دن کا گمان ہوتا رہا۔ سڑک کے دونوں کناروں پر مرد عورت جوان بچے دو رویہ صف بندی کئے اپنے بزرگوں کی زیارت واستقبال کے لئے ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ یہ جلوس نعلبند محلہ نیا پل، گوہل پور، پتھر پھوڑ مسجد کے سامنے بھورا باغ چوراہا اور شاہ مرزا پور میں پہونچ کر منڈی مدار ٹیکری کے رضا چوک میں جلسہ گاہ تک قریب ایک گھنٹہ میں پہونچا، راستے سے جیسے جیسے جلوس آگے بڑھتا گیا سڑک کے کناروں پر دورویہ کھڑے بوڑھے، مرد جوان بچے جلوس کے ساتھ دوڑتے نظر آنے لگے جب جلوس رضا چوک کے میدان میں پہونچا تو وہاں جلسہ گاہ میں تل رکھنے کو جگہ باقی نظر نہ آتی تھی ایک پر ایک گرے پڑ رہا تھا۔ وابستگانِ غلامی نے اپنے دونوں تاجداروں کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر اپنے کاندھوں اور سروں سے اوپر گذار کر نشست گاہ خصوصی تک ان کو پہونچا دیا۔

والہانہ جوش و محبت و عقیدت کے جذبات سے کچھ دیر کیلئے جلسہ میں گہما گہمی پیدا ہوگئی تھی تھوڑی دیر کے بعد برابر اعلانات کے ذریعہ سکون و اطمینان کا ماحول قائم ہوا۔ جلسہ جو شروع ہو چکا تھا اور نعت خوانی کا سلسلہ چلتا رہا کہ اب سکون و اطمینان حاصل ہونے کے بعد مرتضیٰ احسن قادری رضوی جو بمبئی سے اس جلسے میں شرکت کی غرض سے مولانا منصور علی خاں صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے اور اس جلسے کے لئے جو انھوں نے قصیدۂ مدحیہ تحریر کیا تھا اسے پڑھنے کیلئے جلسے میں انہیں بلا گیا قصیدۂ مدحیہ کے مطلع کا شعر تھا ہے

یا الٰہی تیرے فضل کے سائے میں مفتی اعظم دین و ملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں گر میرا پیر طریقت سلامت رہے

دونوں بزرگوں کے تعلقات سگے بھائی جیسے تھے

جلسے کی غرض و غایت کی بنا و مناسبت سے مطلع لاجواب رہا جس کا استقبال حاضرین جلسہ نے نعرۂ تحسین کے ساتھ شعار اہلسنت کے مطابق نعروں سے کیا جلسے میں جب نعروں کی بلند آوازوں کے بعد کچھ سکون پیدا ہوا تو رضوی صاحب نے مطلع کی تکرار کرتے ہوئے اسے دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی انہوں نے پہلا مصرعہ پڑھا ہی تھا اور دوسرا مصرعہ پڑھنا چاہا اس وقت حضرت مفتی اعظم ہند جو تکیہ سے سہارا لئے آرام سے تشریف فرما تھے سیدھے ہوکر بیٹھتے ہوئے اور قدرے اٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ٹھہریئے، اس مصرعہ کو اس طرح پڑھئے ع

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے

اس مصرعہ میں صرف ایک لفظ کی ترمیم و اصلاح "برہان ملت" سے دی گئی اس لفظ برہان ملت کو "میرا برہان ملت" اس قدر فرط محبت کے ساتھ حضرت والد ماجد کی طرف اشارہ، فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جن لوگوں نے اس حقیقت کو دیکھا ان کی آنکھوں میں فرط مسرت کے ساتھ آنسو بھی جھلملاتے نظر آتے۔ مجمع سے پھر بڑھ بلند و بالا نعروں کے ساتھ نعرۂ تحسین بلند ہوتے دیکھے گئے۔ مگر جلسے کی خصوصی نشست میں کچھ ایسے بھی اہل محبت تھے جنہوں نے اسی وقت اندازہ کرلیا تھا کہ اللہ کے ایک ولی اور غوث وقت حضور سیدی مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان ملت کے لئے درازی عمر کی دعا فرمائی ہے۔ اور یہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد دنیائے سنیت حضرت برہان ملت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ ان کے آنسو اسی بات کی غمازی کر رہے تھے مگر دیدۂ حیرت کھلے اور زبانیں ان کی گنگ ہو چکی تھیں۔

ادھر والد ماجد حضرت برہان ملت حق آگاہ معرفت و طریقت کا کچھ اور حال تھا۔ جو حضرت مفتی اعظم ہند کے اس برجستہ عارفانہ اور جوش محبت کے ساتھ ترمیم و اصلاح کے ارشاد پر کبیدہ خاطر اور غمگین و ملول نظر آئے نظریں نیچی کئے سسکتے سے رہے۔ مگر جو ہونا تھا اور جو ارشاد فرمانا تھا۔ ارشاد فرمایا جاچکا تھا۔ پھر وقت گذرنے کے ساتھ ہی دنیائے سنیت نے دیکھا، جانا اور سنا کہ وہ وقت بالآخر آ ہی گیا جب حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا فرمان عالی پورا ہو کر رہا کہ ع

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے

ہم نے بھی دیکھا کہ ابھی جشن صحت کو پورے تین سال بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان واصل الی اللہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ مرتضیٰ حسن قادری رضوی کے قصیدہ مدحیہ کو جس میں ۵ شعر ہیں پورا درج کر دیا جائے۔

یا النبی تیرے فضل کے سائے میں مفتی اعظم دین و ملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے
نوری سرکار کی نوری تنویر ہیں شاہ احمد رضا خاں کی تصویر ہیں
سینوں کی یہ بیدار تقدیر ہیں تا ابد ہم کو ان کی ضرورت رہے

"میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے"

رفعتِ شانِ احمد رضا آپ ہیں عظمتِ آنِ احمد رضا آپ ہیں
راحتِ جانِ احمد رضا آپ ہیں ایسے کیوں نہ ہم کو محبت رہے
اے خدا مفتیٔ اعظمِ دین سے تقویت دینِ خیر الوریٰ کو ملے
گلشنِ سنیت خوب پھولے پھلے ہر طرف جلوۂ اعلیحضرت رہے
سیدی عبدالاسلام عبدالسّلام جلوۂ اعلیحضرت سے تھے شاد کام
بزمِ محمود و حامد میں ہر صبح و شام جلوۂ شاہ برہانِ ملت رہے
حشر میں رضوی قادری کو خدا بخش دینا برائے شہہ دوسرا
پھر اسی خلد میں اسکا ہو داخلہ جس میں شہزادۂ اعلحضرت رہے

علاوہ بریلی شریف میں ۱۴۰۲ھ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں حضور مفتی اعظم ہند تشریف فرما ہونے کے باوجود اعلیحضرت امام اہل سنّت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرسِ مبارک کے قل شریف میں شرکت نہ فرما سکے اور سالِ آئندہ کا عرس مبارک آنے کے قبل ہی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

بعینہٖ یہی واقعہ حضرت والد ماجد برہانِ ملّت علیہ الرحمہ کے لئے بھی پیش آیا۔ کہ وہ بھی اپنی عمر کے آخری سال میں حضرت جد امجد عبدالسلام علیہ رحمۃ السلام کے قل شریف میں شرکت نہ فرما سکے اور اگلا عرس مبارک آنے کے قبل ہی دارِ فنا سے دارِ بقا کی راہ اختیار فرمائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

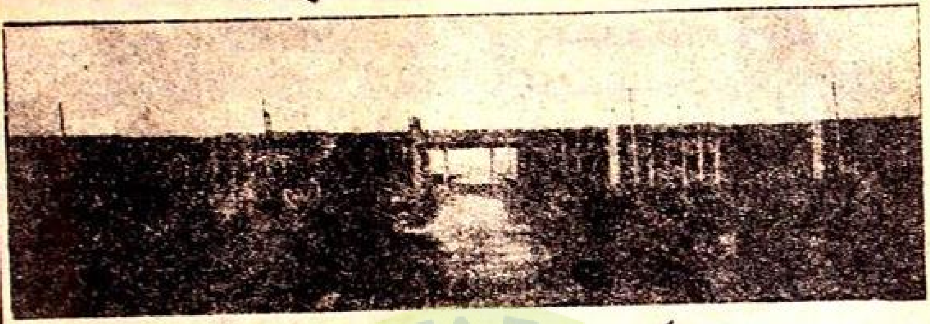
یہاں ایک خاص قابل ذکر اور لائق توجہ بات تحریر کرتا ہوں کہ سرکارِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد چہلم شریف کا عرس اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے ایک دن قبل ہوا۔ بالکل اسی طرح حضرت والد ماجد برہانِ ملّت علیہ الرحمہ کا عرسِ چہلم بھی جدامجد حضرت عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس مبارک کے ایک دن پہلے قرار پایا اس طرح بریلی شریف اور جبلپور دونوں اعراس ایک ساتھ اپنے فیوض و برکات کے ساتھ جاری ہیں۔

حرف آخر کے طور پر یہ ہے کہ ان دونوں اکابرین اہلسنّت وجماعت کے مماثل واقعات ولادت سے وفات اور اعراسِ مبارکہ تک کے جو ذہن میں آتے گئے چند کا تذکرہ میں نے کیا۔ اور ابتدائے سخن میں اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملّت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنّا کا جو شعر تبرکاً تحریر کیا تھا اسی پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

آل الرحمٰن برہان الحق
شرق پہ برق گرتے یہ ہیں

زندگی بھر شرق پہ برق گراتے ہی رہے

الجامعۃ القادریہ (مجوزہ) عربی یونیورسٹی



○ اسلامی علوم وفنون کا گہوارہ ○ جدید عربی ادب کی عظیم درسگاہ ○ مذہب اہلسنت وجماعت کا سچا علم بردار ○ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات کا داعی ○ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی خواہش کی تکمیل ○ چون ۵۴ بیگہ آراضی میں علم وفن کا شہر ○ عصری تقاضوں کے مطابق جدید نصاب تعلیم کی عظیم دینی درسگاہ جس میں انگریزی زبان کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے ○ قلعہ نما طویل وعریض دو عمارتیں تکمیل کے مراحل میں

آئندہ کی عمارات اور منصوبے

دار الاقامہ — کانفرنس ہال — طبیہ کالج
دار الافتاء — اسٹاف کالونی

دار الاشاعت — دار التبلیغ — دار المطالعہ — دار التصنیف

مذہب حق کی ترویج واشاعت کا پاکیزہ جذبہ لیکر الجامعۃ القادریہ مجوزہ عربی یونیورسٹی کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے گراں قدر تعاون اور مشوروں سے نوازیں

رابطہ کا پتہ

(مولانا) صغیر احمد رضوی، نوری، جوکھنپوری

ناظم اعلیٰ الجامعۃ القادریہ مجوزہ عربی یونیورسٹی، رچھا اسٹیشن ضلع بریلی شریف یوپی

سرکار برہان الملت مولانا شاہ برہان الحق صاحب علیہ الرحمہ

جنھیں حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے سلامتی کی دعا دی

جناب محمد رمضان عفی العزیز مومنا قادری رضا سلامی

حضور سیدی سرکار برہان الملت حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالباقی برہان الحق کی ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱، ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳، اکتوبر ۱۸۹۲ء صبح بعد نماز فجر ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچتا ہے اس طرح آپ صدیقی النسب ہیں۔

ہندوستان میں آمد آپ کے اجداد کی نویں پشت میں حضرت مولانا شاہ محمد عبدالوہاب صدیقی طائفی علیہ الرحمۃ میر قمرالدین خان آصف جاہ اول بانیٔ سلطنتِ آصفیہ کے زمانے میں آصف الدولہ صلابت جنگ کے ساتھ طائف شریف سے حیدرآباد دکن تشریف لائے اور مکہ مسجد نیز محکمہ امور مذہبی شرعی کے مناصب پر مامور ہوئے اور یہ منصب آپ کے خاندان کے اجداد میں برابر پانچ پشتوں یک حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کی حیات تک باقی رہا۔ پانچویں پشت کے جدکریم مولانا شاہ محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے زمانے میں آصف جاہ رابع میر فرخندہ علی خاں کا دور حکومت تھا کہ غرہ محرم الحرام ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ء کو پسرافتدار جنگ نے علانیہ تبرا کیا۔ علماء اہل سنت نے اس کے خلاف مکہ مسجد میں علم جہاد نصب کرکے سخت احتجاج کیا یہاں تک کہ بلوائے عام ہوگیا آصف جاہ خامس میر تہنیت علی خاں جو اس وقت ولی عہد تھے مصالح ملکی کی بنا پر علماء اہل سنت سے کبیدہ خاطر ہوکر بہت برافروختہ ہوئے اور اتنے زیادہ ناراض ہوئے کہ تمام علماء اہل سنت کو ان کے مناصب سے برطرف کرنے کے درپے ہوگئے مگر مدارالمہام بہادر کی حکمت عملی کام آئی۔ اور تبرا اعلانیہ کا سدباب ہوگیا۔ اہل سنت کے مطالبات تسلیم کئے گئے اور وہ ہر طرح مظفر و منصور رہے۔

فوری طور پر اگرچہ علماء اہلسنت کے خلاف کوئی تعرض نہ ہوا۔ پھر بھی عتاب حاکم برابر جاری رہا اور دھیرے دھیرے علماء اہل سنت کا استیصال ہوتا رہا اور وہ اپنے مناصب سے ہٹائے جاتے رہے۔ پھر ان کی جگہ خوشامدی حاکم وقت کے اشارۂ ابرو پر چلنے والے علماء سو نے رواج پایا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ نے حکومت اور حاکم وقت کے طرزِ عمل کا بخوبی اندازہ فرمالیا تھا اسی بنا پر اپنے بیٹے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحمن علیہ الرحمۃ اور اپنے پوتے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم علیہ الرحمۃ کو وصیت و نصیحت فرمائی کہ:

میرے فرزندو! اگرچہ خدا اور رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و انعام سے ہمارے خاندان کو جو مذہبی اقتدار اور اعزاز و وقار حاصل ہے اس بنا پر حکومت و حاکم وقت آج تک مجھ سے کوئی تعرض نہ کرسکے۔ لیکن اب اپنے خاندان کے کسی بھی فرد کو مملکت آصفیہ حیدرآباد میں کوئی بھی دینی مذہبی اور دنیاوی منصب نہیں قبول کرنا ہے اور بہتر تو یہ ہوگا کہ اس حکومت کی حدود سے ترک سکونت بھی اختیار کی جائے۔ اس لئے کہ دین و ایمان و اتباع سنت کی حفاظت دنیاوی عزت و فکر معاش سے زیادہ بہتر ہے۔

حسب وصیت و نصیحت ہر دو حضرات نے حضرت مولانا شاہ

محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حیدر مملکت آصفیہ سے ترک سکونت اختیار فرمائی اور علاقہ تاڑبن حیدر آباد میں سکونت اختیار فرمائی تاڑبن سکندر آباد کے پاس ایک علاقہ ہے جہاں برطانوی فوجی حکومت کا ہیڈکوارٹر تھا اور برطانوی ریذیڈنٹ کے قبضہ واختیار واقتدار میں تھا۔

یہاں سکونت اختیار کرنے کے بعد ذریعہ معاش کیلئے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے برطانوی مدراسی فوج میں میر منشی اور کوتوال کے عہدہ پر ملازمت اختیار کر لی۔ مدراسی فوج کے ساتھ جبلپور تشریف آوری۔ مدراسی فوج میں ملازمت اختیار فرمانے کے بعد جب یہ فوج حیدرآباد سے کامٹی آئی آپ بھی اس کے ہمراہ کامٹی آئے اور اواخر ۱۲۹۷ھ میں حضرت مولانا شاہ عبدالکریم اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن علیہم الرحمۃ کو اپنے ہمراہ لئے جبل پور تشریف فرمائے جبل پور آنے کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم کے علم وفضل و بزرگی وکمالات فیوض ظاہری وباطنی کا چرچا بڑھنے لگا دور دراز اور اطراف اکناف کے لوگ مسائل شرعیہ حل کرنے نقوش وتعویذ لینے۔ اور علاج کی غرض سے تجویز دوا کے لئے بھی کثرت سے آنے لگے اور حضرت مولانا کی ذات اقدس فوجی ملازمت میں ہوتے ہوئے بھی مرجع خلائق تھی۔

حضرت مولانا عبدالکریم سلسلۂ قادریہ میں حضرت دیلے شاہ محی الدین علیہ الرحمۃ رائے ویلوری سے بیعت تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت واجازت حاصل تھی

حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سفر حج وزیارت کو جاتے ہوئے ۱۲۸۲ھ میں براہ جبل پور گذرے اور مولانا عبدالکریم کے جبل پور میں موجود ہونے کی اطلاع کی بنا پر فوجی ہیڈکوارٹر صدر بازار میں تشریف فرما ہوئے اور چند دن جبلپور میں قیام فرمایا۔ اب یہاں کے فوجی ہیڈکوارٹر میں شریعت وطریقت اور علم وعمل کے آفتاب وماہتاب تھے۔ یعنی قرآن السعدین کے باعث خلق کا بے حد ہجوم ہونے لگا۔ جسے دیکھ کر مولانا صاحب کے پیرومرشد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور اپنی روانگی سے قبل چند نصائح وارشاد وہدایات کے ساتھ حضرت سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری نے ارشاد فرمایا کہ

- عبدالکریما بصد افسوس من می بینم کہ الماس در آب وگل مخلوط است۔ کے بود کہ ایں جوہر قیمتی از آب وگل بروں آید۔ یعنے اے عبدالکریم میں بہت افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ ہیرا کیچڑ میں لپٹا ہوا ہے کب ایسا ہوگا کہ اتنا قیمتی جوہر کیچڑ سے باہر آئے۔

حضرت مولانا صاحب کے پیرومرشد نے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے ارشاد فرمایا کہ ان کے قلب پر پیرومرشد کے ان الفاظ کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ادھر پیرومرشد نے جب ناگپور سفر کے لئے روانگی اختیار فرمائی حضرت مولانا نے اپنے پیرومرشد کو بادیدہ تر رخصت فرمایا اور مکان پبنچے پہنچے حضرت مولانا صاحب نے ترک ملازمت کا محکم اورمصمم ارادہ فرمالیا۔ اور ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے استعفیٰ پر افسران فوج نے چوں چند اس کی واپسی کا مشورہ دیا مگر جو ارادہ پیرومرشد کا اشارہ پاکر کیا گیا تھا۔ اس کی تکمیل کا پورا سامان فوری طور پر کر کے مراجعت وطن کا بھی ارادہ فرمالیا۔

شہر جبل پور کے سبھی مسلمان فوجی ٹھیکیداروں اور صدر بازار وشہر کے تمام خاص وعام عقیدت مندوں اور مریدوں نے مراجعت حیدرآباد کے ارادہ کو ترک فرمانے کی درخواست کی جس نے شرف قبول پایا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے خدمت دین ومذہب وخدمت خلق کے لئے جبل پور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ برآں میاں کی رسم بسم اللہ خوانی کے ساتھ آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اور مدرسہ ہربانیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ۱۳۱۵ھ کا واقعہ ہے۔

اساتذۂ کرام | جد امجد حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالاسلام شاہ محمد عبدالسلام۔ عم محترم حضرت مولانا قاری بشیر الدین۔ مولوی عبدالرحمٰن افغانی مولوی جلال میر پشاوری (جبل پور میں) بریلی شریف میں مولانا رحم الٰہی اور مولانا ظہور احمد (مدرس منظر اسلام) رحمہم اللہ

شروع کیا۔

۱۹۱۷ء مطابق ۱۳۳۵ھ سے حضرت برہان ملت نے دارالافتاء عیدالاسلام کی پورے طور پر ذمہ داری سنبھال لی۔

۲۶ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ جبلپور عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کو پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور عیدگاہ کلاں کے جلسۂ عام میں یہ ارشاد فرمایا۔

"مولانا عیدالاسلام۔ برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں:

اس ارشاد عالی کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے حضرت برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت مبارک دعاؤں کے ساتھ باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا رب العزت تبارک وتعالیٰ میری روحانی ولد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین والملۃ اور برہان السنۃ بنائے اور حضرت عیدالاسلام کے ظل رحمت وعاطفت کے تحت دین متین وشرع مبین کی خدمت وحمایت پر ثابت قدم رکھے میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا۔ مگر حسن اتفاق کہ جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان موقعہ مل گیا۔ جبل پور میں ہی اسی موقعہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے دستار فضیلت وسند اجازت کے ساتھ تحریری سند خلافت سے بھی نوازا یہ عربی سند ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء عرب وعجم کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت نے الاجازۃ المتینہ میں اپنے دست مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

یا ولدی وبود کبدی وقرۃ عینی وعزۃ زینی ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قامع الرذائل مولٰنا۔ المولوی عبدالسلام وقد لقبتہ عید الاسلام جعلک اللہ کاسمک برھان الحق المبین وناصر الدین المبین وکاسر رؤس المفسدین۔ آمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ، فی جبل پور بخطہٖ

خطبات استقبالیہ وصدارت | آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء برہان پور رجب ۱۳۷۷ھ، آل برار سنی کانفرنس کارنجہ اکولہ برار شعبان ۱۳۷۷ھ، جماعت رضائے مصطفےٰ بھروچ شوال ۹۷ء ۲۳ھ ۱۹۵۹ء، چھتیس گڑھ مسلم کنونشن (مسلم متحدہ محاذ) جمادی الاول ۱۳۸۰ھ، یوم ولادت امام احمد رضا ناگ پور شوال ۱۳۸۱ھ بہار صوبائی سنی کانفرنس سیوان چھپرہ صفر ۱۳۷۸ھ ۱۹۹۸

تصنیفات | البرھان الجلی فیما یجوز بہ تقبیل اماکن الصلحاء، درۃ العنکر فی المسائل الصیام والفطر، قیامت کبریٰ گولا باری بر گنبد خضرا، اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین۔ سوافل وہابیت کی تصویر، چھپے تھانوی کے پرخچے؛ روح الوردہ لنفخ فی سوالات بردہ، اسلام اور ولایتی کپڑا، چار فقہی فتوے، المسلک الاظہر فی تحقیق آزر، فقہ الاھلال شہادات رویۃ الھلال، المعجزۃ العظمےٰ المحمدیہ، تعلیم الاسلام فی تمیز الاحکام، اکرام امام احمد رضا، صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات، حیات اعلیٰ حضرت کا ایک ورق، سوانح امام دین مجدد مائۃ حاضرہ، اکرامات مجدد اعظم، نیز جلال مجدد اعظم، حالات ارتقاء عیدالاسلام،

زبدۃ الاصفیا صدر الشریعۃ مولانا امجد علی (رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ) ان تمام رسائل کے نام تاریخی ہیں: پچھلے سات رسائل غیر مطبوعہ ہیں بقیہ سب مطبوعہ ہیں نیز ان کے علاوہ صدہا چھوٹے بڑے رسائل وقتی حالات کے مطابق دینی ومذہبی وسیاسی شائع ہو چکے ہیں۔

ان رسائل کے علاوہ۔ المواہب الربانیہ بالفتاویٰ السلامیہ والبرھانیہ مع ۱۹ جلدوں پر مشتمل جس کے قریب ساڑھے

مذہبی ضرورت کے پیش نظر فرمائے ان کی ایک طویل فہرست ہے ان کی تفصیل واحاطہ جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ سیر وسوانح حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ کی ترتیب وتدوین میں ان کا اجمالی ذکر کیا جا سکے گا۔

آخر ایام ووصال

حضرت سرکار برہان الملت علیہ الرحمۃ والرضوان پر پہلی بار ۱۹۷۰ء میں دل کا دورہ پڑا تھا بفضلہ تبارک وتعالےٰ حضور چند روز کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ مگر عمر شریف کے تقاضے نیز چند در چند عوارض لاحقہ کے باعث اکثر صحت خراب رہتی۔ پھر بھی دارالافتاء کی ذمہ داریاں پوری فرماتے ہوئے خدمت دین ومذہب و ترویج واستحکام مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے لئے وہ ہمیشہ ہمہ تن مصروف رہے۔ اور باوجود پیرانہ سالی اور انتہائی ضعف ونقاہت کے ہوتے ہوئے دور دراز علاقوں کے طویل سفر بھی آپ نے فرمائے۔

حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو ٹونک (راجستھان) کے حادثہ فاجعہ کے بعد مسلسل چند سال عرس رضوی عید الاسلامی کے موقعہ پر جبلپور تشریف نہ لا سکے پھر غلامان رضوی سلامی کی خوش نصیبی کہ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند جبل پور تشریف فرما ہوئے اور قریب ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا۔ اسی دوران قیام میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفا وصحت کے امید افزا آثار نمایاں ہوتے اور سرکار مفتی اعظم ہند نے جبلپور سے ناگ پور، بھنڈ، منڈلا، گوندیا، بالا گھاٹ، کٹنی جبلپور، دموہ، ساگر، ٹیکم گڑھ، مھولی، کھتولا بازار، سیہورہ، کٹنی وغیرہ کے بھی سفر فرمائے۔

ان اسفار سے واپسی کے بعد غلامان رضوی، نوری سلامی، برہانی نے سرکار آل الرحمٰن حضرت مفتیٔ اعظم ہند سرکار برہان الملت مفتی اعظم مدھیہ پردیش کا جشن صحت بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ۱۳، ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۷۹ء کو منڈی مدار ٹیکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دوروزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس میں جلسہ گاہ میں مخصوص نشست

ہردو مفتی اعظم کے پیچھے جلی حرفوں میں یہ شعر تحریر کر کے آویزاں کیا گیا تھا۔

آل الرحمٰن۔ برہان الحق، شرق پہ برق گرانے یہ بھی

نمایاں طور پر تحریر اس شعر کے پڑھنے کے بعد ان ہردو اکابرین اہلسنت وجماعت کے مقام یگانگت ومحبت اللہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی ان پر توجہات خصوصی کے ساتھ انعامات واکرامات کے تمام تصورات ایک ایک کر کے عقیدت مندوں کی نگاہوں میں ابھر کر سامنے آتے رہے۔

جشن صحت کے دوسرے دن کے جلسے کے موقع پر لطفی حسن رضوی بمبئی والوں نے ایک قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع تھا

؎ یا الٰہی تیرے فضل کے سائے میں مفتیٔ اعظم دین وملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا پیر طریقت سلامت رہے

ابھی رضوی صاحب نے یہ مطلع پڑھا ہی تھا اور اس کی تکرار کرتے ہوئے دوسرے مصرع کو جب انھوں نے پھر پڑھا تو حضرت مفتی اعظم ہند جو تکیے سے سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے یکایک فرط مسرت اور جوش محبت میں، سیدھے بیٹھتے ہوئے اور قدرے اٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس طرح سے پڑھئے۔

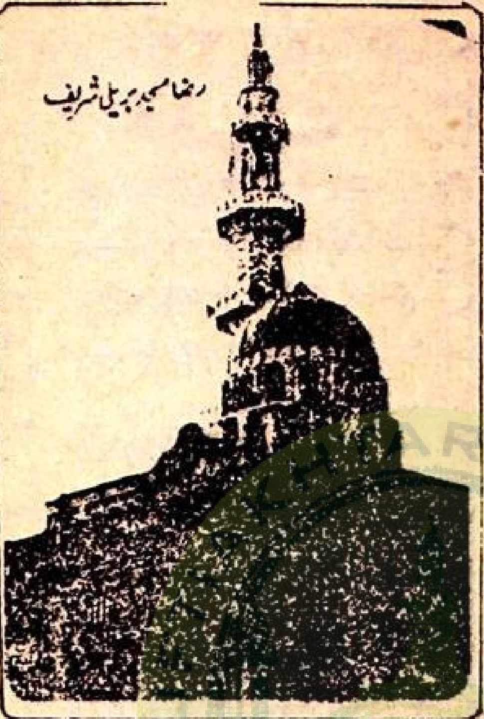
؎ میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے۔

لفظ "برہان ملت" حضرت مفتیٔ اعظم ہند نے اس قدر فرط محبت کے ساتھ اور حضرت برہان ملت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے کہ کچھ لوگوں کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسوؤں کے موتی جھلملاتے نظر آنے لگے مگر کچھ لوگ کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اسی وقت اندازہ کر لیا کہ اللہ کے ایک ولی، وقت کے غوث حضور سیدنا مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان الملت کیلئے درازیٔ عمر کی دعا فرمائی ہے اور یہ بشارت بھی دیدی ہے کہ میرے بعد دنیائے سنیت حضرت برہان الملت کے فیوض وبرکات سے مستفیض وفائز المرام ہوتی رہے گی۔

حضرت برہان الملت خق آ گاہ و معرفت حضرت مفتی اعظم
کے برجستہ عارفانہ ارشاد عالی پر کبیدہ خاطر اور غمگین نظر
سنے۔ مگر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور جو ارشاد فرمانا تھا
ناد فرمایا جا چکا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا سنا اور جانا کہ دنیائے
ھنے کے لئے وہ وقت آ ہی گیا جبکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ
الرحمۃ والرضوان کا ارشاد پورا ہو کر رہا ہے ؎
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر، میرا برہان ملت
سلامت رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے جشن صحت کو ابھی
سال بھی پورے ہونے کو نہ آئے تھے کہ ۱۴ محرم الحرام
۱۴۰۲ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی مصرع کے دو رے
جس طرح سرکار مفتی اعظم ہند نے دعائیہ انداز میں
فرمایا تھا کہ میرا برہان ملت سلامت رہے۔ کے عین
لی سرکار برہان الملت صحت و سلامتی کے ساتھ اسی
خدمت دین و مذہب و مسلک فرماتے رہے جس طرح
ر سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ کا اصل
ل تھا۔ حضور سرکار مفتی اعظم ہند و سرکار مفتی اعظم
پ پردیش کی حیات ظاہری و باطنی میں کچھ ایسی مماثلتیں
جاتی ہیں کہ ان واقعات پر حیرت ہوتی ہے۔ ولادت
، استاذ و مرشد کا کرم، والد ماجد اور پدر روحانی کی
م و عنایات کے ساتھ ہر دو اکابرین عظام کی حیات میں
یگانگت رہی ہے جس کا تذکرہ اکثر و بیشتر حضرت سرکار
الملت کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے وقت ہوتا۔
یگانگت و مماثلت کا تذکرہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے ایک صحیفۂ گرامی میں
ا ہے۔

سنیچر ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو بعد نماز مغرب سرکار برہان
ت علیہ الرحمۃ پر چودہ سال کے بعد دل کا سخت دورہ
بارہویں دن صبح ہی سے حالت زیادہ خراب ہونے لگی
دگان عالی وقار مولانا محمد محمود احمد و مولانا محمد حامد
رادر نبیرگان حضرت مولوی محمد شاہد رضا و فیضان الحق



و رضوان الحق صاحبان اور گھر کے تمام اعزہ و اقارب
انتہائی پریشانی و سراسیمگی کی حالت میں نظر آنے لگے۔
ڈاکٹروں کی ٹیم صبح ہی سے معالجہ کے لئے ہمہ تن مصروف
رہی مگر سہ پہر ظہر کے بعد سے ناامیدیاں اور مایوسیاں
بڑھتی ہی رہیں۔

شہزادۂ معظم حضرت مولانا محمد محمود احمد صاحب نے
حکم فرمایا کہ حضرت کے حضور حاضر ہو کر یٰسین شریف
کی تلاوت کرو۔ حسب حکم یٰسین شریف کی تلاوت کی
گئی پھر نماز عصر کے بعد بھی یٰسین شریف کی تلاوت
کی گئی۔

مولانا حامد میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد فرمودہ دعا و درد
جس کی حضرت برہان الملت کو اعلیٰ حضرت نے اجازت
مرحمت فرمائی تھی پڑھنے اور اذان پڑھنے کا حکم فرمایا
اعلیٰ حضرت کی وہ ارشاد فرمودہ دعا جسے حضرت برہان

قطعات

پیکرِ شریعت ہیں مظہرِ طریقت ہیں
میرے پیر و مرشد کی شان ہی نرالی ہے
نجدیت کے طوفاں میں گھِر گئی تھی جو کشتی
علم کے سمندر میں ڈوب کے نکالی ہے

●

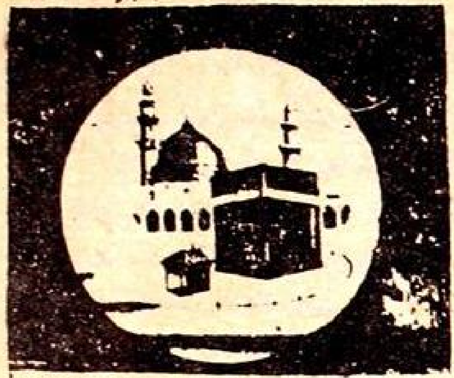
وہی ابنِ ولی مفتیِ اعظم آپ کو آقا
نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں ہر سو اشکبار اپنی
شبیہِ غوث جسکو دیکھتے ہی یاد آتی تھی
وہی صورت دکھا دیجئے ہمیں پھر ایکبار اپنی

شاعرِ اسلام تمس مصطفوی

سنت بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب تین بار۔ اول آخر درود شریف کے ساتھ التزاماً ورد فرماتے ہیں۔

ءَ اُذْکُرُ حَاجَتِیْ اَمْ قَدْ کَفَانِیْ
حَیَآءُکَ اَنَّ شِیْمَتَکَ الْحَیَاءُ
کَرِیْمٌ لَا تُغَیِّرُہٗ ذُنُوْبٌ
عَنِ الْخُلُقِ الْکَرِیْمِ وَلَا الْجَفَاءُ
رَسُوْلُ اللہِ فَضْلُکَ لَیْسَ یُحْصٰی
وَلَیْسَ لِجُوْدِکَ الْتَّمِیْ انْتِھَاءُ
فَاِنْ اَکُ مِتَادُنْیَا وَخِزْیِیْ
فَلَیْسَ الْبَحْرُ تَنْقُصُہٗ اَبَدَ لَاءٌ
اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا حَبِیْبَ اللہِ، اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا نَبِیَّ اللہِ، اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللہِ، اَغِثْنِیْ

یہ دعا جب حضرت قبلہ کے سامنے پڑھی گئی تو دیکھا گیا



حضرت علیہ الرحمۃ بھی اس کا برابر ورد فرماتے اور اسی طرح اذان کے الفاظ بھی برابر دہراتے نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا نماز مغرب کے بعد پھر اذان پڑھی گئی اور ورد مذکور کیا گیا حضرت نے اس وقت بھی ورد فرمایا اور اذان کے الفاظ بھی دہرائے پھر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کی گئی۔

ابھی سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ سرکار برہان الملت نے جان عزیز ذکر کے ساتھ جان آفریں کے سپرد فرماتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

ادھر آستانۂ عالیہ کے باہر موجود تمام عقیدت مندوں کو حضرت کے وصال کی خبر دی گئی کہ آج ۲۷، ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰، دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمعہ شام سوا چھ بجے حضور سرکار برہان الملت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

۲۲، دسمبر ۱۹۸۴ء کو صبح ساڑھے نو بجے حضرت کے جسد اطہر کو آستانہ عالیہ سے ان کی ابدی آرام گاہ کی طرف لیجانے کے لئے قریب ڈیڑھ لاکھ ہر مذہب و قوم و سماج کے لوگوں کے مجمع نے ڈھائی گھنٹے میں وہ مختصر راہ طے کی جو صرف آدھا گھنٹہ کی ہے سوا بارہ بجے عیدگاہ کلاں رانی تال میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت محمود الملت مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ اور پھر تدفین عمل میں آئی۔

کلام امام

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اسکی ہوتی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتلاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ اللعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

اللہ اللہ یہ علو خاص عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

آل الرحمن برہان حق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

امام احمد رضا

الٰہی نگہدار برہان حق
بود وانما از وے اعلان حق

بزرگوں کی یاد تازہ کرنا ان کے کارناموں اور تعلیمات کو اجاگر کرنا ہمارا نصب العین ہے

برہان ملت نمبر

عقیدت و محبت کا پرخلوص نذرانہ

برہان الملت والدین حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد برہان الحق رضوی سلامی قدس سرہ

کرم کی بھیک ملتی ہے کریموں کے گھرانے سے
نبی کے جانشینوں کے مقدس آستانے سے

خادمانِ ادارہ سنی دنیا بریلی شریف

محمد شہاب الدین رضوی اختری، محمد اختر رضا بستوی رضوی، محمد شعیب خاں بریلوی

برہان ملت ایک منفرد شخصیت

حضرت مولانا حبیب رضا خاں نوری

پیکر علم و عمل، نیک سیرت، پاکیزہ صورت، خلیفۂ اعلیحضرت حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو بارہا قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ عرس اعلیحضرت علیہ الرحمہ والرضوان میں حضرت تشریف لاتے تھے۔ فقیر نے جو باتیں ان کی سیرت میں نوٹ کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

علمیت، عزت، دولت، وجاہت کا وافر حصہ قدرت نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ اسکے باوجود کبر و نخوت سے ان کو دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اپنے چھوٹوں سے بھی نہایت تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے۔ نہایت رقیق القلب تھے۔ دوران تقریر اپنے پیر طریقت حضور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت علیہ الرحمہ والرضوان کا تذکرہ کرتے تو اکثر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ آواز پر گریہ کا اثر ہو جاتا تھا۔ اس سے اگر قلب کی رقت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری جانب اپنے شیخ سے قلبی تعلق بھی ظاہر ہوتا ہے۔ تمام خاندان اعلیٰ حضرت سے خصوصاً حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سے نہایت محبت کا تعلق رہا۔ حضرت بھی ان سے نہایت محبت فرماتے تھے۔ یہ دوستی اور محبت ان دونوں بزرگوں میں زمانہ طالب علمی سے ہی تھی۔ اسی لئے حضور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الاستمداد میں دونوں صاحبوں کا ذکر ایک ہی شعر میں کیا ہے۔ ؎

آل الرحمٰن برہان الحق ــــــــ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

اگلا شمارہ

ماہنامہ سنی دنیا آپ کا اپنا محبوب ترین جریدہ ہے۔ کچھ اہم امور اور علمی کاموں کی وجہ سے اگلا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔ ہم کو معلوم ہے کہ آپ اپنے محبوب جریدہ کا ضرور انتظار کریں گے۔ مگر یہ قدم ان امور کی تکمیل کے لئے اٹھانا پڑا۔ انشاء اللہ اس سے اگلا شمارہ اپنی تمام تر جلوہ بارکرنوں سے مزین ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ (ادارہ)

حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ کا

ایک مکتوب

مولینا عبدالسلام جبلپوری علیہ الرحمۃ کی تعزیت پر

(بنام برہان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ)

۹۲ / جمادی الآخرہ ۱۳۷۱ھ یکم مارچ ۱۹۵۲ء حضرت گرامی منزلت دامت فضائلہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

خبر ارتحال حضرت عبدالسلام موجب اندوہ وملال نے سخت صدمہ پہونچایا۔ فانّ للہ وانّا الیہ راجعون

ان کا انتقال پُر ملال دنیائے سنیت کے لئے ایک سخت ترین صدمہ کا موجب ہے۔ اور یہ خلا جوان کے انتقال سے ہوگیا ہے۔ بہ ظاہر اس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی۔ ویسے اللہ قادر قدیر مقتدر عز جلالہ کے کرم سے ضرور امید ہے کہ وہ آپ کو ان کا ایسا جانشین فرما دے کہ آپ ان کے جمیع فیوض وبرکات بلکہ ان سے زائد کے حامل ہوں اور اہل سنت کو آپ سے یہ نسبت حضرت مذکور ومغفور بہت زائد فیض پہونچے۔ میری دلی آرزو یہی ہے میں اسی کی دعا کرتا ہوں۔

بے شک مولیٰ عزوجل ہی کا ہے جو اس نے لیا ہے اور جو عطا فرمایا اور ہم سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

آج وہ کل ہماری باری ہے۔ صبر موجب اجر ہے۔ اور صابروں کو عظیم بشارت ہے۔ معیت حق ہے۔

اِنَّ اللّٰہ مع الصّابرین ہ

ہر شئ کی ایک اجل اس کے یہاں مقرر ہے جس سے ایک پل کا آگا پیچھا ناممکن ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ کا یہ سایۂ رحمت وفیض وبرکت سنیوں کے سر سے اٹھ جانا عظیم ترین مصیبت ہے۔ آپ کو تلقین صبر کیا کیجئے اور اہل سنت کو میری جانب سے بھی تلقین صبر فرمائے۔ یہ خبر وحشت اثر گونڈل میں حاجی آدم حاجی جمال صاحب کے یہاں سے معلوم ہوئی تھی۔ ان کے نام آپ کا تار پہونچا تھا وہ لے کر آئے تھے اسی دن میں نے تعزیت کا تار گونڈل سے دلوایا تھا۔ جس کا آپ کے اس گرامی نامہ بنام سیٹھ عبد الکریم صاحب میں کوئی ذکر نہیں۔ ایک خط جناب شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب زیدت فضائلہٗ نے ایک تعزیت نامہ لکھ دیا تھا جس میں میری حاضری عرس چہلم شریف کے متعلق تحریر کر دیا تھا۔ میرا خود ارادہ تھا کہ آپ کے پہلے خط کا جواب حاضر کروں، وہ لکھنے نہ پایا تھا کہ سخت اندوہ ناک خبر معلوم ہوئی جس نے قلب و دماغ پر بہت سخت گہرا اثر ڈالا۔ اپنے ہاتھ سے بھی محض تعزیت نامہ لکھنے کا ارادہ تھا، مگر میں بعض عوارض میں شدید مبتلا ہوا، اور میری جو حالت رہی سیٹھ عبد الکریم صاحب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آج تک مکان کو بھی خط نہ لکھ سکا۔ میرا خیال تھا کہ اس سفر سے واپس ہو کر براہ راست جبلپور برائے تعزیت حاضر ہوؤں گا۔ جبل پور کو تابع نہ کروں گا۔ مگر یہاں سے اب تک واپسی نہ ہو سکی۔ ادھر بمبئی کے تار خط اور زبانی پیغام برابر موصول ہو رہے ہیں۔ پھر جے پور کا عرس (جو میں نے ہی مقرر کیا) اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کا جو ۱۲ جمادی الآخر کو ہو گا اسے ختم کر کے بمبئی پہونچو، بمبئی پہونچنا اس لئے اشد ضروری ہے، یوں نہایت اہم ہے، میں حیران وپریشان ہوں کیا کروں۔ ایسا ہوا تو میں بمبئی پہونچ کر اپنی تاریخ روانگی جبل پور از بمبئی مطلع کروں گا۔

چہلم شریف سے تاریخ مقرر سے آگے ہٹانے کی ضرورت انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگی۔ مجھے تو جناب مرحوم ومغفور زاہد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال پر ملال ہی پر حاضر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر حالات ایسے تھے کہ میں اس خیال کو پورا نہ کر سکا۔ میری کوتاہیاں اگرچہ لائق معافی نہ ہوں، مگر آپ کی عنایت، آپ کے کرم سے امید ہے کہ آپ معاف فرما دیں گے

والسلام

مصطفٰے رضا قادری غفرلہٗ

از دھوراجی۔

(بشکریہ دامن مصطفٰے بریلی)

دنیائے سنیت مفتی وقار الدین رضوی سے محروم ہو گئی

(شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی)

الٰہی یہ کیا ہوا ــــــ ابھی اہل سنت کی مقتدر شخصیتوں کے انتقال سے دنیا خاموش بھی نہ ہونے پائی تھی، ماتم کناں تھی کہ اچانک ۲۶ ستمبر ۱۹۹۲ء کو وقار سنیت، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین رضوی (شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی) اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ ــــــ پاکستان میں اہل سنت کی صحیح ترجمانی کرنے والا، یادگار سلف و خلف ــــــ جزئیات فقہ پر جو ان کو عبور حاصل تھا اس زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی ــــــ علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں آپ کو جو عدیم النظیر مہارت حاصل تھی، اس میں کسی کو کلام نہیں ــــــ وہ جامع فضائل و کمالات تھے۔ حق پسند تھے اور حق گو بھی ــــــ امین تھے اور مخلص بھی ــــــ عابد تھے اور زاہد بھی ــــــ باوقار تھے اور باغیرت بھی ــــــ وہ نفس کے اشاروں پر نہیں چلتے، وہی کہتے جو ان کا ضمیر پکارتا ــــــ درود و سلام کی ڈالیاں نچھاور ہیں ان کے مرقد اقدس پر۔

حضرت مفتی وقار الدین قادری، رضوی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے خلیفہ و تلمیذ تھے۔ پیلی بھیت میں پیدا ہوئے، جید علماء و اکابرین ملت سے استفادہ کیا ــــــ دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں برسوں علوم و معارف کے گہر آبدار لٹاتے رہے ــــــ شمع منور سے پروانے فیضیاب ہوتے رہے ــــــ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے گئے اور اپنا مستقل مستقر کراچی بنا لیا ــــــ دار العلوم امجدیہ کراچی کی بلند و بالا درس گاہ میں نائب شیخ الحدیث اور شیخ الحدیث کے اعلیٰ عہدہ پر فائز المرام رہے ــــــ تشنۂ علوم قرآنیہ کو سیراب کرتے رہے ــــــ روحانی فرزندوں کی ایک لمبی قطار ہے، جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا۔ حضرت کے دولتکدے پر ایصال ثواب کی محفل بھی منعقد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان، تلامذہ اور متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ــــــ (آمین)

غمزدہ:ــــ محمد شہاب الدین رضوی اختری، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

کیا عظیم رشتہ ہے؟

حضور مفتی اعظم اور برہان ملت بحیثیت رفیق خاص

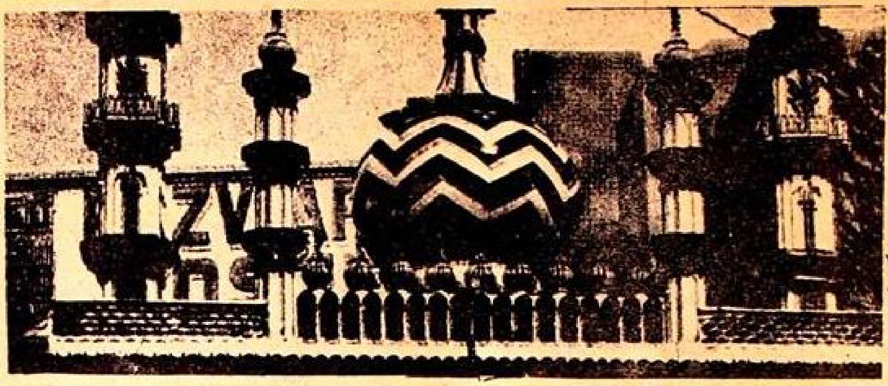
مولانا محمد شمشاد حسین رضوی۔ بدایوں

اس وقت کی بات ہے جب میں جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں زیر تعلیم تھا۔ بنارس کے سب سے بڑا میدان "بنیا باغ" میں تنظیم اہل سنت کی جانب سے سہ روزہ آل انڈیا امام احمد رضا کانفرنس ہوئی تھی۔ اور اس میں ملک کے گوشے گوشے سے علماء، ادباء، خطباء اور شعراء حضرات شریک ہوتے تھے۔ مگر ان میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں نام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کا تھا۔ موقع کی نزاکت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اہل جامعہ نے ختم بخاری شریف کا جلسہ بھی رکھا۔ فارغین علماء جن میں یہ ناچیز بھی تھا۔ ہم بخاری شریف لے کر جامعہ کے وسیع ہال میں جمع ہو گئے۔ حضرت برہان ملت تشریف لائے۔ اور ختم بخاری شریف کرایا۔ یہ منظر کس قدر دیدہ زیب اور جاذب نظر تھا۔ کہ اس کو الفاظ کا روپ نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اس کو محسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ اکبر! آپ کی کیا شان تھی۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وقت کے عظیم مفکر اور مدبر، فقیہ اجل، متکلم اجل حضرت قاضی شمس الدین صاحب جعفری جونپوری، مصنف قانونِ شریعت آپ کے سامنے دو زانوں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت برہان ملت نور کا چہرہ اور پھول کا بدن رکھتے تھے۔ دست مبارک اس قدر نرم اور ملائم تھا کہ دست بوسی کے وقت آنکھوں میں نور اور دل میں سرور محسوس ہوتا تھا۔ اسی دن رات میں آل انڈیا امام احمد رضا کانفرنس کے اسٹیج پر سے آپ نے قوم سے خطاب فرمایا۔ یہ خطاب کوئی لمبی چوڑی تقریر نہ تھی اور نہ ہی زور خطابت آپ آزما رہے تھے بلکہ آپ امام احمد رضا اور ان کی صحبت کے بارے میں فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیا بتاؤں۔؟ امام احمد رضا کیا تھے۔؟ اور ان کی علمی شان و شوکت کیا تھی۔؟ میں وہ بیان کر رہا ہوں۔ ان کی جو مہربانیاں مجھ پر تھیں۔ یعنی مدتوں اعلیٰحضرت

کی بارگاہ میں رہا اور ان سے علم و فن، شعور و ادراک ـ اور فقاہت و بصیرت حاصل کی میں نے ایک نعت جو فارسی زبان میں تھی اور میری ہی کاوش تھی ـ حضرت کی بارگاہ میں پڑھی ـ تو آپ اتنا خوش ہوئے کہ اپنا جبہ اور عمامہ جو آپ زیب تن فرمائے ہوئے تھے فوراً عنایت فرمادیا ـ اور آپ نے ارشاد فرمایا ـ اے برہان ـ ! تم میرے روحانی فرزند ہو ـ اور مصطفیٰ رضا ہمارا حقیقی فرزند ہے ـ پھر حضرت برہان ملت نے مزید فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت ہی کے عطا کردہ جبہ و دستار میں آپ کے سامنے حاضر ہوں ـ بس مت پوچھئے کہ سارے سامعین کی نگاہ آپ کی طرف مرکوز ہوگئی ـ اور مجھ پر عجیب سا سناٹا چھا گیا ـ ایک کیف و سرور کا عالم تھا جو عوام پر طاری تھا ـ بعد صلوٰۃ و سلام حضرت کی دست بوسی کے لئے لوگ قطار در قطار کھڑے ہوگئے ـ کسی نے حضرت برہان ملت کی دست بوسی کی ـ اور کسی نے حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے جبہّ و دستار سے اکتساب فیض کیا ـ حضرت برہان ملت چونکہ صاحب قدر تھے ـ وہ اس عطا کردہ جبہ و دستار کی اہمیت کو جانتے تھے ـ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبہ و دستا میرے نزدیک اس قدر اہمیت رکھتا ہے ـ میں اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں ـ یہ میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے ـ اس سے مجھے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے ـ

اور میں نے یہ وصیت کی ہے کہ اس جبہ و دستار کو میرے ساتھ میری قبر میں رکھ دیا جائے انعام بہر حال انعام ہے ـ انعام میں لعل و گوہر دیئے جائیں ـ یا جواہرات، جبہ و دستار دیئے جائیں یا کوئی اور چیز اس کی قدر صاحب علم و فن ہی جانتے ہیں ـ یہ انعام کس نے عطا کیا تھا ـ کسی ایسے ویسے نے نہیں بلکہ امام علم و فن نے، امام عشق و ادب نے ـ یہ انعام اس ذات گرامی نے عطا کیا تھا جو ہر فن مولیٰ تھا، بے نظیر و بے مثال تھا ـ جن کی نگاہ کیمیا اثر میں ایسی کشش تھی کہ لوگ ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے تھے اور نیاز مندانہ انداز میں ان کے سامنے حاضر ہوتے کیا اس بات کی گنجائش نکل سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے یہ انعام ایسے شخص کو دیا ہوگا جو اس کا مستحق نہیں ـ نہیں ہر گز نہیں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ـ

حضرت برہان ملت کی زندگی اور ان کے کارناموں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اس انعام کے مستحق تھے ـ علم و فن شعور و ادراک اور فہم و فراست میں کمال رکھتے تھے ـ دقت نظر، فکر و تدبر، باریک بینی اور دور رس ذہانت کے مالک تھے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کو دار القضا میں اہم عہدہ پر فائز فرمادیا ـ حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں ـ



خانقاہ رضویہ کا صدر دروازہ کی ایک جھلک

"پھر ایک وقت وہ آیا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کی ضرورت محسوس فرمائی کہ پورے ملک کے لئے ایک دار القضا قائم کیا جائے تو چونکہ قاضی کے لئے کافی تربیت تفقہ اور تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس اعتبار سے حاضرین دربار رضوی میں سب سے زیادہ فائق حضرت صدر الشریعہ تھے اس لئے انہیں قاضی بنایا اور حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت برہان ملت جبلپوری کو مفتی دار القضاء کے منصب پر فائز فرمایا"

(ماہنامہ حجاز جون ۹۲ء ص۲۳)

یہ دار القضاء صرف بریلی کا نہ تھا اور نہ ہی کسی ایک خطہ یا علاقہ کا تھا۔ بلکہ پورے متحدہ ہندوستان کا تھا۔ اس میں ایسا مفتی ہونا چاہئے جو نہایت ہی تجربہ کار، صاحب بصیرت اور گہری فقاہت والا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ان میں تنقیدی شعور کی پختگی، اور اہل زمانہ کا مزاج شناس ہونا چاہئے۔ حضرت برہان ملت اور حضور مفتی اعظم ہند دونوں میں یہ خصوصیات بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں۔ اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نے برہان ملت اور حضور مفتی اعظم کے درمیان جس رشتہ کی تبیین فرمائی ہے وہ رشتہ اس قدر عظیم اور مضبوط ہے کہ تا قیامت برقرار رہے گا۔ اور اس رشتہ کو صرف برادرانہ تعلق پر محمول نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس سے اور بھی پہلو نکل سکتے ہیں۔ علم وفن، عشق ومحبت اور علمی قابلیت و بصیرت کے درمیان مساوات، مرتبہ ومنصب کے مابین تماثل۔ اس طرح ایک کو دوسرے کے قریب کر دینا اور ایک کو دوسرے کے دل کی دھڑکن کو محسوس کرا دینا یہ کسی کی نگاہ کا اعجاز ہی ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جب اپنے شاگردوں کا تذکرہ کیا تو اس میں بھی امام احمد رضا نے حضرت برہان ملت اور حضور مفتی اعظم کو ایک ہی زمرے میں بیان کیا ہے۔ اور ایک ہی وصف سے دونوں کو متصف فرمایا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

آل الرحمٰن و برہان الحق

شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آل الرحمٰن حضور مفتیٔ اعظم اور برہان الحق سے مراد برہان ملت ہیں۔ یہ دونوں شرق پہ برق گراتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ امام احمد رضا نے اپنے دیگر شاگردوں کا تذکرہ الگ الگ شعروں میں کیا ہے اور ہر شاگرد ایک دوسرے سے الگ دکھائی دیتے ہیں۔ مگر جب برہان ملت کی باری آئی تو امام احمد رضا نے ان کا تذکرہ ایک شعر میں نہیں بلکہ ایک مصرعہ میں حضور مفتیٔ اعظم کے ساتھ کیا ہے۔ یہ قربت انتہائی قربت ہے۔ اس کا لحاظ حضرت برہان ملت نے بھی کیا اور مفتیٔ اعظم نے بھی۔ حضرت مفتیٔ اعظم کیا تھے۔؟ اللہ کے ولی کامل، عارف باللہ اور گوناگوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علم وفن شعور و ادراک میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ زہد وورع، تقویٰ وپرہیزگاری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ مقام عزیمت آپ کا بہت زیادہ بلند تھا۔ ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ مجدد ابن مجدد، عالم ابن عالم، فاضل ابن فاضل تھے۔ زمانے نے آپ کے در سے اکتساب فیض کیا۔ وہ کون ہے۔؟ جو آپ سے فیضیاب نہ ہوا۔ مفتیٔ اعظم کیا چلے گئے کہ نسیم سحر سوگوار ہے، زمانہ ماتم کناں ہے۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے حضرت برہان ملت کے دل پر کیا گزرا، کن غموں سے وہ دوچار ہوئے اس کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"حضور مفتیٔ اعظم ہند شاہزادہ اعلیحضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وارضاہ عنا کے وصال پر ملال اور دائمی داغ مفارقت نے دل بے قرار اور دماغ وطبیعت کے انتشار کو فقیر کے سارے حالات پر ایسا مسلط کر دیا ہے کہ جس وقت حضرت اقدس کا خیال آتا ہے۔ آہ کیسا تھ آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

دل کا بے قرار ہونا، اضطرابی حالات سے دوچار ہونا، دماغ وطبیعت کا انتشار و اضمحلال اور آنکھوں کا اشکبار ہونا بلا وجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ اتفاقیہ ہے۔ بلکہ اس کے پس منظر درد و الم، کرب و تڑپ اور غم و الم کی ایسی کربناک کہانی ہے جو کسی کے رخصت ہونے پر کسی انسانی طبیعت کو فطرتاً لاحق ہوتی ہے۔ مفتیٔ اعظم کے وصال سے آپ کی طبیعت کچھ اسی ماحول سے دوچار تھی۔ اور کیوں نہ ہو۔؟ کہ وہ آپ کو چاہتے تھے۔ اور آپ انھیں چاہتے تھے۔ غرض کہ چاہنے کی آگ دونوں طرف لگی ہوئی تھی۔ عشق کی تڑپ ادھر بھی تھی اور ادھر بھی۔ خود برہان ملت فرماتے ہیں۔

"حضرت اقدس علیہ الرحمہ کے خادم آستاں، برہان پر جو کرامات اور احسانات کا فیض جاری رہا ہے اور اعلیٰ حضرت امام

اہل سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام آستاں کو حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے برابر ہمیشہ فیوض وبرکات سے نوازا ہے۔"

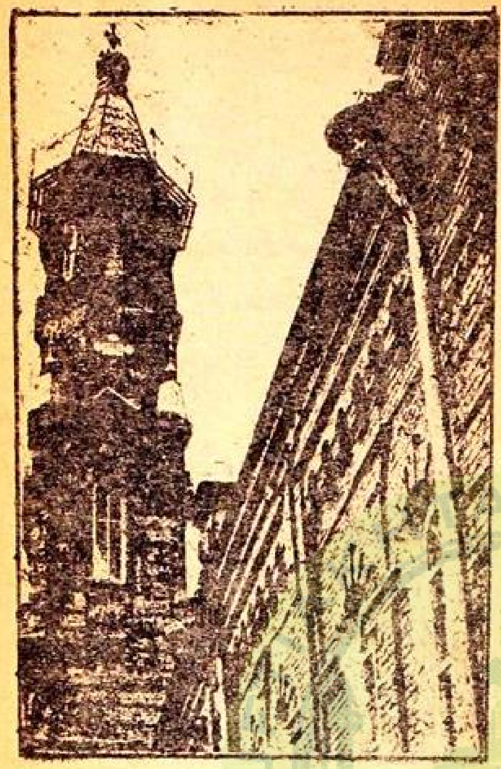
(مفتی اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ، مئی ۱۹۸۳ء)

"حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے مجھ فقیر کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا۔ اس بناء پر کہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خادم کو روحانی بیٹا فرمایا۔ میں نے جو زمانہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور تعلیم علوم دین اور اکتساب فیوض وبرکات ظاہری وباطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا۔ اس زمانے میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے میرا تعلق سگے بھائیوں جیسا رہا۔ اور وہی نعمت وصال تک قائم رہی۔"

(مفتی اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

"میں بریلی شریف میں پانچ یا ساڑھے پانچ ماہ رہتا پھر جبل پور آجاتا اس طرح میں نے چار سال حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں گزارے اور علوم دینی ظاہری وباطنی اور فیوض روحانی کے ساتھ برکات وسعادات مبارکہ سے مزین ہوا اور آج وہی فیوض وبرکات، سعادات فقیر کے لئے عزت افزا اور خدمت دین سے شرفیابی کا سبب ہیں۔"

(مفتی اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)



"میرا بریلی شریف میں یہ چار سال کا زمانہ حضور مفتی اعظم کے ساتھ اس طرح گزرا کہ اجنبی لوگ جو باہر سے آتے ہم دونوں کو حقیقی بھائی سمجھتے۔ ہم دونوں ہر وقت ساتھ کھانا کھاتے ساتھ رہتے، ساتھ اٹھتے بیٹھتے، لکھتے پڑھتے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہم کسی نماز میں ساتھ شامل ہوتے تو ہمیشہ مفتی اعظم اس خادم کو امامت کے لئے آگے بڑھاتے، حالانکہ فقیر ہمیشہ عذر کرتا۔"

(مفتی اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

حضور مفتی اعظم کو جبلپور سے محبت تھی وہاں انھیں تسکین قلب ہوتی تھی۔ اور برابر وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ کئی ایک

بار حضور مفتیٔ اعظم ہند کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ بغرض علاج جبل پور تشریف لے گئے۔ جس وقت میں نے حضور مفتیٔ اعظم کی دوسری بار زیارت کی تو آپ جبل پور سے ہی بنارس تشریف لائے تھے۔

اور جناب محمود ایاز کے گھر میں آپ کا قیام تھا۔ استاد گرامی حضرت قاضی شمس العلماء جونپوری مصنف قانون شریعت کے ہمراہ میں حضور مفتیٔ اعظم کی بارگاہ حاضر ہوا۔ اور دست بوسی و قدم بوسی سے شرفیاب ہوا۔ حضور مفتیٔ اعظم کو جبل پور سے کیا لگاؤ اور گہرا تعلق تھا۔ اس کے بارے میں حضرت برہان ملت لکھتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ جبل پور کو اپنا دوسرا وطن فرماتے۔ اور دوسرے لوگوں سے فرماتے۔

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

ان تمام تحریری شواہد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت برہان ملت اور حضرت مفتیٔ اعظم کے مابین ایسی دوستی، برادرانہ تعلق، الفت اور گہری عقیدت تھی کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے اس گہرے ربط و ضبط کے پس منظر خلوص و پیار اور جذبہ بے لوث کے علاوہ کوئی اور چیز کارفرما نہ تھی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دونوں شاگردوں کے درمیان جس رشتہ کی نوعیت کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ اسی کی کرشمہ سازیاں تھیں۔ جو حضور مفتیٔ اعظم اور حضرت برہان ملت کے وصال تک ظاہر ہوتی رہیں۔ یہ دونوں بزرگ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ ان کے علمی کارنامے، نقوش قدم اور خطوط حیات اتنے واضح اور پُرنور ہیں کہ ہم آج ان پر چل کر اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اللہ اللہ! ان دونوں کے مابین کا رشتہ کس قدر عظیم اور جاذب نظر ہے۔ جو ایک مدت دراز تک اپنا جلوۂ زیبا دکھاتا رہا اور آئندہ بھی دکھاتا رہے گا۔ ورنہ آج کا ماحول یہ ہے، روز رشتے ٹوٹتے اور بنتے ہیں۔ تعلقات ہوتے اور بگڑتے ہیں۔ مگر یہ رشتہ جو اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔ کہ

آل الرحمٰن برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

یہ رشتہ ان تمام رشتوں سے الگ تھلگ اور جدا نوعیت کا ہے، خدا اس کی انفرادیت کو باقی رکھے۔ اور ہمیں فیوض و برکات سے مالا مال کر دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

ضروری بات اختصار آج کے دور کی مانگ ہے۔ آپ اپنے مضامین و مراسلات مختصر مگر پُراثر، چھوٹی مگر جامع بنا کر پیش کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ طوالت کی بناء پر شائع ہونے سے رہ جائے۔ (ادارہ)

الحاج عبدالقدوس رضوی کا چہلم

محسنِ ملت جناب الحاج عبدالقدوس رضوی بنارسی ۳۰ر جولائی ۹۲ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، مرحوم کی جدائی اہلسنت کیلئے ایک حادثہ جانکاہ ہے کیونکہ آپ دین وملت کی فلاح وبہبود اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہے اور ہر موقع پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ کتنے ہی رفاہی اداروں اور دینی درسگاہوں کے روح رواں ،نگراں اور سرپرست تھے۔ حاجی عبدالقدوس صاحب رضوی تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے سچے جاں نثار تھے۔

۱۲ر ستمبر کو آپ کا چہلم تھا۔ انتقال میں حضور جانشینِ مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ نہیں پہونچ سکے۔ اس وجہ سے کہ آپ کی طبیعت علیل تھی۔ مکرمی جناب محمود ایاز صاحب رضوی کی دعوت پر حضرت تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت فرمائی۔ اور حاجی صاحب کی قبر پر جاکر دعاء مغفرت بھی کی۔ شام کو محفل چہلم میں شرکت فرمائی۔ حاجی عبدالقدوس رضوی کے ۸ر صاحبزادے ہیں۔ اور سب حضرات حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ اور جانشین مفتی اعظم مدظلہٗ سے بیعت ہیں۔ اللہ تعالےٰ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آگاہ موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

(ادارہ)

کلام برہان ملت

کیسی عظمت ہے محمد کی خدا کے سامنے
ہیچ ہیں سب عظمتیں خیر الوریٰ کے سامنے
اک خدا کا نور تھا اور کُن کے فرمانے کے بعد
پرتو نور خدا تھا بس خدا کے سامنے
کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اس کی لوح پر
عرش پر کرسی ملی جس کو خدا کے سامنے
نور اگلوں کے جو چمکے وہ چمک کر رہ گئے
مطلع انوار حق شمس الضحیٰ کے سامنے
طور پر موسیٰ گرے لائے تجلی کی نہ تاب
اور محبوب خدا ہیں خود خدا کے سامنے
سر پہ ہے بار گنہ حاضر ہیں پیش ذو الجلال
ہے ندامت کے سوا کیا غمزدہ کے سامنے
زندگی اپنی تو سب نذر معاصی ہو گئی
اب رکھا کیا ہے جو لے جائے خدا کے سامنے
عاقبت برہان کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

:- مرسلہ :-

محمد فیروز خان برہانی متعلم دارالعلوم تنویر الاسلام
امرڈوبھا ضلع بستی

مسلم ٹورز کارپوریشن بمبئی سنہ ۱۹۹۲ء

۱۲ سال میں ۱۶۰۰۰ سے زائد حجاج کرام مسلم ٹورز کی تجربہ کار رہنمائی میں حج و زیارت سے فیضیاب ہوچکے ہیں

۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۲ء تک حج و زیارت ٹورز اور حج ٹورز کی کامیابی اور شاندار واپسی کے بعد مسلم ٹورز کارپوریشن بمبئی نہایت مسرت کے ساتھ ۱۹۹۲ء کے لئے اپنے مختلف پروگراموں کا اعلان کرتی ہے۔ یہ تمام ٹورز گورنمنٹ آف انڈیا کی منظور شدہ فارن ٹریول اسکیم کے تحت انٹرنیشنل پاسپورٹ پر جائیں گے۔ جن حضرات نے یکم جنوری ۹۱ء کے بعد سے لے کر ٹورز کی روانگی کی تاریخوں تک کسی بھی غیر ملک کا سفر فارن ٹریول اسکیم (ایف، ٹی، ایس) کے تحت نہ کیا ہو۔ وہ ۹۳ء کے کسی بھی ایک ٹور میں شریک ہوسکتے ہیں۔ یہ ٹور ۹۲ء میں بمبئی اور دہلی کے علاوہ اس سال سے کلکتہ اور مدراس سے بھی جائیں گے۔ اب عازمین حج اپنی پسند کے مطابق کسی بھی ٹور میں بمبئی، دہلی، کلکتہ اور مدراس سے روانہ ہوسکتے ہیں۔ الحمدللہ یہ فخر ہندوستان بھر میں صرف مسلم ٹورز بمبئی کو ہی حاصل ہے۔ کوئی بھی پرائیویٹ ٹور کمپنی اس معاملہ میں مسلم ٹورز بمبئی کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلم ٹورز کارپوریشن ایشیاء بھر میں حج و زیارت ٹورز منظم کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یاد رکھئے! مسلم ٹورز کارپوریشن بمبئی، ہندوستان میں حج و زیارت ٹورز کی بانی اور جنم داتا ہے۔ اگر آپ کا ارادہ اس سال ۹۳ء میں ہمارے کسی بھی ٹورز میں شریک ہونے کا ہو تو اپنی سیٹ جلد از جلد رعایتی اسکیم کے تحت ریزرو کرالیں۔ ۳۲۔۲۲ دن کا روحانی سفر ان حضرات کے لئے جو کم سے کم اخراجات میں فریضۂ حج بیت اللہ، مدینہ منورہ اور تمام عراق کی زیارتیں ادا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ آپ اس ٹور میں بمبئی، دہلی، کلکتہ اور مدراس سے اپنی پسند کے مطابق شامل ہوسکتے ہیں۔ آپ بمبئی ہیڈ آفس سے تمام اہم معلومات اور کسی بھی وضاحت کیلئے خط و کتابت کرسکتے ہیں۔ پورے ہندوستان میں ہمارے نمائندوں سے تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے درج ذیل پتے سے کتابچہ منگوا سکتے ہیں۔

نمائندہ:۔ حاجی محمد نجم شمسی، کلاتھ مرچنٹ گلی ہری مسجد بڑا بازار بریلی۔ فون نمبر ۷۵۴۱۷

MUSLIM TOURS CORPORATION

Post Box No. 7357, Opp. P. O. Andheri (West). S. V. Road BOMBAY-400 058. (INDIA)

برہانِ ملّت مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری

مرتبہ: محمد شہاب الدین رضوی، اختری

ولادت

برہان الملّت والدین حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری ابن مولانا الشاہ عبدالاسلام عبدالسلام رضوی بن مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی کی ولادت پنج شنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء کو نماز فجر کے وقت ہوئی، نماز فجر کے بعد جد امجد مولانا عبدالکریم قدس سرہٗ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور یہ تلاوت انکے معمولات میں تھی۔ جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت یہ آیۃ کریمہ۔

قد جاءکم برهان من ربکم۔

تلاوت فرما رہے تھے، ہنستے ہی فرمایا۔

الحمد لله! برہان آگیا۔

جد کریم محمد عبدالکریم علیہ الرحمہ نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی ولادت پر مادۂ تاریخی بھی ارشاد فرمایا، جو والد ماجد مفتی محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ولادت برخوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق مد عمرہٗ

از:۔ ریختۂ کلک گوہر سلک جد امجد ش مدظلہٗ

جبّذا ولودِ خوش از فضل حق — جلوہ گر شد در فضاءِ آب و گل

بست و یک از اوّلِ ماہِ ربیع — صبح روزِ پنج شنبہ منگل

فکر تاریخ ولادت گفت اے — آمدہ برہانِ حق درخانہ دل

۱۳۱۰ھ

حضرت مفتی عبدالسلام جبل پوری نے مادۂ تاریخ ولادت قرآن پاک کی اس آیۃ کریمہ سے اخذ کی ہے۔

وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ) ؎۱

تسمیہ خوانی مولینا مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہ جب پانچ سال کے ہوئے تو ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کو جدامجد مولانا عبدالکریم حیدرآبادی نے بسم اللہ شریف کی افتتاح فرمائی، اور مبارک دعاؤں نیک تمناؤں کے ساتھ پڑھایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللھم رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر یا فتاح یا علیم افتح باسمک، ا، ب ت، ث، ج، الحمد للہ ما انعم علی واحسن الیّ ؎۲

تعلیم وتربیت مفتی محمد برہان الحق قدس سرہٗ کے جدامجد بے انتہا ضعیف اور بصارت سے بالکل معذور ہوچکے تھے۔ اس لئے والد ماجد مفتی عبدالسلام قدس سرہٗ نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں، مفتی محمد برہان الحق کی تعلیم صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے تک ہوتی، مدرسہ برہانیہ جبل پور میں تحصیل علم کی تکمیل کی عربی مفتی عبدالسلام رضوی سے، فارسی چچا بشیرالدین سے جاری رہی، درس کے درمیان اکثر دوران گفتگو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر ہوتا تو مفتی محمد برہان الحق کا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بے تاب ہوجاتا۔

خواب اور تعویذ ۱۳۱۸ھ میں جبل پور میں پلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کردیا تھا، مفتی محمد برہان الحق نے خواب دیکھا کہ۔

؎۱ محمد برہان الحق رضوی، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۲،۵ (ترتیب وتحشیہ پروفیسر محمد مسعود احمد) مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء، ؎۲ محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۲/۵۳

میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہوگیا"۔

اس خواب کو مفتی برہان الحق علیہ الرحمۃ نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا، اور آپ بھی خواب کو بھول گئے، دو تین ہفتے گزر گئے، ۷ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء کو شام ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا۔ ۸ ذی الحجہ کو بخار تیز ہوگیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا۔ حکیم عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ سے والدہ اور چچا نے مفتی برہان الحق علیہ الرحمہ کے خواب کا ذکر کیا۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو تار دیا گیا، مفتی برہان الحق کا مرض بڑھتا گیا، بقرعید کا دن غفلت بے ہوشی میں اور گھر میں تمام حضرات کا روتے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بہتے آنسوؤں کے ساتھ ادا کئے گئے، ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء کو دوپہر کے وقت مفتی برہان الحق کو ایسا محسوس ہوا کہ "میری گردن پر کوئی ہاتھ لگا" کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا گلے پر کچھ باندھ رہے ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بھائی بہن چاروں طرف کھڑے رو رہے ہیں، مفتی برہان الحق نے پوچھا، کیا ہے؟ جواب دیا۔ "وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا تعویذ آیا ہے وہ باندھ رہا ہوں"، تعویذ کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ مفتی برہان الحق اچھے ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔ [1]

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات

شوال المکرم ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو بریلی شریف سے مفتی عبدالسلام جبل پوری کے پاس امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا تار آیا، جس میں حرمین طیبین کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا، بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی۔ مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ نے مشایعت کے لئے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۳، ۵۴

کے بعد پہنچتے، اس لئے ارادہ ملتوی فرمادیا۔

ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی، مفتی عبدالسلام نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، مفتی برہان الحق نے خواہش ظاہر کی تو والد ماجد مفتی برہان الحق کو بھی ساتھ لے گئے، بمبئی، پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ سلام کی آواز پر جواب کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی نظر مفتی عبدالسلام پر پڑتے ہی کھڑے ہوگئے، اور دو تین قدم بڑھکر معانقہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی، مفتی عبدالسلام نے اپنے فرزند برہان الحق کو خدمت میں پیش کیا، امام احمد رضا نے مفتی برہان الحق کو سینہ سے لگالیا، پیشانی پر لب مبارک رکھکر دعاؤں سے سرفراز فرمایا، مدتوں سے جو تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی، جو مفتی برہان الحق کی تمناؤں کا مرکز بنا ہوا آج اسے سر کی آنکھوں سے خوب دیکھ رہے تھے، مفتی برہان الحق کی امام احمد رضا سے یہ پہلی ملاقات تھی، آپ بمبئی تقریباً دس دن قیام پزیر رہے۔ [1]

بریلی شریف حاضری

جب مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری کی پہلی بار بریلی شریف حاضری ہوئی تو اس وقت عمر بیس سال تھی، بریلی حاضری کی یہ صورت ہوئی کہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مسئلہ اذان ثانی کے سلسلے میں مخالفین نے اعلیٰ حضرت پر مقدمہ دائر کردیا۔ مفتی عبدالسلام کے نام اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تار آیا تو مفتی عبدالسلام بریلی روانہ ہوئے، اور مفتی برہان الحق بھی ساتھ ہی روانہ ہوگئے، دوران سفر مفتی برہان الحق نے فارسی میں چند اشعار کا سلام بھی لکھا، بریلی حاضر ہوئے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۴۵۔

اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، یہ شہر بریلی میں پہلی حاضری تھی۔

امام احمد رضا سے اکتساب فیض

دورانِ قیام بریلی والد ماجد نے مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں اکتساب فیض وتہذیب وتربیت اور تکمیل علوم باطنی، روحانی کے لئے بھیجنے کی اجازت چاہی، مفتی برہان الحق دو ہفتے بریلی رہ کر جبل پور چلے آئے۔ پھر شوال ۱۳۳۲ھ کے دوسرے ہفتے میں بریلی تشریف لائے، مفتی برہان الحق زیادہ تر دارالافتاء دیکھتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی خدمت میں بیٹھ کر امام احمد رضا کے ارشادات لکھتے، وقت ملتا تو دارالعلوم منظر اسلام میں صدر مدرس شمس العلماء مولانا ظہور الحسین مجددی رام پوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتے، حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی، صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی اور مفتی برہان الحق قدس سرہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے اور ان شخصیتوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا تھا۔

رضیہ طلعت، زکیہ طلعت، صبیحہ نورانی اور محمد لمعان کا انتقال

شوال المکرم ۱۳۳۲ھ کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی شریف پہنچے اور امام احمد رضا بریلوی کے پاس کم وبیش تین سال رہے۔ آپ کے دوران قیام بریلی۔ مفتی عبدالسلام رضوی بھی تشریف لائے ہوئے تھے، جبل پور سے مفتی محمد برہان الحق کی ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو معلوم ہوا، چہرۂ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں ہوئے، مفتی برہان الحق کو دیکھا، آنکھوں میں آنسو دیکھکر فرمایا۔ "برہان میاں درود شریف پڑھو" پھر یہ جملہ پڑھایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الیٰ ربنا راغبون"[1]

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی تشریف لے گئے صرف

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۰

دو ہفتہ بریلی رہکر جبل پور آگئے ، رمضان المبارک کے بعد امام احمد رضا بریلوی کا
مزاج سخت ناساز ہوا ، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے
جبل پور میں مفتی برہان الحق کی بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا لمعان الحق
دونوں ایک ہی دن انتقال کر گئے ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو خبر کی گئی تو
آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا ، اس مکتوب سے امام احمد رضا
کے لطف و کرم ، غم خواری ، و دلداری کا پتا چلتا ہے جو غم زدوں کے لئے تریاق
واکسیر کا حکم رکھتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

جانِ پدر نور بصر جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہٖ برہان الحق المبین وعزیزہ عفیفہ ام زکیہ سلمہا
اللہ تعالیٰ ———— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انا للہ وانا الیہ راجعون ، انا للہ وانا الیہ راجعون ، انا للہ وانا الیہ
راجعون — ان اللہ ما اخذ وما اعطی وکل شیئ عندہ باجل وانما
المحروم من حرم الثواب وانما یوفی الصبرون اجرھم بغیر
حساب ۔

میرے عزیز بچو ! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبر جمیل واجر جزیل ونعم البدل عطا فرمائے ۔
تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے ۔" اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک
سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کرکے ، اسے محبوب خوشخبری دوان
صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں انا للہ وانا الیہ
راجعون ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھر جانا ہے ، جو ایسا
کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت
پر ہیں ۔"

اللہ کی بشارت ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ، اللہ کی درودیں ، اللہ

کی رحمت، اللہ کی ہدایت ـــ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کرلے توسستی ہیں، بے صبری سے جو چیز گئی آ نہیں سکتی مگر یہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں، صحیح حدیث میں ہے "جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کرکے بارگاہ الٰہی میں لے جاتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ عرض کرتے ہیں ہاں ـــ فرماتا ہے" گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اس کا نام بیت احمد رکھو،" آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ ہیں الحمد للہ، انا الیہ راجعون، عسیٰ ربنا ان سیبدلنا خیرا منہا انا الیٰ ربنا راغبون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف خیرا منہا صحیح حدیث میں ہے۔" اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا"

والسلام (ملخصاً)

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۹ صفر ۱۳۴۰ھ

تحصیل علم توقیت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں جب امام احمد رضا بریلوی جبل پور تشریف لے گئے تو مفتی برہان الحق کے دوران قیام بریلی، علم توقیت سے آپ کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں آپ کے لئے فن توقیت میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ مفتی برہان الحق کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے، امام احمد رضا کی بریلی مراجعت کے بعد مفتی برہان الحق نے "جدول تعدیل النہار" بنا کر امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر کیا تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

جدول کی تصحیح حاضر، ماشاء المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک اللہ لے

لے محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۰

دستار فضیلت اور سند اجازت و خلافت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ جبل پور تشریف لے گئے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ / ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عید گاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا۔ تین چار ہزار کا مجمع تھا، سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی (ابن علامہ وصی احمد محدث سورتی) پھر حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی نے تقریر فرمائی۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تقریر دل پذیر ہوئی، دوران تقریر مفتی عبد السلام رضوی کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات ووضاحات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہی تھا اسی وقت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حضور پیش کیا، امام احمد رضا نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر مفتی برہان الحق کے متعلق نہایت محبت واکرام کے ساتھ مفتی عبد السلام کو مبارک خطاب "عبد الاسلام" سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مولانا عبد الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند۔ دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقویٰ، افتار، اتباع سنت وشریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزمالیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستارِ فضیلت سے مزین کرکے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔"

اتنا فرما کر اپنے دست مبارک سے عمامہ مفتی برہان الحق پر تین پھیرے لپیٹ کر مفتی عبد السلام کو دے کر فرمایا۔ "آپ تکمیل کر دیں۔"

مفتی عبد السلام نے تین پھیرے کے بعد حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کو دیا۔ آپ نے تکمیل فرمائی، اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔

"رب العزت تبارک وتعالیٰ میرے روحانی ولداعز کو ان کے برہان الحق کے

ساتھ، برہان الدین، برہان الملۃ، برہان السنتہ، بنائے ۔ اور حضرت عبدالاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین و شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق کہ جبل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا ۔ بارک اللہ۔[۱]

سیاسی بصیرت

مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہ کی سیاسی بصیرت فراست مومنانہ کا بہترین نمونہ تھی ۔ آپ بڑے بناض اور سیاست داں بھی تھے، میدان سیاست میں عملی حصہ لیا تو ملک کے طول و عرض میں اپنی خطابت اور سیاسی بصیرت کا سکہ بٹھا دیا ۔ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے پرآشوب دور میں جب کہ اکثر بڑے بڑے مشہور علماء بھی حالات کے دھارے میں بہہ رہے تھے اور شعائر اسلام و مسلمین کو زبردست خطرات کا سامنا تھا ۔ اس وقت بھی مفتی برہان الحق نے اعتدال و سنجیدگی اور شریعت اسلامیہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے کی تلقین و ہدایت دی ۔ اور جوش و اشتعال کے مضر اثرات اور عجلت پسندی کے نقصان دہ مضمرات کی نشاندہی کی ۔

تحریک خلافت اور قومی حکومت

سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی، اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو بھی ملا دیا گیا، امام احمد رضا کو ان کے خلفاء و تلامذہ میں خصوصیت سے مفتی برہان الحق جبل پوری کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا ۔ خلافت کمیٹی قائم ہوئی، اور کانگریس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا ۔ تحریک زور پکڑ گئی

---

[۱] محمد برہان الحق رضوی جبل پور، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۸ - ۶۹

یہاں تک کہ حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

رجب المرجب ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں مفتی محمد برہان الحق اجمیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی شریف حاضر ہوئے۔ آستانۂ رضویہ پر چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، علامہ سید سلیمان اشرف رضوی بہاری صدر مجلس تھے مفتی محمد برہان الحق کو معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے مسٹر ابوالکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے، جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے۔ ادھر صدر الشریعہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان "اتمام حجت تامہ" (۱۳۳۱ھ) شائع ہو کر اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچ چکا ہے، مسٹر ابوالکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس امام احمد رضا بریلوی کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی اس سے قبل ہی علماء جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مطابق مولانا امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ سوالات طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکے تھے۔ علماء کا یہ وفد ۹ بجے شام کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا، اس میں جید علماء کے ساتھ مفتی برہان الحق بھی شامل تھے۔ اسٹیج کے درمیان صدر جلسہ مولانا آزاد مولانا نثار احمد کانپوری، مولوی کفایت اللہ دیوبندی بیٹھے ہوئے تھے، اس وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی کرتے ہوئے اور نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مجمع میں پہنچ گئے۔ اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے، مفتی برہان الحق، مولانا آزاد کی پشت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے علامہ سید سلیمان اشرف

رضوی بہاری کو تقریر کرنے کی دعوت دی، علامہ سید سلیمان اشرف قدس سرہٗ تقریر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تقریر کے دران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش گئے۔ "اتمام حجت تامہ" کے سوالات کا جواب طلب کیا، مولانا آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا، اصل جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے انہوں نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

"کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے، جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد ہے مجھ پر جو الزامات لگائے جارہے ہیں، سب غلط اور بے بنیاد ہیں، جنکا کوئی ثبوت نہیں۔"

مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ "اب یہ حضرات جاسکتے ہیں۔" اسی دوران مفتی برہان الحق رضوی قدس سرہٗ بہت پیچ وتاب کھا رہے تھے کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں، اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعہ ملک بھر میں پھیل چکی ہیں۔ کسطرح اِن کا رکمر رہے ہیں، مفتی برہان الحق کھڑے ہوئے مولانا آزاد سے گرجدار آواز سے کہا۔

"آں جناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گذارش یہ ہے کہ اخبار زمین دار لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں نہایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ "ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پنڈال میں امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبۂ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت وحقانیت کی شہادت دی" ایک مشرک کی صداقت وحقانیت کی شہادت خطبۂ جمعہ میں! ــــ یہ کیسا اسلام ہے؟"

یہ سنتے ہی مولانا آزاد کا چہرہ فق ہوگیا۔ ایک دومنٹ تک مفتی برہان الحق کو دیکھتے رہے، پھر بولے۔ "لعنۃ اللہ علی قائلہٖ"

مفتی برہان الحق نے کہا۔

"آزاد صاحب! یہ کلماتِ لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرادیجئے تو امید کہ توبہ کے قائم مقام ہوجائیں۔"

اس کے بعد حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی نے مولوی آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ جب تک ان تمام حرکات سے رجوع نہ شائع کریں گے ہم سے علیحدہ ہیں۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے وعدہ کیا کہ "اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے رجوع کا اعلان شائع کردیا جائے گا۔" جماعت رضائے مصطفیٰ کا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر واپس روانہ ہوا، راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے مفتی برہان الحق کا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کردیا۔"

وفد مکان پہنچا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ انتظار فرما رہے ہیں۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے یہ امام احمد رضا سے عرض کیا کہ "حضور! برہان میاں نے بہت جرأت وہمت سے کام لیا، یہ صرف حضور ہی کا فیض ہے۔"

امام احمد رضا بریلوی نے دعائیں دیں۔[1]

---

[1] حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری (خلیفہ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی) نے "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" کے عنوان سے مفصل ومبسوط مقدمے کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کردی ہے۔ ۱۲، رضوی غفرلہٗ

نوٹ: مزید معلومات کے لئے دیکھئے "امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار" از ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم وپروفیسر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی دہلی (مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد کراچی ۱۹۹۱ء)

تحریکِ پاکستان

سنہ ۱۹۴۰ء کے عظیم الشان اجلاس میں قرار دادِ پاکستان منظور ہوئی، جس کی مسلمانانِ ہند کی اکثریت نے تائید کی، ۲۷ تا ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہل سنت و جماعت کے ۲ ہزار علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں مفتی محمد برہان الحق نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا، اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور ۱۵ اگست میں ہندوستان کو آزادی مل گئی۔[۱] اس کانفرنس کی مفتی اعظم مولینا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے صدارت فرمائی اور آپ کو مرکزی دارالافتاء بریلی کا صدر مفتی منتخب کیا گیا۔

پاکستان کو بنے ہوئے ۴۴ سال گزر گئے مگر جس بنیاد پر ہمارے علماء نے تحریک کو تقویت پہنچائی وہ ابھی تک مفقود ہے، یعنی اسلامی مملکت، جو کہ ملک میں قرآن وحدیث کا حکم نافذ ہو، پاکستان پر حکومت کرنے والے سبھی حکمرانوں نے مسلمانوں کو بیوقوف بنایا، اسلامی ریاست کا نعرہ تو لگایا مگر اس کو حقیقت کے روپ میں نہیں ڈھال سکے، ہمارے علماء کو اب بھی جدوجہد کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

دارالقضاء شرعی کا قیام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نگاہِ دوربین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے، چنانچہ اوائل شعبان سنہ ۱۳۳۹ھ سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتیٔ شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟

---

[۱] محمد مسعود احمد، پروفیسر: رہبر و رہنما ص ۱۷، ۱۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی عمر اسٹریٹ بمبئی ۳

امام احمد رضا نے فرمایا۔ "غور کروں گا۔" پھر ایک روز خلاف معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا، اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے، ارشاد فرمایا۔

"ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اسی ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا۔"

پھر اچانک فرمایا۔ "آج پورے ملک ہندوستان کے لئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم قدس سرہ کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں۔" اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا، پھر برہان الملۃ والدین مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو قاضی شرع کی مدد کے لئے مفتی شرع نامزد کیا، اور ان کو اپنی مخصوص نشست پر بٹھایا۔[له] اور امام احمد رضا نے دست مبارک اٹھا کر بہت دیر تک دعا فرمائی —

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے دوسرے ہی دن قاضی شرع کی حیثیت سے پہلی نشست کی اور وراثت کے معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے بعد مفتی برہان الحق نے امام احمد رضا سے اجازت لیکر رمضان ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء کو جبل پور چلے گئے، جبل پور پہنچنے پر کچھ ایسے حالات و واقع پیدا ہوئے کہ پھر بریلی شریف حاضر نہ ہوسکے۔[ٹه]

موجودہ زمانہ میں "دار القضاء شرعی" کی اہم ضرورت ہے، علماء اہل سنت و اکابرین ملت اور مفتیان کرام کو چاہیئے کہ وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے "مرکزی دار القضاء شرعی" کی نشاط ثانیہ کریں، تاکہ ملت کے درپیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں مدد مل سکے۔ اور اعلیحضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل بھی ہو جائے۔

مسئلہ اذان ثانی

جے پور میں مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کی قیام گاہ کے بالکل سامنے مسجد تھی، جمعہ کے دن

له محمد مسعود احمد، پروفیسر: رہبر و رہنما ص ۱۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۸۰ء ٹه (۱) ماہنامہ حجاز جدید دہلی ص ۱۶، ۱۷، بابت ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء ۱۴۱۱ھ شمارہ ۹-۱۰، ج ۳، (ب) محمد شہاب الدین رضوی راقم السطور: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ج ۱، مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری

مفتیٔ اعظم مولینا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی گئی، حضرت مفتیٔ اعظم بریلوی قدس سرہٗ نے یہ خدمت مفتی برہان الحق کو تفویض فرمائی، جب جمعہ کا وقت آیا۔ اذان ہوئی آپ نے مسجد جانے کی تیاری کی مگر حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ مفتی برہان الحق نے حضرت مفتیٔ اعظم سے مسجد چلنے کے لئے گذارش کی، تو فرمایا۔

"یہاں کی مسجد کے لوگ بہت ضدی ہیں اذان ثانی مسجد کے اندر ہی دیتے ہیں، مسئلہ بتانے اور سمجھانے کے بعد بھی باز نہیں آتے، اور میں خلاف سنت فعل اپنے سامنے ہوتے نہیں دیکھ سکتا، جب خطبہ شروع ہو جائے گا۔ میں آجاؤنگا"

مفتی برہان الحق نے عرض کی "حضور تشریف تو لے چلیں آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی۔" پھر فرمایا۔

"میں بہت سمجھا چکا اور دیکھ چکا یہ لوگ ماننے والے نہیں، میری دعا ہے کہ خدا کرے کہ یہ آج آپ کے سمجھانے اور مسئلہ کی وضاحت سے مان جائیں، خدا انہیں اس کی توفیق و ہدایت عطا فرماتے"

مفتی محمد برہان الحق تنہا مسجد تشریف لے گئے، ادائے سنت کے بعد آپ سے خطبہ کے لئے کہا گیا، آپ منبر پر رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو روک کر حاضرین مسجد کو مطلع کر کے اذان سے متعلق شرعی حکم سنایا کہ:

"اذان مسجد کے اندر دینا مکروہ تحریمی ہے، اذان کا مقصد اعلان عام ہے خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر اذان دینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے، اسی مقصد کے لئے اذان خطبہ بھی خارج مسجد دینے کا حکم فرمایا گیا ہے میں خلاف سنت کوئی کام نہ کروں گا کہ میں منبر پر رہوں اور اذان

ثانی خطبہ میرے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر دی جائے۔ میں خطبہ اور نماز جمعہ اسی وقت پڑھاؤں گا جب اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے ہو، اور نماز کے بعد آپ تمام حضرات مسجد ہی میں موجود رہیں، میں اس مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ آپ کو سمجھادوں گا۔"

چنانچہ مؤذن نے مسجد کے باہر منبر کے سامنے اذان خطبہ دی، جب مسجد کے باہر اذان خطبہ دی، تو قیام گاہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو معلوم ہوا کہ آج تو اذان مسجد کے باہر ہو رہی ہے۔ اس پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بڑے جذبۂ مسرت کے اظہار کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

"الحمد للہ آج تو اذان خارج مسجد ہو رہی ہے۔ برہان میاں نے صحیح کہا تھا کہ اذان مسجد کے اندر نہ ہو گی۔"

حضرت مفتی اعظم فوراً مسجد میں تشریف لے آئے، نماز جمعہ کے بعد مفتی برہان الحق نے مسئلہ اذان ثانی کو بہت واضح طور پر سمجھا دیا، ختم تقریر پر متولی صاحب نے اقرار کرلیا اور اعلان کیا کہ "اب اذان خطبہ بھی ہمیشہ اس مسجد میں خارج مسجد ہی ہوا کرے گی، اور اس امر کا ندامت کے ساتھ اعتراف کیا کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی بات ہم لوگوں نے نہیں مانی جس کا ہمیں افسوس ہے، اور اس کے لئے توبہ کی اور معافی چاہی، نماز جمعہ سے واپس پر قیام گاہ میں مفتی محمد برہان الحق کو اس کامیابی پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بہت بہت دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔[1]

مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے فتوے پر (جو امام موصوف نے مسئلہ اذان ثانی پر لکھا کہ اذان ثانی خارج مسجد ہونا چاہئیے) ان الفاظ میں مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

---

[1] ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم نمبر) ص ۲۸، بابت رجب مئی ۳، ۱۴ھ / ۱۹۸۳ء

"ان ھٰذا لھو الحق المبین۔ کتبہ الفقیر الحقیر برھان الحق المدعو بمحمد عبد الباقی الرضوی الجبلفوری زینہ اللہ تعالیٰ بالکمال المعنوی والصوری "۔[1]

مسئلہ اذان ثانی میں مخالفین کو آپ نے منہ توڑ جواب دیا۔ اور اعلیٰ حضرت کی تحریک احیاء سنت کی اشاعت اور تعاون میں بھرپور کوشش کی، جبل پور کے علاقہ میں مختلف مساجد میں اپنی انتھک سعی بلیغ سے اذان خارج مسجد دلوائی۔

تصانیف

حضرت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کے تمام قلمی جواہر پارے آپ کی علمیت وصلاحیت اور فقہی بصیرت و ژرف نگاہی کے منہ بولتے شاہکار ہیں۔ مفتی برہان الحق کے رسائل پر امام احمد رضا کی تقریظیں بھی ہیں، سیتا پور سے ایک استفتاء سادات مارہرہ کے ایک بزرگ ارتضیٰ حسین نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں مفتی برہان الحق نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر فرمایا۔

اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ)

یہ رسالہ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ! فقیر غفر لہ القدیر اس تالیف منیف و ترصیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق وبرھان الحق۔

---

[1] ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور

کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائیے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن جنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں ؎

وحسن نبات الارض من کرم[۱]

(ملخصًا)

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کا دوسرا رسالہ صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ) الہ آباد میں طبع ہوا۔ اس پر امام احمد رضا کے فرزند اصغر حضرت مفتی اعظم مولینا شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ کی تقریظ ہے[۲] آپ کا تیسرا رسالہ دربار تقبیل قبر ہے، جس پر امام احمد رضا نے ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے۔ "ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے۔"[۳] اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقالات اور فتاوے ہیں، جو مختلف اوقات میں تحریر فرمائے۔ آپ کا خطبۂ صدارت اپنی بلند معیاری کی وجہ سے اہل علم و دانش میں کافی مقبول و محبوب ہوا۔

مسلم پرسنل لاء میں اعلیٰ کارکردگی

اندرا گاندھی کے دور حکومت میں مسلم پرسنل لاء میں ترمیم و تحریف اور تبدیلی کا بل پاس ہوا۔ مفتی محمد برہان الحق نے اس کے خلاف فوری طور پر احتجاجًا ایک مراسلہ حکومت ہند کو بھیجا جس میں مسلم پرسنل لاء میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی ترمیم یا تحریف کو مسلمانوں کی جانب سے ناقابل قبول قرار دیا، اور اس کے لئے قانونی شرعی پہلوؤں کو اس مراسلے میں تحریر کیا گیا، اس کے بعد ہندوستان کے ارباب فکر و دانش نے علماء کرام

۱؎ محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۷۔ ۲؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر: اکرام امام احمد رضا ص ۱۷ (حاشیہ) ۳؎ مکتوب امام احمد رضا بریلوی بنام مفتی محمد عبد السلام رضوی جبلپوری (۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ)

کی زیر قیادت بمبئی میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا۔ جس میں ملک کے ہر عقیدہ اور مکتبۂ فکر کے علماء کو دعوت شرکت دی گئی۔ مفتی برہان الحق جبل پوری کے نام بھی دعوت نامہ آیا۔ مگر آپ نے اس مخلوط جلسے میں شرکت سے معذرت نامہ بھیج دیا۔ حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ انہیں دنوں بالاگھاٹ تشریف لے گئے تھے۔ اور مفتی برہان الحق کے صاحبزادے مولانا محمد محمود احمد رضوی نے حضرت مفتیٔ اعظم سے شرف زیارت حاصل کی حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے پرسنل لاء اور اس کے اجتماع میں مفتی برہان الحق کی شرکت کے بارے میں دریافت کیا، تو صاحبزادے گرامی نے مفتی برہان الحق کی شرکت سے معذرت اور اس کے اسباب مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے سامنے عرض کئے، حضرت مفتیٔ اعظم نے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں سے جاکر کہو کہ ہرگز ہرگز اس جلسے میں شرکت سے انکار نہ کریں، اور چونکہ اس سلسلے میں سب سے پہلے انہیں کا اجتماع اور اقدام ہے، اور اجتماع بھی ایک باقوت اجتماع ہے اس لئے انہیں اپنا کام جاری رکھنا اور اسے آگے بڑھانا ہے، مخلوط اجتماع اور غیروں کے زیر اہتمام و صدارت یہ جلسے ہونے کے باعث انہوں نے جو معذرت کی اور شرکت سے احتراز فرمایا ہے اسے ترک فرمادیں، اور ضرور ضرور شرکت فرمائیں۔"

ادھر بمبئی سے مدعوین جلسہ برابر مراسلت و فون پر مفتی برہان الحق سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھے، کہ "آپ ضرور ضرور ہر حالت میں جلسے میں شرکت کریں" جب مولانا محمود احمد نے بالاگھاٹ سے آکر مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کا پیغام و حکم سنایا تو مفتی برہان الحق نے حضرت کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے انکے اشارات و ہدایات پر شرکت کا ارادہ کرلیا۔ جلسے میں شرکت کے لئے بمبئی پہنچے مگر منتظمین جلسہ کے مہمان نہ ہوئے اور اپنے ایک برادر طریقت خلیل احمد رضوی کے یہاں قیام کیا۔

جلسے میں بہت زبردست اجتماع تھا تقریباً دو لاکھ افراد کا مجمع تھا۔ مفتی

برہان الحق کے پہنچنے سے پہلے جن مولویوں نے تقریریں کیں ان کے فوٹو لئے گئے اور دوران تقریر تالیوں کی گونج اٹھتی رہی، جب مفتی برہان الحق کا تقریر کیلئے اعلان ہوا۔ آپ مائک کے سامنے پہنچے فوٹو گرافر سامنے آیا۔ آپ نے نہایت بلند آواز سے زوردار آواز میں سختی کے ساتھ منع کیا کہ:

"یہ جلسہ ایک اسلامی جلسہ ہے مسلمانوں کا ہے فوٹو کھینچنا حرام ہے ہرگز ہرگز کوئی فوٹو نہ لیا جائے۔"

جب مفتی برہان الحق نے یہ تقریر شروع کی اور اسلام کے قانون کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا تو حسب معمول مجمع نے تالیاں بجائیں آپ نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کو کہا، اسی تقریر میں مفتی برہان الحق نے یہ واضح کیا۔

"مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا قرآنی شرعی اسلامی قانون ہے، جس میں ایک حرف کی نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کی تحریف و تبدیلی ہی کی جا سکتی ہے، قرآن عظیم کے حکم کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف یا تبدیلی کرنا تو درکنار اس قسم کا کوئی ارادہ کرنا اور اس کا اظہار کرنا ہی کفر ہے، قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون" ـــــ اور بھی قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الحکم الا للہ اسلام کے لئے حکم دینا صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، اللہ ہی اسلام میں احکام کا مالک ہے۔"

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اس سلسلے میں جن نکات کو جلسے میں پیش کیا ان سے سبھی حاضرین جلسہ بہت متاثر ہوئے۔ اور پھر ساتھ ہی ساتھ آپ نے حکومت کو بھی متنبہ کیا کہ:

"مسلمان سر پر کفن باندھ کر حکومت کے ہر اس اقدام کا مقابلہ کرنے کو تیار رہیں۔ اور ہر اس حکم کی دھجیاں اڑانے کو مستعد ہیں، اور یہ طے کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اس ارادہ کو کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے کہ وہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف، تبدیلی کی کوشش کرے اور حکومت چونکہ سیکولر

ہے اسے اپنی سیکولرزم کے پیش نظر مسلمانوں کے مذہبی، معاشرتی، اور اخلاقی احکام میں دخل دینے سے احتراز کرنا چاہئے، اور ملکی قانون کے تحت شخصی و مذہبی آزادی میں حکومت کو کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حکومت کے پاس جو کچھ فضلہ خوار نام کے مسلمان ہیں اور اپنی مطلب براری کے لئے پال رکھے گئے ہیں، وہ صرف نام کے مسلمان ہیں، وہ احکام الٰہی میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ یا تحریف کا ارادہ کریں اور حکومت سے درخواست کریں تو وہ جب سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ خارج از اسلام ہیں تو ان کی بات مسلمانوں کی بات نہ ہوگی، اور انہیں مسلم پرسنل لا کے متعلق کچھ کہنے کا قانونی حق بھی نہیں ہے ــــ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مقاطعہ کریں، ان سے سلام وکلام ترک کریں ــــ بیمار پڑیں عیادت نہ کریں، مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔

میں حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اعلان کیا ہے کہ اگر مسلمان چاہیں گے تو مسلم پرسنل لا میں ان کی منشاء کے مطابق تبدیلی کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے، حکومت اور وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان کبھی بھی مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو برداشت نہ کریں گے، اور جو مسلمان نہیں انہیں مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کا کوئی قانونی حق نہیں۔ حکومت ان کی باتوں میں ہرگز ہرگز توجہ نہ دے۔"

مفتی برہان الحق کی اس بے باکانہ تقریر نے حکومت کے کان چوکنے کر دئے اور تقریر کے دوران نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت جلسے میں بلند ہوتے رہے، جب مفتی برہان الحق اپنی تقریر ختم کر کے جلسہ گاہ سے قیام گاہ کی طرف جانے لگے تو قاری طیب بانی دارالعلوم دیوبند اور مولوی عتیق عثمانی نے آپ سے جلسے میں بیٹھنے کو کہا ــ اس پر مفتی برہان الحق نے یہ فرمایا کہ "مجھے آپ نے جس لئے بلایا تھا میں نے اپنا اظہار خیال کر دیا اور اپنا کام کر دیا، اب آپ اپنا جلسہ کرتے رہیں۔"

قاری طیب نے بڑے پرخلوص جذبات میں کہا کہ:

"جلسے میں آپ نے جن نکات کا ذکر کیا، ان نکات کی طرف ہمیں شان وگمان بھی نہ تھا، ہمارے فہم اس کے حصول سے قاصر رہے، ہم اس طرف توجہ بھی نہ کر سکے آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔"

پھر مولانا فخر الہ آبادی، مولوی عتیق عثمانی اور قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے جلسے میں بیٹھنے کے لئے اصرار کیا — آپ نے فرمایا "میں قیام گاہ پر جا رہا ہوں" داؤدی فرقے کے پیشوا ملا نجم الدین، مولوی عتیق کچھ دور تک مفتی برہان الحق کے ساتھ آئے اور اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کیے۔

"اگر آپ جلسے میں تشریف نہ لاتے، اور شرکت نہ فرماتے تو جس طرح آپ کی شرکت سے اور تقریر سے ہمارا جلسہ کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے ہرگز ہرگز نہ ہوتا۔"

اس جلسے میں علمائے اہل سنت نے بھی شرکت فرمائی تھی — صبح جب جلسے کی کارروائی مفتی برہان الحق کی تقریر کے ساتھ اخبارات میں جلی حرفوں میں شائع ہوئی، تو علمائے اہل سنت نے آپ کے لئے دعائیں کیں، اور کامیابی پر مبارکبادی دی۔

دوسرے دن کے اجلاس میں بھی آپ نے شرکت کی، حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کو جب جلسے کی مکمل رپورٹ ملی تو انہوں نے مفتی برہان الحق کی کامیابی پر دعائیہ کلمات کے ساتھ مبارکباد تحریر فرما کر والا نامہ سے آپ کو نوازا — جب مفتی برہان الحق بریلی شریف حاضر ہوئے تو حضور مفتی اعظم نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"اگر تم شریک جلسہ نہ ہوتے اور اظہار حق — واعلان حق نہ کیا ہوتا تو بڑی کمی رہ جاتی، تم نے اس سلسلے میں جو احتجاجی کارروائی میں پہل کی تھی اس کی تائید میں یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا، اور یہ جلسہ تمہاری شرکت سے تمہارا جلسہ ہو گیا۔"[1]

---

[1] ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم نمبر) ۲۹ تا ۳۲، بابت رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مئی ۱۹۸۳ء

شدھی سنگھٹن تحریک

اسلام دشمن، مسلم اتحاد کو پاش پاش کرنے اور اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لئے

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا ــــ ۱۹۰۵ء میں تحریک ریشمی رومال کا آغاز ہوا ــــ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت شروع ہوئی، بظاہر جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کی حفاظت وحمایت اور اعانت تھا لیکن اندرون خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی، اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی ــــ ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریک موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کرکے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کے لئے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا، اس زمانے میں تحریک ہجرت، اور تحریک گاؤکشی چلی، ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنا تھا ــــ انہی تحریکوں کے نظریات کو لیکر مسلم اتحاد کے فتنہ انداز پنڈت شردھانند نے ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن نے تحریک چلائی جو مسلمانوں کو مرتد بنانے کی تحریک تھی، اس تحریک نے ایسی آگ اگلی کہ ضعیف الایمان والوں نے اپنا ایمان کھودینے کا ارادہ کیا، جن کا ایمان مضبوط تھا ان کو روپئے کی لالچ دی گئی، اور جو لوگ کمزور تھے مگر ان کے ایمان مضبوط تھے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے مسلم راجپوتانہ کی ساری قوم کو بربادی اور بے ایمانی کے دھانے پر لگا دیا گیا، فرزندان توحید واسلام کے پاک دلوں کو نور ایمان اور امانت توحید کے بجائے ظلمتِ کفر اور گندگی شرک سے ملوث کیا جانے کا عزم کیا گیا، ایک غیر فانی معبود ومسجود سے رشتۂ عبودیت توڑ کر ان کی گردنیں مصنوعی وخود ساختہ معبودوں اور تیس کروڑ دیوتاؤں اور گھاس کھانے والے حیوانوں کے آگے خم کرائی جانے لگی، اور اس انقلاب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جبر وتشدد، مکر وفریب خوف وطمع کے بے شمار ہتھیار استعمال کئے گئے ــــ اب اس کی حقیقت ایک عینی شاہد ڈاکٹر شیخ اللہ دتا مدکن انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کی زبانی سنئے۔

"میں ضلع متھرا کے ایک گاؤں موضع نوگانواں میں تبلیغی شفاخانہ انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کا انچارج ہوں، موضع ایک ہنود ٹھاکر سکنہ متھرا کی واحد ملکیت ہے — باشندگان دیہہ ملکانے راجپوت کاشتکاری آراضی غیر سبوہ دار ہیں، جب شدھی کا چرچا ہوا تو یہاں ایک بڑا بھاری جلسہ مسلم راجپوتوں کا زیر صدارت جناب کنور عبدالوہاب خاں صاحب منعقد ہوا، اطراف و جوانب اور اضلاع پنجاب سے بھی سر بر آوردہ راجپوت اس جلسے میں شریک ہوئے، اور کئی ہزار مسلم راجپوت جمع ہو گئے، غریب ملکانے اپنے مسلمان بھائیوں کے جلسہ میں عہد واثق کر چکے تھے کہ وہ دین حق پر قائم رہیں گے، مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی گانوں کے ہندو مالک کی طرف سے جابرانہ کاروائی شروع ہو جاتی ہے، اور آریہ اپدیشک طمع دکھلاتے ہیں اور قرض دینے اور تنخواہیں مقرر کرنے سے پانچ سو اشخاص ضعیف الایمان مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور شدھی سے انکار کرنے والے لوگوں پر جبراً ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے، کہیں مقدمے بنا کر خاص خاص آدمیوں کو تنگ کیا جاتا ہے، اور شدھی ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے چنانچہ پانچ مسلمانوں کی محض شدھی سے انکار کرنے پر مالک دیہہ کے کارندے نے ایذا رسانی کا عہد کر لیا ہے، ان کے خلاف درخت کاٹنے کا استغاثہ دائر کر دیا ہے، اور مرتد شدہ ملکانوں کی معرفت بار بار دکھلایا جاتا ہے کہ اگر تم بھی برادری میں مل جاؤ اور شدھی قبول کر لو تو مقدمات واپس لے لئے جائیں گے۔ ورنہ ایک مقدمہ کیا دیکھنا کس قدر سنگین مقدمات تمہارے خلاف دائر کئے جائیں گے، یہ غریب مسلمان شدھی سے انکار کرنے والے ان کے ظلم و ستم کے شکار بنے ہوئے ہیں، اس خوف و حراس کی حالت میں غریب جاہل ملکانے اکثر آ کر کہا کرتے ہیں کہ یا تو زمین اور وطنِ عزیز کو ترک کرنا پڑے گا یا دین حق چھوڑ کر مرتد ہونا پڑے گا۔ ہم زمیندار کے ہر روز کے مقدمات اور جھوٹے الزامات کی پیروی کے لئے کس طرح حاضر عدالت رہ سکتے ہیں — یہ ہیں شدھی کے کارنامے"[1]

[1] ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۹ کالم ۱، ۲، بابت ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء شمارہ ۱۳ جلد ۶۰

۱۹۲۳ء کے وقت میں بہی خواہان ملت اسلامیہ سخت اضطراب کے عالم میں تھے کہ ہے کوئی ہماری رہنمائی کرنے والا؟ یک بیک امام احمد رضا کے صاحبزادے حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے لبیک کہا اور ان کی رہنمائی کی عنان اپنے ہاتھوں میں لی۔ حضرت مفتی اعظم نے بے تابانہ تعاقب کر کے اس کا قلع قمع کر دیا۔ شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور سرکوبی کی ۔۔۔ اس فتنہ کے ارتداد میں پیش پیش رہے، شدھی تحریک کے فتنہ ارتداد کے زمانہ میں حضرت مفتی اعظم نے پانچ لاکھ ہندؤوں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا[1] مفتی برہان الحق نے مفتی اعظم کا ہاتھ بٹایا اور ان کے معین و مددگار رہے۔

شدھی تحریک کے انسداد کے لئے مفتی برہان الحق نے ۱۹۲۳ء میں جماعت ظاہرین علی الحق (جبل پور) قائم فرمائی، اس کے ذریعہ مفتی برہان الحق شدھی پر برق صاعقہ بن کر خرمن باطل پر گر پڑے، اور خرمن کو خاکستر کر ڈالا ۔۔۔ اسی زمانے میں بہت سے لوگوں کو مشرف باسلام کیا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے[2]

ہماری جماعت کے مفکرین کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ شدھی تحریک دفن ہو گئی بلکہ اب دوبارہ وجود میں آچکی ہے، اگر اس کی بیخ کنی نہیں کی گئی تو آگے چل کر بڑی جہد مسلسل ہی کرنا پڑے گا۔ راقم السطور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف اگست ۹۲ء کے شمارہ میں تفصیل سے لکھکر علماء کی عدالت میں پیش کر چکا ہے۔ عرس رضوی منعقدہ ۲۳ تا ۲۵ صفر ۱۴۱۳ھ کو استاذ محترم حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی نے بڑے دکھ و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب منظم منصوبہ بند طریقے سے تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے"۔

نوازشات امام احمد رضا

حضرت مفتی اعظم نے مفتی برہان الحق کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا، اس بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم السطور، مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ ص ۳، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء

[2] راقم "مفتی اعظم اور تحریک شدھی" کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ لکھ رہا ہے انشاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر آجائے گا۔ ۱۲ ر رضوی غفرلہ

آپ کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا ــ مفتی برہان الحق نے جو زمانہ بریلی شریف میں امام احمد رضا کے حضور تعلیم علوم دین، اور اکتساب فیوض و برکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا اس زمانے میں امام احمد رضا سے مفتی برہان الحق کا تعلق بالکل سگے بیٹے جیسا رہا۔ جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جبل پور کے متعلق اور مولینا شاہ عبد السلام کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے اسی مکتوب میں امام احمد رضا نے آپ کے متعلق یوں قلم فیض رقم سے تحریر کیا۔ اور دعا فرماتے ہیں ـــ

الٰہی نگہدار برہان حق بود دائما از وے اعلان حق[1]

امام احمد رضا بریلوی کے مکتوبات مفتی برہان الحق کے نام اکرام امام احمد رضا میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ امام احمد رضا نے ایک مکتوب میں آپ کو مخاطب فرمایا۔

"نورِ حدیقۂ افضال، نورِ حدیقۂ کمال، عزیز بجان، سعادت نشان، مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ بتجلیات النور المطلق"[2]

دوسرے مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

ولدی الاعز راحۃ روحی و بھجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالےٰ حق سبحنہ برھان الحق نورہ اللہ بتجلیات النور المطلق۔[3]

تیسرے مکتوب میں یوں یاد کیا۔

"نور عینی و درۃ زینی جعل کاسمہ برھان الحق"[4]

---

[1] اکرام امام احمد رضا پہلی بار ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی، ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء میں الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سے شائع ہوئی ۱۲ رضوی غفرلہٗ [2] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ ۱۰، ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

[3] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۳۳۶ھ

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۵، شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اپنے طویل قصیدہ (الاستمداد) میں جہاں اپنے شاگردوں اور خلفاء کا ذکر فرمایا ہے۔ وہیں مفتی برہان الحق کا ذکر حضور مفتی اعظم کے ساتھ فرمایا — حضور مفتی اعظم کا اسم گرامی مشہور مصطفےٰ رضا اور کنیت آل رحمٰن ہے، اعلیٰ حضرت نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں دونوں کا ذکر فرمایا، اور پھر شعر میں ہی نہیں۔ بلکہ ایک مصرع میں دونوں کے ناموں کو جمع فرمایا — جب کہ شاگرد اور ہر خلیفہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ شعر میں فرمایا ہے، ان دونوں شخصیتوں کے متعلق جو شعر ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ؎

آل الرحمٰن، برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں[۱]

برہان ملت کی شاعری

رسالت انسانیت کے لئے ایک نعمت ہے — خلائی ہدایت کے بغیر انسان فلاح کی راہ نہیں پا سکتا، خدا نے اپنی رحمت کی تکمیل کے لئے انسانوں کی ہدایت کا طریقہ رسالت کو بنایا، اس نے انسانوں ہی میں سے انسانوں کی اصلاح کے لئے کسی مخصوص بندے کو منصب رسالت بخشا — رسالت کا یہ سلسلہ ابتداء ہی سے ہر قوم میں ایک طویل عرصہ تک جاری رہا، سلسلہ رسالت کی آخری کڑی حضور سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور عمل میں آیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے انسانیت کو وہ آخری ہدایت نامہ دے دیا گیا جسے قیامت تک باقی رہنا ہے، اسی آخری ہدایت نامہ پر پوری توجہ مرکوز کردی گئی، یہ بات پورے اسلامی تحریری ذخیرے کے مزاج پر حاوی ہے، چنانچہ ہمارے شعراء نے بھی اسی کو اختیار کیا — نعتیہ شاعری کا سب سے روشن ستارہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ تفصیل دیکھئے الاستمداد از امام احمد رضا مطبوعہ قادری بکڈپو بریلی شریف ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء

کا عہد ہے — یہ روایت عربی شعراء سے ہوتی ہوئی، فارسی شعراء تک پہنچتی ہے — فارسی ادب میں جن شعراء نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا ان میں اہم شعراء سعدی شیرازی رومی، جامی، قدسی، عطار اور خسرو ہیں — مولانا مفتی محمد برہان الحق نے فارسی زبان میں طبع آزمائی کی اور نعت رسول میں ایک ذخیرہ چھوڑا ہے، مفتی برہان الحق اپنے والد ماجد مولانا محمد عبد السلام سے جبل پور میں تکمیل علم کر کے فیض ظاہری و باطنی کے لئے بریلی شریف کا سفر کیا، اس سفر میں آپ نے فارسی میں نعتیہ سلام لکھا جسے آپ نے اپنے ہمراہ مداح رسول منشی عبد الغفار کو امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں سنانے کے لئے دیدیا، بریلی شریف میں حاضری کے بعد جو پہلا جمعہ ملا اس میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر امام احمد رضا کے دولت خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ منشی عبد الغفار نے امام احمد رضا سے نعت پاک پیش کرنے کی اجازت چاہی، اور اجازت ملنے پر انہوں نے مفتی برہان الحق کا فارسی سلام خوش الحانی اور والہانہ انداز میں پڑھا اس وقت حاضرین مجلس میں پچاس ساٹھ حضرات اور بھی موجود تھے — اس سلام کے چند اشعار یہ ہیں ؎

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک — بہ بارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک
روم بسوئے تو، بر ہر قدم کنم سجدہ — نوائے قلب شود سیدا سلام علیک
بجز در تو نہ کشا یم بہ ہیچ در دستم — توئی ست قبلۂ حاجات سلام علیک
عطاك عم علیٰ کل ذرۃ فامطر — علی غیث عطا من عطا، سلام علیك

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پلک مبارک پر کچھ قطرے جھلکنے لگے، جب منشی عبد الغفار نے یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمدے کہ رضایش ہمہ رضائے خداست — بگو ز من بصلوٰۃ، اے صبا سلام علیک

سامعین اور امام احمد رضا نے مولانا عبد السلام کی طرف دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب مقطع پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا ؎

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہاں! — بصد ادب بہ شما سیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے مولانا عبد السلام سے فرمایا ــ برہان میاں نے لکھا ہے ؟ ماشاءاللہ ! بارک اللہ ! ــ پھر فرمایا، میں غور کر رہا تھا کہ مولانا جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے ؟ کہاں ہیں برہان میاں ؟" مفتی برہان الحق ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوئے، امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا۔

"حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سنانے کی اجازت دی، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا، ــ جسم اقدس پر دوار شامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اڑھادی فقیر کیا حاضر کرے ؟"

اتنا فرما کر سر اقدس سے عمامہ اتار کر مولانا مفتی برہان الحق کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازی عمر و ترقی علم و ثبات و استقامت فرمائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے شاعر کو جو عقیدت ہے اور حضور اکرم کے مقام صفات کا جو تصور شاعر کے ذہن میں بیٹھا ہوا ہے اس کا کیسا والہانہ اظہار ان اشعار میں کیا گیا ہے، کتنے اچھے اور سجے سجے قافیے میں سرکار کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ۱۹۱۹ء ۱۳۳۷ھ میں جبل پور تشریف لے گئے ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عید گاہ کلاں جبل پور میں عام جلسہ ہوا، اسی جلسہ میں مفتی برہان الحق کی دستار بندی ہوئی (تفصیل گزر چکی) امام احمد رضا کے منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت بطور تشکر و سپاس نامہ کچھ کلمات مفتی برہان الحق نے عرض کئے ــ اس وقت فی البدیہہ چند اشعار آپ نے کہے جو بہت پسند کئے گئے، کل اشعار دستیاب نہ ہو سکے صرف تین شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

لہ (الف) محمد برہان الحق رضوی، مفتی اکرام امام احمد رضا ص ۵۶ (ب) ماہنامہ استقامت کانپور مفتی اعظم نمبر ص ۲۶ بابت مئی ۱۹۸۳ء ۱۴۰۳ھ

جب عید ہوگی ، ہوگی یہاں عید آج ہی — وابستگانِ دامنِ احمد رضا کی ہے
گرمی ہے ، تپ ہے ، درد ہے کلفت سفر کی ہے — ان سب پہ پہلوے کی صعوبت بلا کی ہے
خالی گئی نہ پھر بھی تری آستاں رسی — برہان یہ خوبی ترے خلوص و صفا کی ہے[ل]

حضرت مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کا اندازہ اس نظم سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ، ان کی شاعری میں جذبات کی گہرائی خلوص و دردمندی اور عالمانہ بصیرت پائی جاتی ہے ، مفتی برہان الحق نے مسافر کی صعوبتوں کو جن الفاظ اور جس انداز میں پیش کیا ہے ۔ وہ ان کی بلند شاعری کا ایک نمونہ ہے ۔ مفتی برہان الحق ہر صنف سخن پر قدرت رکھتے تھے ، برہان آپ نے تخلص اپنایا۔

شان فتویٰ نویسی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء میں مفتی نقی علی خاں بریلوی نے فتوی نویسی کی مطلقاً اجازت عطا فرمائی ۔ پھر مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء میں امام احمد رضا مستقل طور پر مسند افتار پر فائز ہوگئے ، روز افزوں ترقی سے عالم میں شہرہ ہوگیا اور علمار درسِ افتار لینے کے لئے آنے لگے ۔ ایک زمانہ وہ آیا کہ دارالافتار میں براعظم ایشیا ، یورپ ، امریکہ ، وغیرہ سے استفتار آنے لگے ، ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہوجایا کرتے تھے ۔ امام احمد رضا نے دارالافتار کی عالمی شہرت اور کثرت کار کو دیکھتے ہوئے ایک نظام قائم فرمایا ـــــ امام احمد رضا فتویٰ نویسی کا کام عموماً دو مقام پر کرتے تھے ، ایک باہر دارالافتار میں ـــــ دوسرے زنانہ مکان میں ، دارالافتار میں کام کرنے والے حضرات کو دو منصب عطار کئے ایک پیش کار ـــــ دوسرے امین الفتویٰ ـــــ پیش کار ملک العلمار مولانا ظفرالدین رضوی بہاری اور صدر

ل ـــ امام احمد رضا کے سفر جبل پور کی رپورٹ اور مسلمانان جبل پور کا شاندار استقبال ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۳ ، ۴ ک ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ بابت ۷ ، اپریل سنہ ۱۹۱۹ء شمارہ ۲۷ ، جلد ۵۰ میں دیکھیں ، اس وقت مولانا عبدالسلام کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ۔ وہ خود تشریف فرما ہیں میرے گھر
بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی رہے ــــ امین الفتویٰ کا کام آسان فتوؤں کا جواب لکھنا اور جو فتوے اندر سے آئیں ان کا فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں نقل کرنا تھا، امین الفتویٰ کا کام بہت بڑا تھا، امام احمد رضا بعض مسائل پر اندر سے رسائل لکھ کر بھیج دیتے تھے، پھر ان کی روزانہ کی تصنیف کوئی ایک شخص نقل نہیں کر سکتا تھا۔!

امین الفتویٰ کے منصب پر مولانا سید غلام محمد بہاری، مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی فائز ہوئے، کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالرحمٰن بہاری مفتی نواب مرزا بریلوی امین الفتویٰ ہوئے۔ مفتی نواب مرزا رضوی بریلوی کے ہٹنے پر مولانا شفیع احمد رضوی بیسلپوری امین الفتویٰ ہوئے ــــ ان کے بعد امین الفتویٰ کے منصب پر یکے بعد دیگرے دو نوجوان فاضل آئے، پہلے برہان ملت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، ان کی واپسی وطن کے کچھ دن بعد محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث اشرفی کچھوچھوی نے مسند" امین الفتویٰ" کو رونق بخشی ۔[۱]

مولانا عبدالسلام، مفتی برہان الحق کو زیور علم سے آراستہ کر کے امام احمد رضا کی بارگاہ میں لے گئے، امام موصوف نے آپ کو باقاعدہ فتویٰ نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی۔ اور افتار کی مشق بھی کرائی، مفتی برہان الحق امین الفتویٰ کی خدمت کمال حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ یہی وہ خدمت تھی جس نے آپ کو امام احمد رضا نے اپنا فرزند روحانی فرمایا۔ اور مفتی اعظم جیسی نابغۂ روزگار شخصیت نے آپ کو اپنا بھائی سمجھا ــــ یہی وہ خدمت تھی جس سے آپ دارالقضاء کے معین المفتی مقرر ہوئے، بحمد اللہ تعالیٰ بریلی شریف

---

[۱] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم السطور؛ مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱، ص ۹۰۔
(مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری)

کی یہ شان فتویٰ نویسی آج بھی جاری وساری ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وارث و جانشین، فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (سجادہ نشین آستانہ رضویہ) رونق بزم افتا رہیں۔ نمونہ کے طور پر مفتی برہان الحق کے ایک فتویٰ کی تلخیص ملاحظہ فرمائیں، جس سے ان کی شان فتوی نویسی ظاہر ہوتی ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس معاملہ میں کہ یہاں چند شخصوں نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ ولایتی کپڑے سے نماز ادا کرنا حرام و منع ہے، لہذا کوئی شخص اس سے منکر نہیں ہوسکتا، مگر جس شخص کے پاس کپڑے ہوں، اور وہ غریب ہے اور زیادہ وسعت اس کو نہیں تو کیا کرے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: کپڑا دیسی ہو یا ولایتی اعلیٰ درجہ کا ہو یا ادنیٰ درجہ کا ــــ موٹا ہو یا باریک ــــ دستی بنا ہو یا مل اور مشین کا بشرطیکہ خارجی شرعی وجوہ حرمت و کراہت سے خالی ہو، شرعاً مباح و جائز الاستعمال علی الاطلاق ہے شریعت مطہرہ نے جو حلال فرمایا وہ ہمیشہ حلال ہے کسی کے حرام کئے حرام نہیں ہوسکتا نماز ہر پاک وصاف، طیب وطاہر کپڑے کے ساتھ جائز ہے، خواہ وہ ولایتی ہو یا دیسی، نماز جائز ہونے کے لئے دیسی کپڑے کی تخصیص کرنا، اور ولایتی کپڑے سے نماز حرام و منع بتانا شریعت مطہرہ پر جھوٹا افترا کرنا، اور دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے ــــ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

قل من حرم زینۃ اللہ	اے محبوب کہدو کون جو حرام کرے
التی اخرج لعبادہ والطیب	اللہ کی دی ہوئی اس زینت کو جو اس نے
من الرزق [1]	اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی اور پاک رزق سے۔

اور فرماتا ہے۔

---

[1] القرآن الحکیم، پ

یا ایھا الذین آمنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ؎

اے مسلمانوں ان پاک چیزوں کو حرام نہ کرو جو تمہارے لئے اللہ نے حلال فرمائیں، اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو نہیں چاہتا۔

اے عزیز مسلمانو! اللہ عزوجل نے جو چیز تم پر حرام فرمائیں جس سے بچنے احتراز کرنے کا حکم دیا۔ اسے یقیناً حرام سمجھو اس سے بچو، محترز رہو، اور جو چیز تم پر حلال فرمائی اور تمہارے لئے مباح کیا، تمہیں اختیار ہے اسے استعمال کرو یا نہ کرو، مگر اس کی حرمت کا اعتقاد نہ کرو کہ تمہارا اس حلال یا مباح چیز کو حرام سمجھنا شریعت مطہرہ پر زیادتی ہے، سچ تو یہ ہے کہ ولایتی کپڑے کے ساتھ نماز حرام ہے بتانے والے خود ایسے حرام فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں جس سے اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں صراحۃً منع فرمایا، اور اس کے مرتکب ہونے والوں کو ایمان سے خارج بتایا؛

مسلمانو! غور کرو کہ تمہارے رب عزوجل کے تو یہ ارشاد ہیں اور جو لوگ تمہاری نمازوں کو بلکہ تمہارے باپ دادا کی، اور ان تمام بزرگوں کی نمازوں کو حرام بتا رہے ہیں، جنہوں نے ولایتی کپڑے ہی پر گذر کی، اور عمر بھر کی نمازیں ولایتی کپڑوں کے ساتھ گزاریں ـــ خوب یاد رکھو شریعت مطہرہ نے ولایتی کپڑا تم پر حرام نہیں کیا مسٹر گاندھی حرام کر رہے ہیں۔ دیسی کپڑا پہننا تم پر شریعت مطہرہ نے فرض نہیں کیا۔ مسٹر گاندھی فرض بنا رہے ہیں۔ اب اپنے ایمان سے فیصلہ کرلو، شریعت مطہرہ کی پیروی تم پر فرض ہے یا گاندھی کی؟

الغرض، استفتاء میں مستفسر نے جسے مسئلہ سمجھا ہے نہ وہ شرعی مسئلہ ہے اور نہ اس پر عمل کرنا شریعت مطہرہ کا اتباع، وہ ایک مشرک کا بیہودہ خبط، اور مہمل اختراع ہے، اور اس پر عمل کرنا مشرک کا اتباع، جس کے حرام ہونے پر آیاتِ کریمہ اوپر نقل کر چکا، کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کے متعلق شریعت مطہرہ کی اصل عام یہ ہے کہ ثبوت حرمت کے لئے نص قطعی، اور دلیل و حجت

یعنی شرعی کا ہونا لازم و ضروری ہے اور ثبوت حلت و اباحت کے لئے اس کے منع پر شرع مطہرہ سے کسی خاص دلیل کا نہ ہونا بھی اس کی اباحت و جواز کے لئے کافی ہے، یہ قاعدہ کلیہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ہر چیز کی صفت اصلیہ اس کا مباح ہونا ہے [۱]

مفسر اعظم کے انتقال پر تعزیت نامہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی علیہ الرحمہ

(متولدہ ۱۳۲۵ھ) کے انتقال (۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو یوم شنبہ) پر مفتی محمد برہان الحق رضوی نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں رضوی رحمانی بریلوی اور جمیع صاجزادگان گرامی کو اس طرح تعزیت پیش کی۔

عزیز القدر سعادت شعار ریحانی میاں سلام و دعا!

مزید حیات و ترقیٔ درجات، مولیٰ عزوجل آپ سب بھائیوں بہنوں اور آپ کی محترمہ والدہ کو صبر جمیل کی توفیقِ جلیل مرحمت فرمائے، انتہائی غم و اندوہ کے ساتھ اپنے محترم آقا زادہ، آپ کے والد ماجد حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کی پر حزن و ملال خبر تار میں پڑھکر آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔

"انا للہ تعالیٰ وانا الیہ راجعون"

میرے بچو! باوجود بخار کے اس وقت کلکتہ میل سے روانہ ہونے کی تیاری کی فون پر ان کو اثری سے معلوم ہوا کہ کلکتہ میل دو منٹ میں چھوٹ رہا ہے، گو کلکتہ میل سے روانہ ہونے پر بھی کسی طرح دفن کے وقت نہ پہنچ سکتا تھا۔

برخوردارم! مرحوم کے ضعف اور مرض کی حالت جو فقیر نے آخری ملاقات

---

[۱] فضل حسن صابری، دبدبۂ سکندری رام پور ص ۷، تا ۹، بابت ۱۹ جون ۱۹۲۳ء ج ۵۸

[۲] مفسر اعظم ہند کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی ۱۳۰ علی عمر اسٹریٹ بمبئی ۱۲ رضوی غفرلہ

کے وقت دیکھیں، مایوس کن تھی، بہر حال ایک سایۂ عاطفت تھا جو نہ صرف آپ صاحبزادوں پر سے بلکہ اہل سنت پر سے اٹھ گیا، علیہ الرحمۃ وربنا الرحیم ــ آپ تمام بھائیوں کو صبر و ہمت لازم ہے اور اپنے محترم والد علیہ الرحمۃ کے وقار کا خیال رکھنا، حضرت مفتئ اعظم سے ضرور کچھ اختلافات تھے، اب ان کو ختم کرکے ایسا طرزِ عمل اختیار کیجئے کہ ان کے ہاتھ مضبوط ہوں، اور آپ لوگوں پر انہیں پورا اعتماد ہوجائے، پھر وہ آپ کے نانا ہیں اور دادا بھی ہیں۔ لہٰذا ان کی سرپرستی ہی ان شاء اللہ آپ لوگوں کے لئے باعثِ عزت وافتخار ہوگی ــ ۱۳ صفر (۱۳۸۵ھ) کو صبح یہاں بہت بڑے اجتماع میں ختماتِ قرآنِ کریم وفاتحہ کے بعد تبرک تقسیم ہوا، فقیر نے حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ اور خاندان سے دیرینہ وابستگی اور تعلقات کا ذکر کیا، پورا مجمع چشم پر آب آہ برلب تھا۔ ان شاء اللہ العزیز عرس اقدس میں اگر صحت نے اجازت دی تو حاضر ہوکر قبر شریف سے استفادہ کروں گا ــ فقیر آستاں، برہان الحق قادری رضوی غفرلہٗ جبل پوری[1]

تعارف مشاہیر خلفاء

مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کے خلفاء کی ایک بڑی جماعت ہے، آپ کے خلفاء زمانے کے ہر چیلنج کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، اور اپنے اندر ایسی توانائی اور قوت پاتے ہیں کہ جہاں ہوں وہاں ایک جہاں آباد کردیں ــ مفتی برہان الحق کے خلفاء و تلامذہ کی فہرست راقم کو باوجود کوشش بھی حاصل نہ ہوسکی تاہم مندرجہ ذیل خلفاء کے تعارف سے لوگوں کو روشناس کرائیں۔

(۱) جانشین مفتئ اعظم تاج الشریعہ فقیہہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ (سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ) علامہ

---

[1] عبدالواحد قادری، مولانا: حیات مفسر اعظم ص ۱۰۲، ۱۰۳، مطبوعہ الہ آباد

مفتی محمد اختر رضا خاں ۲۵ فروری ۱۹۴۲ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے، محمد نام پر عقیقہ ہوا، پکارنے کا نام محمد اسماعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا تجویز ہوا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی، ابتدائی کتب سے ہدایہ آخرین تک دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کی بعدہٗ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں فقیہہ اسلام نے "کلیۃ اصول الدین" میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک، تفسیر، حدیث اور جدید علوم کے حصول میں لگے رہے۔ فقیہہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر مصر سے فارغ ہوئے۔ اور سالانہ امتحان میں پورے جامعہ ازہر ہی میں نہیں بلکہ پورے مصر میں اوّل نمبر سے پاس ہوئے، ایسی اعلیٰ کامیابی پر کرنل جمال عبد الناصر نے آپ کو بطور انعام "جامعہ ازہر ایوارڈ" پیش کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا نوری، مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری، علامہ محمد سماحی جامعہ ازہر، مولانا محمود عبد الغفار شیخ الحدیث جامعہ ازہر مصر، قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں مسند تدریس کو زینت بخشی ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے، ۱۹۶۷ء سے افتاء کے کام کو سنبھالا۔ آپ کے فتاوی اقصائے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں، مولانا حسنین رضا بریلوی کی صاحبزادی سے ۳، نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار عقد مسنون ہوا، ۴، ستمبر ۱۹۸۳ء کو پہلا حج ادا فرمایا، دوسرا حج ۱۹۸۵ء میں تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں، اور متعدد بار عمرہ سے فیضیاب ہوئے تیسرے حج کے موقع پر ۲۱، اگست ۱۹۸۶ء شب تین بجے اچانک سعودی حکومت نے بلا قصور گرفتار کر لیا، آپ عرب میں امام حرم کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے بلکہ اپنی جماعت علیحدہ کرتے تھے اس کو قصور بتلایا گیا، اور کافی بحث ومباحثہ ہوا، گیارہ دن جیل میں رکھا۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے ۱۹۶۲ء ۱۳۸۱ھ ۱۵ جنوری کو خلافت اجازت

عطا فرمائی، اور اپنا جانشین منتخب فرمایا۔ ۱۵، نومبر ۱۹۸۴ء کو مولانا سید حسن میاں برکاتی مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری نے تمام سلاسل کی خلافت سے نوازا، آپ کی تصنیفات تقریباً بیس، ہو چکی ہیں جن میں کچھ یہ ہیں، الحق المبین عربی، دفاعِ کنزالایمان، مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ عربی، شرح حدیث نیت، تصویروں کا شرعی حکم، ٹی، وی اور ویڈیو کا آپریشن، حاشیہ عمیدۃ الشہدہ عربی ثانی کا مسئلہ، تین طلاقوں کا شرعی حکم [1]

(۲) مولینا عبدالمبین نعمانی رضوی صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڑھ، حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی بیعت وارادت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ سے رکھتے ہیں، اور اجازت وخلافت سے مفتی برہان الحق جبل پوری نے نوازا [2] اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ذہن رساں، تقوی وپرہیزگاری اور سلامتی طبع جیسے اوصاف سے نوازا ہے، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں رہ کر تعلیم مکمل کی، اور حافظِ ملت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی کی سرپرستی میں دستارِ فضیلت سے سرفراز کیے گئے آپ خوش اخلاق، جید عالم دین، اور متواضع شخصیت ہیں، تصنع وتکبر سے انہیں کوئی واسطہ نہیں، مولینا نعمانی ادیب، مضمون نگار ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ محقق بھی ہیں، آپ نے اہمیت زکوٰۃ، انتخاب اعلیٰ حضرت مسنون دعائیں، فضائل قرآن وغیرہ کی ترتیب دی، ایک عرصہ تک ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے ایڈیٹر رہے، مولانا نعمانی مشہور اشاعتی ادارہ المجمع الاسلامی مبارکپور کے رکن رکین ہیں اور ہنوز دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ راقم السطور پر بڑے مہربان ہیں۔

---

[1] تفصیلی حالات کے لئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء دیکھئے۔ راقم جہان اختر کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہے۔ ۱۲، رضوی غفرلہ، [2] مکتوب گرامی مولانا عبدالمبین نعمانی بنام راقم محررہ ۲۸ ر نومبر ۱۹۸۹ء ۱۲ رضوی غفرلہٗ

(۳) مولانا محمد قاسم عبد الواحد شہید القادری رضوی جبل پوری آستانہ قاسمیہ جبل پور۔

مولانا محمد قاسم بن تاج محمد قادری بن عبد الکریم چشتی ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۳ء کو ممبر کھا ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، آپ کی تعلیم کا آغاز جمادی الآخری ۱۳۸۱ھ ر ۱۹۶۰ء کو جامعہ عربیہ ناگپور سے ہوا۔ ۱۹۶۷ء میں دار العلوم مظہر اسلام بریلی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، اساتذہ میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، حاجی مبین الدین رضوی امروہوی، علامہ تحسین رضا بریلوی ہیں، آپ نے تصنیفی میدان میں بھی طبع آزمائی کی، اور الہامات قادریہ، جامع حقیقت، طلاق ثلاثہ، واقعات کربلا میں حق اور ناحق یادگار ہیں، حضور مفتی اعظم نے ۱۹۶۷ء کو مفتی برہان الحق رضوی نے ۱۹۷۹ء کو اجازت سے سرفراز فرمایا[1]

جماعت ظاہرین علی الحق کی خدمات

۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک کے انسداد کے لئے جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی نے پہلا قدم اٹھایا، اور اسی جماعت کی سرپرستی میں ۱۹۱۹ء کو جماعت انصار الاسلام کا قیام عمل میں آیا جس کے ناظم مولینا حسنین رضا خاں بریلوی تھے، جماعت رضائے مصطفےٰ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں مگر ابھی تک کوئی مستقل کتاب نہیں آئی اور نہ ہی جماعت انصار الاسلام ہی کا تعارف کرایا گیا، جماعت رضائے مصطفےٰ پر اس وقت اتنا میٹر جمع ہے جس سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے۔ تاہم جماعت انصار الاسلام کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

جماعت انصار الاسلام کا مقصد، حفاظتِ مقامات مقدسہ وحمایت سلطنتِ

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱، ص ۵۴۵ تا ۵۴۸۔

اسلامیہ اور مظلومینِ ترک کی ہمدردی میں جائز و مفید کوشش کرنا۔ اور ناجائز و نامفید راہوں سے مسلمانوں کو بچانا ـــــ اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنانِ دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا، اور بالخصوص دشمنانِ اندرونی کے حملوں سے بچانا ـــــ مسلمانوں کو ان کی اخلاقی، معاشرتی، اور اقتصادی مفاد کی طرف رہنمائی کرنا، اور ان میں حقیقی و خالص پابندی احکام شرعی کی راہ بتانا ـــــ یہ جماعت انصار الاسلام کے صاف صاف اور نیک مقاصد ہیں۔ جو آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا، حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں آگے آگے رہے حضرت مفتیٔ اعظم جماعت رضائے مصطفےٰ جماعت انصار الاسلام کے رکن رکین تھے، یہ جماعت جس نے مسلمانانِ عالم اور مسلمانانِ ہند کی خیر خواہی کے لئے وہ سب کچھ کیا جو کر سکتی تھی، جماعت انصار الاسلام بریلی کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں یہ نکات مولینا حسنین رضا بریلوی نے شائع فرمائے۔

(۱) حفاظت مقاماتِ مقدسہ اور مظلومین ترک کی اعانت و امداد۔

(۲) اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت۔

(۳) معاشرتی تمدنی، اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔

(۴) ترک و عرب اتحاد کے لئے کوشش وسعی،

(۵) خلاف شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ۔

(۶) مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا۔

(۷) تجارت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو شوق دلانا۔

(۸) مسلمانوں کے لئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کے لئے کوشش کرنا، [۱]

---

[۱] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، بابت ۱۳ رمئی ۱۹۱۲ء

مولانا مفتی برہان الحق رضوی علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی اسکیم چلائی، ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا، ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا ـــ تو اسی مرد آہن نے میدان میں آکر جماعت رضائے مصطفےٰ اور جماعت انصار الاسلام کے نظریات و افکار کو لیکر جبل پور میں جماعت ظاہرین علی الحق کے نام سے جماعت قائم کی، یہ جماعت ابتداء سے انتہا تک حرکت ہی میں رہی، جب کفر و اسلام کو یکجا کیا جارہا تھا، بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جارہا تھا، شعائر کفر کو اپنایا جارہا تھا، ایک نیا دین بنایا جارہا تھا۔ تو اسی جماعت نے مذکورہ دونوں جماعتوں کے ساتھ بے تابانہ تعاقب کیا، جماعت نے اسلام کی آبرو پر اپنی اساسی زندگی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچالیا، طوفانی ہواؤں میں اسلام کی شمع روشن کی، جماعت ظاہرین علی الحق سے جماعت رضائے مصطفےٰ، جماعت انصار الاسلام کو تقویت پہنچی ـــ شدھی کے زمانے میں مفتی برہان الحق نے درجنوں کے حساب سے ہندؤں کو مشرف باسلام کیا، مولوی محمد ابراہیم ناظم جماعت ظاہرین علی الحق جبل پور کی رپورٹ کے مطابق چند نام آگے پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ وہ نومسلمین ہیں جن کو مفتی برہان الحق نے اپنے دست حق پرست پر مشرف باسلام کیا اور داخل سلسلہ رضویہ سے بھی نوازا۔

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس کو قبول کرنا انسان کی فطرت میں ہے چونکہ انسان فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین مذہب، صرف مذہب اسلام ہے، باقی مذاہب میں اتنی تبدیلی اور ترمیم ہوئی کہ سرے سے محرف ہوگیا: دوسری قومیں اسلام میں جوق در جوق داخل ہورہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ بہت تیزی سے چل رہا ہے۔ راقم کا عینی مشاہدہ ہے کہ جانشیں مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے دولت کدے پر آئے دن ہندو اسلام کے آغوش میں آرہے ہیں۔ اور اسلام اُن کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	سابق نام مع ولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۔	چوبی ولد سکھ دیو	کٹوار	مسماۃ رحیما	سرکھی حال محلہ بھاشلیا
۲۔	لونگی ولد جگت	بردنی	مسماۃ رحیما بی	ریوان ریاست محلہ گوہلپور
۳۔	دمودا ولد درگا	برہمن	مسماۃ کریما	ہنومان تالاب جبلپور
۴۔	بھوری ولد ہتھیوا	کیوٹ	مسماۃ رحمت بی	مدار ٹیکری جبلپور
۵۔	کندیا ولد سمین	کٹوار	مسماۃ رحیما بی	ساٹھیاں کنواں کوٹی گاؤں
۶۔	سندر سنگھ ولد ندو	سکھ	محمد بخش	〃 مہار پنجاب
۷۔	دام جائی ولد چندوا	کرمی	مسماۃ رحیما	بھاشلیا رپورہ
۸۔	گھسیا ولد چندوا	ڈھیمر	مسماۃ رحمت بی	متصل کوٹھی جبل پور[1]
۹۔	سونی ولد نامعلوم	گولی	مسماۃ کلثوم بی	بیل باغ ناگپور
۱۰۔	منی ولد رام لال	کھٹیک	بیبا کلثوم	چیری تالاب جبل پور
۱۱۔	امرت ولد کنجی لال	〃	مسمی امیر احمد	〃
۱۲۔	کملا ولد گنیش	لودی	مسماۃ کریما	موضع اجودن
۱۳۔	کیسریا ولد بھردن	ڈھیمر	سلیما بی	چھوٹا تالاب جبل پور[2]
۱۴۔	سونا ولد چمنیا	تانگھ	رحمت بی	کنجی پورہ جبل پور
۱۵۔	مسماۃ بھودی	دھیمر	کہف بی بی	موتی نالا جبل پور
۱۶۔	سرجو پرشاد ولد جگن ناتھ	برہمن	غلام مصطفٰے	دیچھت پورہ
۱۷۔	چترا ولد موہن	یادو	زینب	بینی سنگھ کی تلیا
۱۸۔	رمیان ولد تلو	کاچنی	زینب بی بی	〃

[1] ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور ص ۸، بابت ۱۷ر ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۵، جلد ۶۰۔

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۱۰، ریکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۷، جلد ۶۰۔

نمبر شمار	سابق نام مع ولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۹۔	کانیر فرانس ولد رایٹ گلینر	عیسائی	احمد بخش	صدر بازار جبل پور
۲۰۔	شیورتن ولد رام دیال	برہمن	محمد بخش عرف شراتی	گاڈرواہ کانپور
۲۱۔	سادھو ولد دیبی	جیکھ	محمد صادق	جبل پور
۲۲۔	سماۃ ہیرا ولد سادھو			" " " [۱]
۲۳۔			کرامت علی	(عیسائیوں کی صحبت میں رہے پھر بعد میں تائب ہوئے)
۲۴۔	سبودیا	برہمن	کریمنا	
۲۵۔	رام بائی	"	رحیما	
۲۶۔	شی بیو	عیسائی	کمال الدین	
۲۷۔	نامعلوم	برہمن	سلیما	
۲۸۔	بوٹی	"	فاطمہ	
۲۹۔	پرمیاب	کرمی	کریما	
۳۰۔	رام لال	لینا	رحیم بخش	
۳۱۔	کشن لال	گوندا	قاسم	
۳۲۔	نامعلوم	برہمن	دولت حسین	[۲]

تاریخ وصال

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمعہ شام سوا چھ بجے حضور برہان الملت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

---

[۱] ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رام پور ص ۷، بابت ۲۶ مئی سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۳۰/۳۱ جلد ۶۰،

[۲] " " " " " " ص ۷، بابت ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۳۱، جلد ۶۰،

دہلی میں اہلسنت کی کتابوں کا عظیم مرکز

اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت
ہشت بہشت	۱۱۰/-	دلائل الخیرات شریف	۲۹/-	نماز کی تعلیم	۸/-	لسان الفردوس	۲/-
جامع کرامات اولیاء	۱۱۰/-	تبلیغی جماعت	۲۵/-	رسول کریم	۸/-	شان حبیب الرحمٰن	
بہجۃ الاسرار شریف	۸/-	فوائد الفواد	۲۵/-	جوان کی حفاظت	۶/-	محمد عربی میدان جنگ میں	
جاء الحق	۵۵/-	راحت المحبین	۲۴/-	شریعت	۶/-	دین مصطفیٰ	۴۰/-
سنی بہشتی زیور	۴۵/-	فضائل درود	۲۵/-	نقش خاتم	۴/-	سلطنت مصطفیٰ	۸/-
شمع شبستان رضا	۱۸/-	جماعت اسلامی	۱۲/-	جلوۂ حق	۴/-	ذکر رضا	۱۰/-
مقالات کاظمی	۴۵/-	کرامات صحابہ	۱۲/-	دل کی مراد	۴/-	میلاد شریف اور علامہ اقبال	۳/-
شام کربلا	۲۵/-	درود تاج پر اعتراضات	۱۲/-	محمد رسول اللہ قرآن میں	۴/-	میاں بیوی کے حقوق	۴/-
عقائد اسلام	۲۵/-	نقش کربلا	۱۲/-	دورِ حاضر میں منکر	۳	احکام شریعت	۳۵/-
بیس تقریریں		غوث الوریٰ	۱۵/-	آئیے حج کریں	۲	مصباح القرآن (اول)	۸/-
نمازیں اور دعائیں	۳۲/-	اسرار الاولیاء	۱۸/-	ایک سفر دہلی سے سہارنپور تک	۳/-	〃 〃 دوم	۱۰/-
اسلام میں پردہ	۳۰/-	راحت القلوب	۱۵/-	سرکار کا جسم بے سایہ	۳/-	〃 〃 سوم	۳۰/-
شریعت و طریقت	۳۰/-	تعزیرات قلم	۱۲/-	زیارتِ قبور	۲/-	خطبات اعظمی اول	۱۵/-
انوار احمدی	۲۵/-	انیس الارواح	۷/-	رہبر و رہنما	۲/-	〃 دوم	۱۲/-
زیر و زبر	۳۲/-	دلیل العارفین	۷/-	الوظیفۃ الکریمہ	۲/-	خطبات ربانی اول	۱۳/-
لالہ زار	۳۰/-	مفتاح العاشقین	۵/-	عورتوں کی نماز	۶/-	〃 دوم	۱۳/-
زلزلہ	۲۵/-	فوائد السالکین	۵/-	طریقۂ فاتحہ	۲/-	خطبات ہاشمی	۱۲/-
انوار الحدیث (اردو)	۴۵/-	مکاشفۃ القلوب	۶۰/-	اذانِ قبر	۲/-	فتوح الغیب	۱۰/-
〃 〃 (ہندی)	۳۰/-	کشف المحجوب	۵۵/-	مزارات پر عورتوں کی حاضری	۴/-	معراج النبی	۱۱/-
انوار شریعت (اردو)	۱۰/-	سبع سنابل شریف	۴۵/-	دعوتِ بیعت	۲/-	سوانح کربلا	۱۰/-
〃 ہندی	۱۰/-	حدائق بخشش	۳۰/-	خلیفہ اور اسلام	۸/-	بارہ تقریریں	۱۹/-
محققانہ فیصلہ (اردو)	۸/-	جانِ جاناں	۲۹/-	فضائل قرآن	۲	پکی نماز	۹/-
〃 (ہندی)	۵/-	انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	۲/-	امتیاز حق	۲۱/-	اسلامی زندگی	۹/-
خطبات محرم	۵۰/-	دعوتِ فکر	۱۵/-	تدوین قرآن	۲۳/-	امام احمد رضا کا مقام امتیاز	۳/-
ضروری مسائل	۶	تبلیغی جماعت کا فریب	۲/-	فتاویٰ افریقہ	۱۴/-	میلاد النبی	۵/-
فقہی پہیلیاں	۳/-	نماز کا آسان طریقہ	۴/-	رسالہ جنگ	۳/-	حاضر و ناظر کا ثبوت	۴/-
تعظیم نبی	۸/-	جنتی زیور		اہمیت زکوٰۃ (ہندی)	۲/-	میلاد و قیام کا ثبوت	۵/-
علم اور علماء	۱۰/-	سیرت اعلیٰحضرت	۱۴/-	عقائد علماء دیوبند	۲/-	ماہ شعبان اور شب برات	۵/-
نورانی تعلیم کامل		امام احمد رضا اور تصوف	۱۴/-	محبت کی نشانی	۸/-	زکوٰۃ کی اہمیت	۴/-

ترجمہ [illegible] ۸۰/-

[illegible] ۱۵/- (۱۰)

مسائل رمضان ۴/-

مکتبہ جام نور ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

کچھ اپنی کچھ ان کی

ڈاکٹر سید عبداللہ طارق، رامپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر سید عبداللہ طارق صاحب مذاہب عالم پر اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ تقابل مذاہب پر ہندوستان کے اکثر اخبارات میں آپ کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ اب ادارہ سنی دنیا نے آپ کی خدمات حاصل کرلی ہیں ہم "کچھ اپنی کچھ ان کی" کے عنوان سے تقابل مذاہب کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد وحید یہ ہے کہ قارئین سنی دنیا کو غیر مسلموں کے خلاف علمی دفاع کے لئے تیار کرنا اور ان کو دعوت دین پیش کرنے کے لئے مواد فراہم کرنا ——— ایڈیٹر

اسم ذات اور اسمائے صفات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو انتہائی مہربان ہے اور ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

خوش نصیب ہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے امتی جو اپنی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے کام کی ابتداء ان کلمات سے کرتے ہیں اور اس طرح روزانہ نہ جانے کتنی مرتبہ توحید کا سبق یاد کرتے ہیں۔ عقد بندگی کی تجدید کرتے ہیں کہ کارساز حقیقی تو وہی ہے۔ اس مختصر جملے میں باری تعالٰی جل جلالہ کے دو صفاتی ناموں "الرحمٰن" اور "الرحیم" کے علاوہ ایک اسم ذات اللہ ہے۔ ذرا غور کریں تو اللہ بھی اس کی ایک صفت ہی ہے۔ عربی کا یہ لفظ اَلْ اور اِلٰہ کا مرکب ہے۔ اِلٰہ معنی معبود اور اَلْ عربی زبان میں تخصیص کے لئے استعمال

ہوتا ہے۔ یعنی وہ خاص معبود جو اصل معبود ہے۔ بے شمار صفات میں سے اس کی صفت معبودیت ہی سے اس کا اسم ذات کیوں قرار پایا۔؟ کیونکہ اس ایک صفت کے علاوہ اس نے اپنی تمام صفات کا پرتو اپنی پہلی تخلیق کی وساطت سے تمام بنی نوعِ انسان پر ڈالا۔ مثلاً "رؤف" اور "رحیم" اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ لیکن اللہ نے اپنے محبوب ترین بندے کو بھی قرآن کریم میں اپنے یہ صفاتی نام عطا فرمائے.........

"بالمؤمنین رءوف رحیم۔ ہ"
(سورۃ التوبہ۔۱۲۸)

"وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہیں۔" اسی طرح قرآن کریم میں انسان کو سمیع اور بصیر کہا۔

"فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً۔ ہ"
(سورۃ الدہر۔۲)

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی تخلقوا باخلاق اللہ اللہ کی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی تمام صفات کا ایک عکس اپنے نائب اشرف المخلوقات کو عطا فرمایا۔ بجز ایک صفتِ معبودیت کے کہ جس کے بارے میں فرمایا

لا الٰہ الا اللہ

اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے

اُس کی اِس صفت کا کوئی پرتو، کوئی عکس کوئی جز کسی مخلوق میں نہیں ہے۔ پچھلی امتوں نے اپنے بزرگوں اور رسولوں سے عقیدت میں غلو کیا اور انھیں بھی معبود بنالیا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی میں شریک کرلیا۔ شہ انبیاء خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی مبادا اس غلطی کا شکار نہ ہوجائیں اس لئے کلمۂ شہادت کے الفاظ ہماری ہر دم یاد دہانی کے لئے عطا فرمائے گئے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ
واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں" معبود ہونے کے معاملے میں وہ یکتا ہے یہی وجہ ہے کہ معنی کے اعتبار سے اللہ یا الٰہ اسم صفت ہونے کے باوجود باری تعالیٰ کا اسم ذات قرار پایا۔

اسم ذات کا ترجمہ نہیں ہے

لفظ "اللہ" کی یکتائیت پر غور کیجئے۔ اس ذاتِ بزرگ و برتر کے لئے دنیا کے کسی بھی مذہب یا زبان میں بولا جانے والا یہ ایسا لفظ ہے جو کبھی جمع کے صیغے میں استعمال نہیں ہوا۔ سنسکرت الفاظ

دیو اور دیوتا کی جمع "دیووں" اور "دیوتاؤں" ہے۔ بھگوان کو جمع میں "بھگوانوں" کہتے ہیں۔ انگریزی لفظ (God) گاڈ کی جمع (Gods) گاڈز لکھی جاتی ہے۔ اور فارسی کا خدا جو ہم مسلمانوں میں بکثرت رائج ہے، وہ بھی جمع میں خداؤں ہوجاتا ہے۔ لیکن۔

اللہ کی کوئی جمع نہیں ہے
کبھی دنیا میں کسی نے
اللہوں استعمال نہیں کیا ہے

معلوم ہوا کہ اللہ کے تمام صفاتی ناموں کا ترجمہ دیگر زبانوں میں ممکن ہے لیکن اللہ چونکہ اس کا اسم ذات ہے اس لئے نہ اس کی جمع ہے اور نہ اس کا ترجمہ کسی زبان میں ممکن ہے۔ چونکہ اللہ کا پیغام جس ملک اور جس قوم کی طرف آیا اسی ملک کی زبان میں نازل ہوا۔ (وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ انہیں صاف بتائے۔ سورہ ابراہیم ۴) اس لئے یہ اصول بھی واضح ہوگیا کہ پچھلے صحائف میں اللہ کا کلام مختلف زبانوں میں نازل ہوا، اور ان تمام صحائف کی تمام زبانوں میں اللہ کے صفاتی نام تو ان زبانوں کی مخصوص لغت کے مطابق استعمال کئے



گئے۔ لیکن لفظ اللہ میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ ان سبھی پچھلی کتابوں میں بھی اسی شکل میں نازل ہوا تھا۔

ثبوت نہیں مٹ سکے

دنیا کے مختلف مذاہب کی کتابوں اور مختلف زبانوں میں گو یہ لفظ آج نہیں پایا جاتا لیکن اس کے ثبوت مٹائے نہیں جاسکے۔

الٰہ جس سے "اللہ" لفظ بنا ہے معمولی صوتی تبدیلیوں کے ساتھ دنیا کی تمام مذہبی زبانوں میں معبود ہی کے معنوں میں آج بھی موجود ہے۔ الہ، ایلا، ایلیا، ایل، الا، لاہ، لاہوت، الوہ مختلف زبانوں میں معبود کے لئے استعمال ہوتے

ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھیں۔
اگنم ایلے (رگ وید ۱:۱:۱) میں سب سے آگے کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔
نابھا پر تھیوُیا الاسپدُ (رگ وید ۳:۲۹:۵) نافِ زمین پر اِلا کا مقام (یعنی بیت اللہ)
ایلی ایلی لما شبقتنی (متی کی انجیل۔ ۴۶:۲۷) اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔؟
اِلوہی اِلوہی لما شبقتنی (مرقس کی انجیل ۳۴:۱۵) اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔؟
اسی طرح بودھ مذہب کے تبتی لاماؤں کی زبان میں "لاہ" اور جنوبی امریکہ کے ریڈ انڈین قبائل کی زبان میں " آتے گئی " معبود کے لئے بولا جاتا ہے

وائے محرومی :-

واقعی کتنے محروم ہیں وہ لوگ جو مالکِ کائنات کے اصل نام کو بھی بھول چکے ہیں عیسائیوں کو دیکھئے۔ ان کے یہاں کسی کام کو کرنے سے پہلے خدا کے نام ___ کوئی سا بھی نام، جو بھی ان کے یہاں رائج ہے ___ سے شروع کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس معاملے میں تو اُن سے ہندو بہتر ہیں جن کا علم عیسائیوں سے ہزارہا برس قدیم ہے۔ وہ اپنے کاموں کی ابتدا میں "اودم نمہ" "ہم خدا کے آگے سر جھکاتے ہیں۔" کہا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ 'برہما' 'وشنو' 'شیو' وغیرہ ہندوؤں کی مانی جانے والی مذہبی کتاب وید میں ایک خدا کے صفاتی نام ہیں۔ جنھیں ویدوں سے کٹ جانے کی وجہ سے ہندوؤں نے دیوتاؤں کا مقام دے دیا اور ان کی سے شکلیں و مورتیاں متصور کرلیں لیکن "اوم" کی کوئی مورتی آپ نے کبھی نہیں دیکھی ہوگی یہ آج بھی نراکار (یعنی غیر متجسم خدائے واحد کے لئے ہی بولے جانے والے چند ناموں میں سے ہے۔

ستیارتھ پرکاش کی اسلام دشمنی

ہندوؤں میں ایک فرقہ ہے جو اِن سب سے زیادہ محروم ہے۔ آریہ سماج۔ مسلمانوں کے خلاف تعصب میں یہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس گروہ کے افراد کی کٹ حجتیوں اور کج بحثوں کا حال یہ ہے کہ یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اللہ کا عطیہ اور انعام ہونے کے عقیدے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی شری دیانند سرسوتی کی تصنیفات میں سب سے مشہور کتاب کا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔ اس کا چودھواں باب اسلام اور قرآن کے مضحکہ کی نذر ہے۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔

اس تحریری سلسلے میں میں کسی کسی جگہ ستیارتھ پرکاش کے اس باب کی عبارات نقل کرونگا تاکہ مسلمانوں کو یہ اندازہ ہو سکے کہ سلمان رشدی کی شیطانی آیات جس پر بے مثال عالمگیر احتجاج کا مظاہرہ کیا گیا، ستیارتھ پرکاش کی زہرناکیوں کے آگے بچگانہ محسوس ہوتی ہیں۔ ان حوالوں کا مقصد مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنا ہرگز نہیں ہے۔ نبی رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثاروں میں یہ توازن موجود ہے۔ کہ وہ سلمان رشدی کے مرتد اور دیانند سرسوتی کے غیر مسلم ہونے کے فرق کو ملحوظ رکھیں گے۔ شری دیانند الٰہی عدالت میں اپنے اعمال کی جواب دہی کر رہے ہوں گے۔ لیکن ان کی یہ کتاب آج بھی سے لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر لاکھوں آریہ سماجیوں کے ذہنوں کو مسموم کر رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم چاہے جتنے مجروح ہوں لیکن مشتعل نہ ہوں اور دعوتِ دین کے جذبے کے تحت آریہ سماجیوں کو موزوں دلائل سے سمجھانے کی کوشش کریں۔ اس لئے جہاں جہاں میں ستیارتھ پرکاش کی عبارات نقل کروں گا، ہندوؤں کی تسلیم کردہ ــــ کتاب وید سے ہی اس کے خلاف دلیلیں بھی پیش کروں گا۔ تاکہ امتِ مسلمہ کے افراد علمی ہتھیاروں سے لیس ہو سکیں۔ فقیہِ امت حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا تھا کہ۔

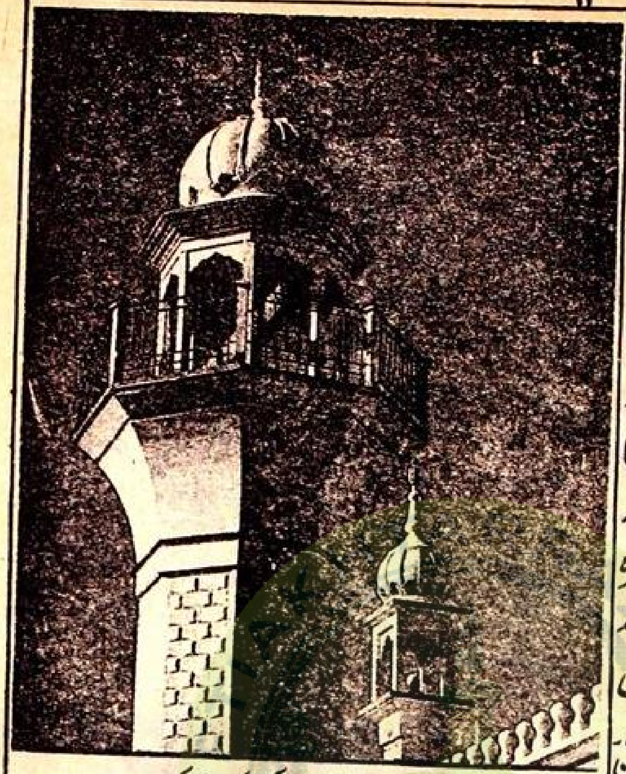
"قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک ایک کڑی علاحدہ کر دے جس نے اسلام میں ہی آنکھیں کھولیں اور جاہلیت سے بالکل نا آشنا ہے۔"

بسم اللہ پر اعتراض

جاہلیت یا ضلالت ہر دور میں بھیس بدل بدل کر حملہ آور ہوتی ہے۔ شری دیانند سرسوتی کے لبادے میں اسے دیکھیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول (یعنی بسم اللہ) سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم ایسا کہو تو بھی درست نہیں کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئے گا۔ اور اس کا نام بھی بدنام ہو جائے گا۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانوروں کو مار کر سخت ایذا دلائی اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی اجازت کیوں



گیانا پیرس ہال مسجد کی ایک جھلک

دی۔؟ کیا وہ ذی روح، بے گناہ اور خدا کے بنائے نہیں ہیں۔؟ پس یہ کہنا تھا کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع۔ خراب باتوں کا نہیں۔" یہ الفاظ (یعنی بسم اللہ۔۔۔) مبہم ہیں۔ کیا چوری، زناکاری، دروغ گوئی اور ادھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے۔؟ اس وجہ سے دیکھو کہ قصاب وغیرہ، مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی بسم اللہ اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے۔ تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم حیوانات کے لئے نہیں ہے (العیاذ باللہ)

جھگڑا، خاموشی یا ترکی بہ ترکی؟

آریہ سماجیوں کو ستیارتھ پرکاش کے اس قبیل کے بہت سے اعتراضات رٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن سے وہ اپنے واقف مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ ایک مسلمان بھائی ایک مرتبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فلاں آریہ سماجی نے ان سے یہ کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا کا کلام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خدا فرماتا تو الفاظ کچھ اس طرح کے ہوتے کہ "شروع کرو میرے نام سے میں نہایت مہربان اور رحیم ہوں" یہ تو انسان مخاطب ہے کہ "شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔۔۔۔۔"

میں نے دریافت کیا کہ "آپ نے کیا جواب دیا۔"؟

"میں کیا جواب دیتا۔؟" انھوں نے کہا۔ "یا تو جھگڑا کرتا یا خاموش رہتا۔ میں نے خاموشی بہتر سمجھی"

ایسے مواقع کے لئے ہمارے

پاس ایک تیسرا ان سے بہتر راستہ ہے۔ ترکی بہ ترکی جواب ۔ جو اگر حکمت کے ساتھ ہو تو معترض کو لاجواب تو کر ہی دے گا۔ اور کیا عجب کہ اگر ہم دعوت دین کی نیت اور ہدایت کی دعا بھی کر لیں تو ان میں سے بعض دینِ اسلام کے خلاف اپنے تعصب کو چھوڑ کر سوچنے اور سمجھنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ یاد رکھئے کہ جو کفر میں جتنا متشدد ہوتا ہے اسلام میں داخل ہونے کے بعد اسلام کا بھی اتنا ہی وفادار سپاہی ثابت ہوتا ہے۔

اعتراضات ترتیب وار

شری دیانند کے اعتراضات کو جو کہ ایک ہی بات کی بار بار تکرار سے بے ربط ہو گئے ہیں۔ پہلے ذیل میں نمبر وار ترتیب دے لیں۔

۱۔ "شروع ساتھ نام اللہ" کے .... یہ طرز تخاطب انسانوں کا ہے۔ اللہ کا کلام یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے کلام کے الفاظ یوں ہوتے کہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے میں نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔"

۲۔ اگر انسانوں کو اپنے کاموں کی ابتدا میں ان کلمات کو ادا کرنے کی تاکید ہوتی تو الفاظ اس طرح ہوتے کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع۔ خراب باتوں کا نہیں۔" اس طرح تو ہر برے کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے گناہ بھی خدا کے نام پر ہوں گے۔

۳۔ جانوروں کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بے رحمی کے کام ہیں کیونکہ جانور ذی روح اور بے گناہ ہیں اس لئے ایسے احکامات دینے والا خدا رحیم ثابت نہیں ہو سکتا۔ (نعوذ باللہ من شرور ذلک)

جواباً انہیں کے عقائد سے نکالیں

مندرجہ بالا قسم کی کج بحثوں اور جاہلانہ اعتراضات کے جواب میں اگر آپ معروف و مشہور دلائل کے ڈھیر بھی لگا دیں گے تو اپنا وقت اور قیمتی محنت ضائع کریں گے چاہے آپ کے دلائل کتنے ہی معقول اور عالمانہ کیوں نہ ہوں۔ یہاں ضرورت ہے کہ آپ اپنے جوابات خود انہیں کے عقائد میں سے نکالیں۔ میرا متعدد مرتبہ کا عملی تجربہ ہے کہ ایسے جوابات کے نتیجہ میں یا تو وہ راہِ فرار اختیار کرتے ہیں اور بعض مواقع پر متاثر ہو کر سنجیدہ طرزِ عمل بھی اختیار کرتے ہیں۔

پہلا جواب

پہلے اعتراض کو ہی لیں۔ میرے سامنے جب یہ سوال آئے گا تو میں جو جواب دوں گا اور

قارئین کو بھی اسے یاد کر لینے کا مشورہ دونگا ——— وہ یہ ہے۔

قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں موقع و محل کی فصاحت و بلاغت کی رعایت سے تین طرزِ تخاطب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اختیار فرمائے ہیں۔

(الف) کہیں ذاتِ باری تعالیٰ خود انسانوں سے یا کسی مخصوص قوم سے یا نبیٔ کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہے۔

(ب) کہیں متکلم غائب محسوس ہوتا ہے یعنی ایسا لگتا ہے کہ کلام کرنے والا کوئی تیسری ذات ہے۔ جیسے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ "وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(ج) اور کہیں بندوں کو اللہ کی حمد وثنا یا دعا کے الفاظ سکھاتے ہوئے فصاحتِ کلام کے پیشِ نظر اس قسم کے الفاظ محذوف یعنی پوشیدہ ہوتے ہیں کہ "میرے نیک بندے یہ پکار اٹھتے ہیں ....." یا "اے میرے محبوب بندو تم یوں دعا کیا کرو ....." مثلاً رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ "اے ہمارے رب تو نے یہ (آسمان و زمین) بیکار نہیں پیدا فرمائے۔ تو پاک و بے عیب ہے۔ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ اعتراض کا معقول جواب ہے لیکن نامعقول اتنی بات سے مطمئن نہیں ہوگا اِس لئے اِس جواب کی پشت پناہی کے لئے جواب کا ترکی بہ ترکی حصہ بھی ضروری ہے۔

وید جو آریہ سماجی عقیدے کے مطابق کلامِ الٰہی ہیں اُن میں بھی خدا کی طرف سے ان سبھی طرزِ تخاطب کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً :—

خدا کے براہ راست تخاطب کی مثال :

"میں ایشور سب سے بیشتر موجود ہوں۔ میں تمام عالم کا مالک ہوں۔ میں عالم کی قدیم علت اور تمام نعمتوں کو اپنے حیطۂ اختیار میں رکھنے والا حقیقی منعم ہوں۔ جیسے بال بچے اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں ایسے ہی تمام ارواح مجھے امداد کے لئے پکاریں۔ میں اس کائنات کے قوام کے لئے جو تمام اہلِ عالم کی راحت کا باعث ہے انواع واقسام کے خوراک وغیرہ وسائلِ زیست کی تقسیم کرتا ہوں۔"

(رگ وید ۱۰ : ۴۸ : ۱)

متکلم غائب کی مثال :

"اے انسان اس دنیا میں جس قدر عالم یعنی اجرام ہیں ان سب پر محیط ہو کر انضباط میں رکھنے والا پرمیشور کہلاتا ہے اس سے ڈر اور غیر منصفانہ طور پر کسی کے مال و زر کی خواہش مت کر۔ اس بے انصافی کو ترک کر اور دھرم یعنی عادلانہ رویّہ کے ذریعہ سرورِ ذات سے مستفیض ہو۔"

(یجر وید ۴۰ : ۱)



تیسرے طرز کی مثال جو اس سے پہلے اعتراض کا اصل الجواب ہے کیونکہ یہاں بظاہر خدا مخاطب نہیں ہے بلکہ بندہ خدا سے مخاطب نظر آتا ہے:

"آپ نورٌ علیٰ نور ہیں۔ مجھ میں بھی اپنے نور کی تجلی کیجئے۔ آپ کی قدرت لا محدود ہے۔ مجھے بھی اپنے فضل سے کامل ہمت اور قدرت عطا کیجئے۔ آپ کی طاقت لا انتہا ہے مجھے بھی اپنی طاقت سے مستفیض کیجئے۔ آپ کی قوتِ کامل اور بے کراں ہے مجھے بھی اس کامل قوت سے بہرہ اندوز کیجئے۔ بُرے افعال اور اشخاص پر آپ کی نگاہ غضب ہے مجھے بھی نگاہِ غضب عنایت کیجئے۔ آپ مذمت اور تعریف سے مستغنی ہیں اور جو آپ کے خلاف جرم کرے اس کے لئے آپ بے حد تحمل ہے اپنے فضل سے مجھے بھی ویسا ہی کیجئے۔"

(یجر وید ۱۹ : ۹)

وید منتروں سے مندرجہ بالا تراجم میں نے خود نہیں کئے ہیں۔ ہندوؤں میں سے کسی ایسے پنڈت کے ترجمے بھی یہ نہیں ہیں جن کے مسلک سے آریہ سماجیوں کو اختلاف ہے۔ یہ تراجم خود شری دیانند سرسوتی کے ہیں اور اسی ستیارتھ پرکاش کے باب ہفتم میں درج ہیں جس کے چودھویں باب میں بسم اللہ پر ان کا اعتراض چھپا ہوا ہے۔ جس دلیل سے وہ بسم اللہ کے خدا کے الفاظ ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ اس دلیل سے تو وید باطل ہوئے جارہے ہیں، جنھیں وہ کلام الٰہی مانتے ہیں۔ کوئی اعتراض کرے تو کرے کم از کم آریہ سماجیوں کو اس قسم کے اعتراض کا حق نہیں ہے۔

دوسرا جواب

اب دوسرے اعتراض کو لیں۔ کسی مسلمان کو

کسی بُرے کام یا گناہ کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اگر وہ کرے گا تو گنہگار ہو گا۔ اس لئے کسی بُرے کام کو خدا کے نام سے شروع کرنے کی گنجائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا در اصل شری دیانند کو اچھے اور بُرے کاموں کی فہرست ہی پر اختلاف ہے۔ مثلاً ان کے نزدیک جانوروں کا ذبیحہ گناہ ہے اور بقول ان کے اس گناہ کے کام پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے۔

میرے سامنے جب یہ سوال رکھا گیا تو میں نے معترض سے ایک جوابی سوال کر ڈالا "کسی عورت کے ساتھ بغیر شادی کے بندھن میں بندھے زندگی گزارنا اور اس سے تعلق زن و شوہر قائم رکھنا اچھا فعل ہے یا بُرا"۔؟

"یہ بدکاری اور حرام کاری ہے" انھوں نے بے جھجک جواب دیا۔

اب میں نے انھیں سمجھایا ۔۔۔ "دیکھئے آپ اسے بدکاری کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ اسی عورت سے شادی کے بغیر زندگی بھر نباہ کرنے کا عہد کریں اور اپنے عہد کو پورا بھی کریں، اس کے حقوق کی حفاظت کریں، اسے اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو جائداد میں وارث قرار دیں تب بھی آپ اِسے حرام کاری ہی کہیں گے اور اولاد کو ناجائز اولاد سمجھیں گے۔"

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا تو میں آگے چلا۔

"لیکن اسی عورت کے ساتھ جب آپ اگنی کے سات پھیرے کر لیتے ہیں اور اسے گھر لاکر اس سے وہی معاملہ کرتے ہیں تو یہ بدکاری جائز ہو جاتی ہے۔ وہ آپ کی دھرم پتنی بن جاتی ہے۔ عملاً دونوں طریقوں میں کیا فرق ہوا۔؟ دونوں جگہ جسمانی تعلق قائم ہو رہا ہے دونوں جگہ زندگی بھر وفاداری کا عہد ہے اور حقوق کی ادائیگی ہے پھر ایک کو حرام کاری اور دوسرے کو مستحسن کیوں کہتے ہیں۔؟ پھیروں سے کیا فرق واقع ہو گیا۔؟ کیا چکر لگانے سے گناہ ثواب میں تبدیل ہو گیا۔؟ نہیں بلکہ اصل فرق یہ ہوا کہ پھیروں کے بعد آپ اسے ایشور کے نام پر گھر لائے اس لئے وہ آپ کی دھرم پتنی کہلائی۔ دیکھئے کیسے ایک وہ عمل جسے آپ خود گناہ کہتے ہیں۔ ایشور کے نام سے کرنے میں آپ ہی کے بقول ثواب میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن ہر عمل کے معاملے میں یہ حکم نہیں ہے بلکہ کچھ فعل ایسے ہیں جن کو اگر خدا کے نام پر نہ کیا جائے تو وہ حرام رہتے ہیں اور خدا کے نام پر وہ حلال ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا ہی کی طرف سے ان افعال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر اعمالِ بد جو مطلقاً گناہ ہیں اور جنھیں خدا کی طرف سے کسی حال میں اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان پر اگر خدا کا نام لیا جائے گا تو دوہرا گناہ ہو گا کیونکہ یہ نافرمانی اور چوری سینہ زوری ہو گی۔ یہی شکل

ذبیحہ کی ہے۔ جانوروں کا قتل اگر وہ حفاظتِ خود اختیاری کے لئے نہ ہو تو حرام ہے۔ انھیں کھانے کے لئے مارنا بھی حرام ہے لیکن غذا کے لئے اگر اللہ کے نام پر ان کے گلے پر چھری چلائی جائے تو یہ عمل مستحسن ہو جاتا ہے۔۔۔۔"

اس جواب کا باقی حصہ میں اس موقع پر نقل نہیں کر رہا ہوں کیونکہ بسم اللہ پر اعتراض سے متعلق مندرجہ بالا حصہ ہی ہے۔ باقی حصہ میں میں نے ان پر یہ ثابت کیا تھا کہ جانوروں کی قربانی ہندو دھرم میں بھی مستحسن رہی ہے۔ اور پابندی آپ کی اپنی خود ساختہ ہے۔

تیسرا جواب

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ جانوروں کو ذبح کرنا بے رحمی ہے کیوں کہ ان میں روح ہوتی ہے اور وہ بے گناہ ہوتے ہیں۔ اس کا منہ بند کرنے والا جواب بھی یاد رکھیں۔

(الف) شری دیانند کے عقیدے کے مطابق جانور بے گناہ نہیں ہوتے بلکہ سب کے سب گناہوں کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ خود انھیں کے الفاظ میں دیکھیں۔

" جب گناہ زیادہ اور ثواب کم ہوتا ہے تو انسان کی روح کو حیوانات وغیرہ ادنیٰ درجہ کا قالب عطا ہوتا ہے۔

(ستیارتھ پرکاش۔ باب نہم)

(ب) شری دیانند کے آواگون کے عقیدے کے مطابق نباتات کی پیدائش بھی گناہوں کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور جو زیادہ گنہگار ہوتے ہیں ان کے مرنے کے بعد اُن کی ارواح نباتات کے قالبوں میں سزا بھگتنے کے لئے جنم لیتی ہیں۔

جو غایت درجہ کے تموگنی (گنہگار) ہوتے ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ اور کیڑے، مکوڑے، مچھلی، کچھوا، سانپ اور ہرن وغیرہ کا قالب اختیار کرتے ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش۔ باب نہم)

آپ آریہ سماجیوں سے سوال کریں کہ جانور کو ذبح کرنا اگر اس کے ذی روح ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے تو تمہارے ہی آواگون کے عقیدے کے مطابق نباتات میں بھی گنہگار انسانوں کی ارواح ہی جنم لیتی ہیں انھیں کھانا بھی اتنا ہی ناجائز ہے جتنا جانوروں کا گوشت۔ سبزی ترکاری بھی تمہارے لئے گوشت کی طرح حرام ہے تم اپنے کھانے کے لئے مٹی، پتھر اور کوئلہ پینے کا انتظام کرو۔

لاجواب کریں لیکن دعوت کی نیت بھی ہو۔

یاد رکھئے مندرجہ بالا جوابات کٹ حجتی کا راستہ بند کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن غیر مسلم سے گفتگو کرتے وقت اس کی

ہدایت کی دعا کے ساتھ ساتھ دعوت پیش کرنے کی نیت بھی کیجئے۔ اپنا لہجہ درشت نہ ہونے دیجئے اور جب وہ لاجواب ہو جائے تو اسے دیگر مثبت جوابات اور دلائل سے مطمئن کرنے کی کوشش بھی ضرور کیجئے۔

انشاء اللہ، اللہ کی بارگاہ میں آپ کا یہ عمل باعث اجر و ثواب ہو گا۔ اس کی کٹ حجتی اور جہالت کے باعث آپ کو جو دکھ پہنچے اس پہ صبر کرنے سے آپ کے گناہ بھی معاف ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں اللہ رب العزت اس کا سینہ ہدایت کے لئے کھول دے اور زمین و آسمان آپ کی خوش بختی پر رشک کرنے لگیں کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

یَا عَلِیُّ لَأَنْ یَّهْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔

"اے علی! اگر ایک انسان کو بھی اللہ تمہارے ذریعہ ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔"

اللہ کے نام پر میں نے اس تحریر کو شروع کیا تھا اور اب اللہ کے نام سے ختم کرتا ہوں۔ اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ کسی اگلے شمارے میں پھر اسی عنوان کے تحت مذاہب کے تقابلی مطالعے کے موضوع پر ملاقات ہوگی۔

ایمان و عمل کو سنوارنے کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے

صوبہ اترپردیش میں اہلسنت کی تصانیف شائع کرنے والا واحد ادارہ

اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت
بہار شریعت مکمل مجلد	۴۰۰/..	رسالہ بینک و ڈاکخانہ	۲/..	الدولۃ المکیہ	۴۰/..
بہار شریعت مکمل غیر مجلد	۳۵۰/..	فضائل درود وسلام	۲/..	بدایۃ الصرف	۹/..
الامن والعلی	۲۴/..	اذان قبر وصلوٰۃ غوثیہ	۵/..	بدایۃ المنطق	۹/..
الاستمداد	۱۸/..	نور المصطفٰے	۱۴/..	بدایۃ النحو	۹/..
تمہید ایمان بآیات قرآن	۵/..	مسائل خمسہ	۱۳/..	بدایۃ الحکمت	۵/..
ختم النبوۃ	۱۵/..	فتاویٰ افریقہ	۲۵/..	سلام رضا	۱/۵۰
حسام الحرمین	۱۸/..	بیعت وخلافت	۶/..	**جدید مطبوعات**	
حدائق بخشش	۱۸/..	شواہد النبوۃ	۴۵/..	سامانِ بخشش	زیر طبع
ثبوتِ فاتحہ	۶/..	حیات اعلیٰحضرت	۳۰/..	شرح شفا شریف	" "
رسالہ تعزیہ داری	۳/..	مجموعہ اعمال رضا مکمل مجلد	۵۰/..	سوانح اعلیٰحضرت	" "
حقوق اولاد	۱/..	الجواہر الصافیہ شرح کافیہ	۵۵/..	رسائل اعلیٰحضرت، چند نایاب و نادر	

نوٹ :۔ تاجران کتب کو خصوصی رعایت سے کتابیں دی جاتی ہیں۔ ایک پوسٹ کارڈ لکھکر فہرست کتب طلب فرمائیں

قادری بک ڈپو۔ نومحلہ مسجد۔ بریلی شریف

QADRI BOOK DEPOT

Naumahla Masjid, BAREILLY (U- P-) 243003

بہارِ شریعت انگریزی میں

صدر الشریعہ علامہ امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق تصنیف "بہار شریعت" جو کہ ہر مکتب فکر کے لوگ اپنے مطالعہ کیلئے رکھتے ہیں۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ حضرت مولانا نور الدین نظامی صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور نے کر دیا ہے۔ ضرورت مند حضرات آرڈر دیکر منگا سکتے ہیں۔

پتہ :۔ محمد نور الدین نظامی حبیبی پرنسپل گورنمنٹ اردو کالج مدرسہ عالیہ رام پور (یوپی)

تحقیق کے نام کو داغدار کرنے والے

از: سید مجیب الرضا بریلوی ریسرچ
اسکالر روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور فن پر ریسرچ کرنے کی آرزو بفضلہ تعالیٰ پوری ہوئی، روہیلکھنڈ یونیورسٹی نے میرا رجسٹریشن قبول کرتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت اور فن کا عنوان مجھ کو تفویض کیا اور میں نے ریسرچ کا آغاز کرنے کے لئے، اردو محققین کی تصنیفات کی ورق گردانی شروع کی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، نام نہاد محققین اردو نے معیار تحقیق انتہائی پست کر دیا ہے بلکہ یہ کہوں کہ لغویات و بہتان کا نام اردو کے نام نہاد محققین نے ریسرچ تصور کر لیا ہے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ جس کی مثال میں ماہنامہ "سنی دنیا" کے گذشتہ شمارہ میں پیش کر چکا ہوں۔

زیر نظر مضمون میں روہیلکھنڈ یونیورسٹی سے ملحق بریلی کالج بریلی کے شعبۂ فارسی کے صدر پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب کی تصنیف "خرمن شعور" زیر مطالعہ آئی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے متعلق آپ نے جو ریسرچ کی ہے، قبل اس کے کہ اس پر کچھ تبصرہ کروں مگر پہلے قارئین کی خدمت میں ان کی تحقیقی صلاحیت کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

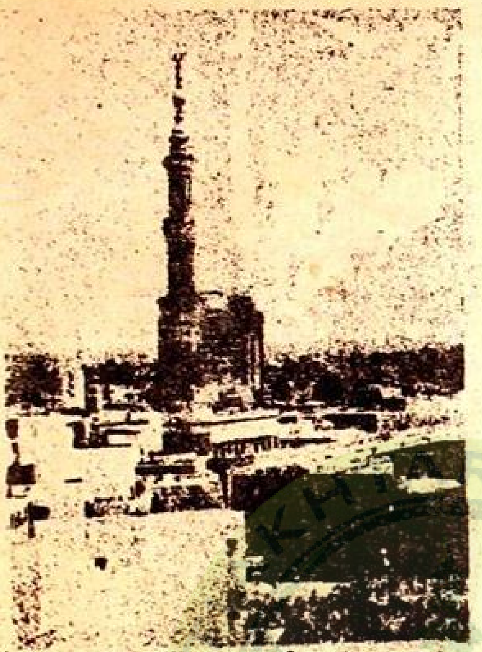
پرانا شہر بریلی میں شہر کی قدیم ترین مسجد مرزائی مسجد کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تعمیر عہد اکبری

میں حکیم عین الملک دوانی کے زیر اہتمام ہوئی تھی۔ مسجد میں فارسی کا کتبہ بھی نصب ہے جس کو عبدالعزیز خالص عاصی نے اپنی تصنیف "تاریخ روہیلکھنڈ" میں نقل کیا ہے کتبہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔ ؎

ساعی کار خیر عین الملک
ساخت مسجد بامر اکبر شاہ
مومناں راست سال تاریخش
فاسجدوا خالصًا لوجہ اللہ

۹۸۷ھ مطابق ۱۵۷۹ء (تاریخ روہیلکھنڈ ص ۲۵۱)

مذکورہ کتبہ سے ثابت ہے کہ مسجد مذکورہ مغلیہ عہد کی تعمیر ہے مگر پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب اپنی مایۂ ناز تصنیف "خرمن شعور" ص ۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "روہیلہ نوابوں کی وسیع النظری ذوق تعمیر اور لطافت مزاج کا حسین و جمیل نمونہ بریلی بھیت کی جامع مسجد، بریلی کا نو محلہ اور شہر کہنہ میں تاریخی مسجد مرزائی مسجد کے نام سے مشہور ہے" پروفیسر صاحب نے نا صرف مرزائی مسجد کو بلکہ نو محلہ کو بھی روہیلہ نوابوں کی ذوق تعمیر کا نتیجہ تحریر فرمایا۔ جب کہ ہندی، اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں لکھی گئی تمام تاریخوں میں نو محلہ کی تعمیر کی مغلیہ دور



کی تعمیر بتایا گیا ہے مثلاً "مرآۃ مسعودی سیر المتاخرین" (روہیلہ دور انگریزی) تاریخ روہیلکھنڈ و آثار و یادگار بریلی وغیرہ سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب تاریخ روہیلکھنڈ سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔

اب اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پروفیسر جلالی صاحب نے حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تعلیم کہاں ہوئی؟ اس امر کا انکشاف "خرمن شعور" کے ص ۶ پر کیا ہے۔ پروفیسر جلالی صاحب کہتے ہیں کہ "مدرسہ مصباح العلوم پورے ہندوستان میں مشہور تھا جس کی بابت معتبر روایات میں سے

ہے کہ اس کی بنیاد بانی دیوبند کے مولوی قاسم نانوتوی نے رکھی تھی اور یہاں "مفسر اعظم" مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے عالمی شہرت کے حامل عرصۂ دراز تک درس حدیث و قرآن دیتے رہے دنیائے اسلام کے قائد ملت اور امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں جیسے بیحر تخصیص وحید عالم نے اسی مدرسہ سے فیض شعور و کمال علم حاصل کیا ہے۔

افسوس! جلالی صاحب نے معتبر "روایات" کا کوئی ماخذ نہیں لکھا، بیچارے لکھتے بھی کہاں سے، جن روایات کو معتبر سمجھتے ہیں وہ بے پر کی ہیں، مصباح العلوم کی تمام رودادیں مطبوعہ موجود ہیں اس میں کہیں بانیان مصباح العلوم میں مولوی قاسم نانوتوی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ تمام ہی قدیم رودادوں میں مولوی شبیر احمد عثمانی کا نام بحیثیت مدرس نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ دونوں مولویوں کا کوئی تعلق "مدرسہ مصباح العلوم" سے نہیں تھا، مصباح العلوم کا ابتدائی نام "مصباح التہذیب" تھا، اور اس کے بانی مولانا نقی علی صاحب تھے، ہمارے قول کی تائید ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری کی مایۂ ناز تصنیف "حیات اعلیٰ حضرت" سے بھی ہوتی ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جب تعلیم کا آغاز کیا تو اس دور میں "مصباح العلوم" ان کے والد نے قائم بھی نہیں کیا تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۳ سال چند ماہ کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی سنہ ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔ اس میں چودہ سال اور جوڑ دیئے جائیں تو ۱۸۷۰ء بنتی ہے گویا امام احمد رضا فاضل بریلوی جب فارغ التحصیل ہوئے تب "مصباح العلوم" کی داغ بیل بھی نہیں پڑی تھی۔ اہل تواہب و تذبذب کی طرف سے بے بنیاد پرچار وقتاً فوقتاً کیا جاتا رہا ہے کہ امام احمد رضا نے مدرسہ دیوبند میں تعلیم حاصل کی "دروغ گو را حافظہ نباشد" کے مصداق کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ دیوبند کی شاخ میں تعلیم حاصل کی یہ دونوں ہی باتیں لغو و بے بنیاد ہیں انکا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اہل تواہب و تذبذب کے لغو پرچار کو پروفیسر صاحب نے معتبر روایت ہی نہیں بلکہ معتبر روایات تسلیم کیا، چونکہ پروفیسر صاحب لغو پرچار کو اپنی تصنیف میں معتبر روایت کے طور پر لکھ گئے اس لئے پروفیسر صاحب کی لغویات کی تردید بھی ضروری ہے کہ آئندہ سرپھرے محققین اندھی رو میں جلالی

صاحب کی تصنیف کو کتابی حوالہ سمجھ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں۔

امام احمد رضا بریلوی نے کبھی مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ امام احمد رضا نے "الاجازۃ المتینہ" کے ص۳۰۵ ص۳۰۷ سند اجازت بنام مولوی عبد الواحد صاحب مجریہ ۲۰، ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ میں اپنے اساتذۂ گرامی کے نام نامی اسم گرامی سے رقم فرمائے ہیں۔ آپ کے کل اساتذہ کی تعداد آٹھ ہے جن میں سے شیخ احمد بن زین دحلان مکی، شیخ عبد الرحمن مکی، اور شیخ حسین بن صالح اہل عرب میں سے ہیں۔ سیدنا شاہ آل رسول مارہروی اور سیدنا شاہ ابوالحسین نوری مارہرہ شریف یوپی سے تعلق رکھتے ہیں، مولانا عبد العلی صاحب رام پوری تھے، مولانا محمد نقی علی خاں صاحب اور مرزا غلام قادر بیگ بریلی سے تعلق رکھتے تھے۔ مذکورہ اساتذہ کرام میں سے سوائے مولانا نقی علی خاں صاحب کے کسی بھی استاد نے مدرسہ مصباح العلوم میں مدرسی نہیں کی، صرف امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں صاحب نے مصباح العلوم قائم کیا اور انھوں نے مدرسہ مذکورہ میں فی سبیل اللہ درس بھی دیا۔ لیکن امام احمد رضا نے مدرسہ مذکورہ میں کبھی تعلیم حاصل نہیں کی یہ امر مسلمہ اور معتبر ہے۔ اور ہمارے دعویٰ کی کسی بھی مستند ماخذ سے تردید نہیں کی جا سکتی ہے۔



مذکورہ منطقی دلائل سے بخوبی ثابت ہے کہ مدرسہ مصباح العلوم کے قیام سے قبل امام احمد رضا فاضل بریلوی فارغ التحصیل ہو کر سند افتاء کو زینت عطا کر رہے تھے۔

اتمام حجت کے لئے میں تاریخی شواہد بھی پیش کرتا ہوں تاکہ پروفیسر جلالی صاحب جیسے اہل تذبذب کے لئے کوئی روزن بطور راہ فرار نہ رہ جائے۔ تاریخ روہیلکھنڈ مصنفہ مولوی عبد العزیز خاں عاصی بریلوی مطبوعہ مکتبہ علم و فکر فریر مارکیٹ کراچی ایڈیشن اول کے ص۲۵ پر مدرسہ مصباح التہذیب نام قدیم و جدید نام مصباح العلوم کے احوال درج ہیں۔ مصباح العلوم کا تاریخی نام "مصباح التہذیب" ہے جس کے اعداد

۱۲۸۹ھ ہوتے ہیں، تو قیتی اصول کے تحت ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء ہوتے ہیں گویا مصباح التہذیب ۱۸۷۲ء میں قائم ہوا جس کا جدید نام مصباح العلوم ہے۔

مصباح العلوم کے متعلق سے

تاریخ شعرائے روہیلکھنڈ مصنفہ سید تعظیم علی نقوی شایاں بریلوی مطبوعہ کراچی پاکستان کے صفحہ ۹۰۸ پر مدرسہ مصباح العلوم کے قیام کے سن ۱۸۷۲ء ہی لکھی ہے۔ مذکورہ دونوں تاریخی شواہد سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ مدرسہ مصباح العلوم کے قیام سے قبل ہی امام احمد رضا فاضل بریلوی فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ لہٰذا یہ امر بالکل ہی غلط ہے کہ امام احمد رضا نے مدرسہ مصباح العلوم میں کسی دیوبندی عالم سے درس لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل تواہیب و تذبذب کو عقل سلیم اور قبول کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں نما

ادارہ

اسلام کی شان میں گستاخی کرنیوالا شخص

ایک سعودی شہری کو اس وقت سزائے موت دے دی گئی جب اسے خدا، مذہب اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے کا مرتکب قرار دیدیا گیا۔ سعودی عرب کی وزارت داخلہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ سعادت عبدالکریم قدح نامی ایک شخص کی گردن مجمع عام میں جلاد نے ایک ہی وار میں ختم کردی۔ اس ملعون و مردود شخص نے نعوذ باللہ رسولِ خدا کو کافر اور جعل ساز قرار دیا تھا اور اس طرح کے بہت سے نازیبا اور گستاخانہ الفاظ اس نے استعمال کئے تھے۔ اس ملعون و مردود کی گردن قلم کئے جانے کا منظر ہزاروں افراد نے دیکھا اور عبرت حاصل کی۔

بنگلہ دیش میں جلوس محمدی

۱۲ ربیع الاول شریف کو پاکستانی عالم دین علامہ صاحبزادہ سید محمد طاہر شاہ سرنکوٹی کی قیادت میں اخباری بیانات کے مطابق کئی لاکھ افراد کے ساتھ جلوس محمدی نکالا گیا۔ "یا نبی سلام علیک" اور "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی آواز میں مدینۃ الاولیا چاٹگام (بنگلہ دیش) شہر کے اہم اہم راہوں سے گزرتا ہوا خانقاہِ قادریہ بلدار ڈیکھی اور مرکزی درس گاہ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ سولہ شہر پر اختتام پذیر ہوا ● ۹ ربیع الاول بروز پیر صبح دارالخلافہ ڈھاکہ میں صاحبزادہ سید محمد طاہر شاہ کی قیادت میں عظیم الشان پیمانہ پر جلوس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نکالا گیا۔ نعرۂ تکبیر و رسالت کی صداؤں میں ڈھاکہ شہر کی فضا گونج اٹھی "سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی" مخصوص ترانہ تھا۔

المرسل:۔ لطف الرحمن محمدی کتب خانہ چاٹگام۔

بنگلہ دیش میں عرس اعلیٰ حضرت

صفر المظفر میں اعلیٰ حضرت ریسرچ سنٹر چاٹگام (بنگلہ دیش) کے زیر اہتمام ایک سیمنار کا انعقاد عمل میں آیا۔ موضوع تھا "باطل فرقوں کی قلعہ قمع میں اعلیٰ حضرت کا کردار" مقالہ نگار اور مقررین میں مولانا ابوالقاسم، مولانا زین العابدین زبیر، مولانا عبدالمنان اور اسماعیل رضوی تھے۔ ● دارالخلافہ ڈھاکہ میں کملاپور ریلوے اسٹیشن جامع مسجد میں ۲۵ صفر کو خواجہ ابوطاہر

(صدر بنگلہ دیش اہل سنت و جماعت) کی صدارت میں جلسہ ہوا • چاٹگام میں عرس رضوی کی تقریبات منائی گئیں۔ صدارت مولانا الیاس قادری رضوی نے کی۔ علامہ نور الاسلام ہاشمی، مفتی وصی الرحمٰن فقیہ احمدیہ سنیہ سولہ شہر چاٹگام نے شرکت کی۔ • بانس کھال دربار شاہ فتح علی جامع مسجد میں عرس اعلیٰ حضرت مولانا محمد اللہ حسین رضوی کی صدارت میں منایا گیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شخصیت پر کافی کام ہو رہا ہے۔

(لطف الرحمٰن کتب خانہ محمدی چاٹگام)

مفتیٔ اعظم سیمینار بریلی شریف

مورخہ ۱۸ ستمبر ۹۲ء کو آستانۂ عالیہ قادریہ و اصلیہ حضرت پہلوان شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی شخصیت پر عظیم پیمانہ پر ایک سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ہندوستان کے علماء و دانشوروں نے شرکت کی۔ خصوصیت کے ساتھ یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی مفتی محمد مطیع الرحمٰن پورنوی، علامہ یٰسین اختر مصباحی، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، علامہ محمد شمشاد حسین رضوی بدایوں، پروفیسر محمود حسین بریلوی، محقق مرزا عبدالوحید بیگ اور قاری عبدالرحمٰن رضوی وغیرہم :۔ بریلی شہر میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ پر یہ پہلا سیمینار تھا۔ سیمنار میں بریلی کالج کے پروفیسر جی، پی سنگھ اور روزنامہ ڈینک جاگرن (ہندی) کے ایڈیٹر نے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مقالات پڑھے۔ سیمنار میں آئے ہوئے مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ (عبدالرؤف نشتر بریلوی)

سنی تبلیغی جماعت کیلئے جانشین مفتی اعظم کے ارشادات

باسنی ضلع ناگور شریف راجستھان میں "سنی تبلیغی جماعت" خدمتِ دین و ترویج و اشاعت کی ذمہ داریاں بطریق احسن انجام دے رہی ہے۔ مسلمانوں پر صحیح عقائد اور ضروریات دین و مسائل شرعیہ کی جو اشاعت یہ جماعت اپنے اخلاص و سعی پیہم سے کر رہی ہے وہ قابل ستائش و لائق تقلید اور مبارکباد کی بھی مستحق ہے۔ مسلمان اس جماعت کی نصرت و حمایت میں آگے آئیں اور شاخیں قائم کرکے تبلیغ دین کے حلقہ کو وسیع کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ جماعت کے اراکین و معاونین کو برکات دارین سے نوازے (آمین)

دعاگو۔ فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

استقامت کانپور کا "تحفظ عقائد نمبر"

جسے عالم اسلام کے بلند پایہ و شہرۂ آفاق علماء کرام و مفتیان عظام اور مایۂ ناز اہل قلم کے خیال افروز و فکر انگیز مضامین کا نہایت حسین و جمیل گلدستہ بنا کر پیش کیا جائے گا۔

اس مثالی نمبر کی ترتیب وتزئین شب وروز جاری ہے۔ بڑے سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل "تحفظ عقائد نمبر" گوناگوں ظاہری و معنوی خوبیوں کا شاندار مرقع ہوگا۔ تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

ادارہ استقامت ڈائجسٹ ۲۴/۴۸۸ ریل بازار۔ کانپور ۲۰۸۰۰۴۔ (یو۔پی)

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ میں جشن یوم رضا

پٹنہ کی عظیم درس گاہ الجامعۃ الرضویہ میں حسب سابق امسال بھی عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر مورخہ ۲۵ صفر المظفر کو الجامعۃ الرضویہ کے امام احمد رضا ہال میں جشن یوم رضا کی تقریبات منعقد ہوئیں جس میں جامعہ کے اساتذہ طلباء اور اہل محلہ نے شرکت کی سعادت حاصل کی کہ پہلے قرآن خوانی کی گئی۔ پھر جامعہ کے ہونہار طلبہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا بعدہ مولوی محمد ضیاء المصطفیٰ رضوی، حضرت مولانا حافظ فضل الرحمٰن نے امام احمد رضا کی سیرت پر یک پرمغز تقریر فرمائی۔ بعدہ صدر بزم علامہ حافظ قاری محمد قمر الزماں نوری نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شخصیت پر بھرپور مدلل ومفصل بصیرت افروز تقریر کرکے سامعین کو محظوظ کیا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ خوانی کے بعد صدر بزم علامہ موصوف کی دعا پر جشن یوم رضا کی تقریبات اختتام پذیر ہوئیں۔ المرسل

(ماسٹر مطیع الرحمٰن خاں رضوی)

ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی کے نام سے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی مارچ ۹۲ء میں تحلیل کی جا چکی ہے۔ اب تک ہوئے چندے کا سارا حساب میرے پاس ہے جسے کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔

(ایم یحییٰ حسن سابق چیئرمین، مارہرہ شریف)

باتسی میں پرشکوہ جلوس مصطفیٰ

۱۰ ستمبر ۹۲ء بارھویں شریف کے مقدس و متبرک موقع پر باتسی تنظیم المسلمین کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان مثالی جلوس نکالا گیا جس میں تقریباً ۲۰ مدارس اسلامیہ اور ہائی اسکول، مڈل اسکول، ملت اکیڈمی سی۔سی۔ آئی کے ہزاروں طلباء۔ واساتذہ اور علاقہ کے عقیدتمندوں کے ساتھ ساتھ معتمدین ومعززین حضرات نے شرکت کی۔ جلوس کی قیادت عالیجناب سید معین الدین احمد سابق ایم۔ ایل۔ اے وعالی جناب الحاج عبدالسبحان وزیر بہار وعلامہ رحمت حسین کلیمی مہتمم

تنظیم المسلمین نے کی۔　　المعلن

(مولانا غلام حسنین اشرفی تنظیم المسلمین بالسنی)

براؤں شریف میں جشن عید میلاد النبی

جشن عید میلاد النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات حسب معمول امسال بھی شہزادۂ شعیب الاولیاء الشاہ غلام عبد القادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین آستانہ یار علویہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول کے زیر انتظام و اہتمام براؤں شریف میں منعقد ہوئیں۔ صبح صادق کے پُر کیف وسہانے وقت میں درود وسلام کی ڈالی بارگاہِ محسن انسانیت رسالت مآب صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم میں دار العلوم کے علماء وطلباء نے پیش کی۔ بعد نماز فجر شہزادۂ شعیب الاولیاء نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ تقریب حضرت کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوئی۔

(جمال احمد خاں رضوی مدیر ماہنامہ فیض الرسول)

دینی معلوماتی مقابلہ بریلی شریف

یکم اکتوبر ۱۹۹۲ء بروز جمعرات کو شاہ آباد دیوان خانہ بریلی میں انجمن محبانِ اسلام کی جانب سے ایک دینی معلوماتی انعامی مقابلہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی ابتدا حافظ سید خالد مصطفٰے نے قرآن پاک کی تلاوت سے فرمائی۔ مولانا ڈاکٹر محمود حسین بریلوی نے "قرآن اور سائنس" کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ اور علامہ شہادت حسین رضوی خاں نے بھی "تعلیم" پر روشنی ڈالی پھر مولانا محمود حسین اور مولانا امین القادری نے مجمع سے دینی معلوماتی سوال پوچھے۔ جو صحیح جواب دیتا تو اس کو انعام پیش کیا جاتا۔ مفتی عبید الرحمٰن صاحب، مولانا شہاب الدین رضوی اختری مدیر ماہنامہ سُنّی دنیا، قاری عبد الرقیب، حاجی جاوید صاحب نے پروگرام میں شرکت کی۔ نظامت کے فرائض شاعر خوشنوا جناب اشفاق احمد نوری نے انجام دیئے۔ سید اسلم میاں کی دستار بندی بھی ہوئی۔

(محمد مبین برکاتی سکریٹری انجمن محبان اسلام بریلی)

تعلیمی معیار پر غور کرنے کے لئے میٹنگ

دہلی:۔ مولانا معظم صاحب نائب امام مسجد فتحپوری و چیئرمین تعلیمی کمیٹی "نصرۃ الاسلام" ایجوکیشن سوسائٹی نے دہلی کے اردو میڈیم اسکولوں کے تعلیمی معیار کے روز بروز انحطاط پذیر حالات کو دیکھتے ہوئے ایک میٹنگ بلائی۔ جس کی صدارت مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے کی۔ اس میٹنگ اردو میڈیم کے اسکولوں کے پرنسپل صاحبان، دہلی کے معزز لوگوں نے شرکت کی۔ جن میں پرنسپل فتحپوری مسلم سینئر سیکنڈری اسکول، ضیاء الدین صاحب، پرنسپل گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول جعفر آباد فیروز صاحب پرنسپل مظہر الاسلام سیکنڈری اسکول مشکور صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ عربیہ فتحپوری، جناب مولانا عبد الغفار صاحب پرنسپل گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول

جناب الوکھے لال صاحب قابل ذکر ہیں ۔
شرکاء اس بات پر متفق نظر آئے کہ نتائج کو اسی وقت بہتر بنایا جا سکتا ہے جب اسکول کے ذمہ داران کے ساتھ والدین کا گہرا رابطہ اور میل جول ہو۔ یعنی اساتذۂ کرام، طلباء، اور ان کے والدین کے مابین باہمی اشتراک سے ہی طلباء کے مستقبل کی کامیابی کی ضمانت دی جا سکتی ہے ۔

(عبدالقدوس جوائنٹ سکریٹری)

جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرزمین رام گڑھ کینٹ میں مدرسہ اہلسنت مظہر حسنات، گول پار کی جانب سے یوم ولادت صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے موقع سے اار ستمبر ۱۹۹۲ء کو ایک عظیم الشان جلسۂ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد مولانا محمد صغیر احمد فصیحی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں راقم الحروف نے بحیثیت نقیب خدمت انجام دی۔ اس جلسہ کا آغاز قاری خالد مشرف سیوانی نے کیا۔ بعدہٗ محبوب عالم محبوب بکاروی، خالد مشرف سیوانی، فرقان بسمل بھاگلپوری یکے بعد دیگرے آتے رہے اور بارگاہِ رسول میں خراج عقیدت پیش کرتے رہے مدرسہ ہذا کے طلباء کے مابین مختلف زبانوں میں تقریری انعامی مقابلہ شروع ہوا۔ جس میں اول پر محمد اقبال حسین (انگریزی) دوئم پر تازیہ خورشید (ہندی) سوئم پر محمد مقصود عالم (ہندی) چہارم پر محمد انیس الحق (فارسی) پنجم پر محمد کمال الدین (اردو) اور ششم پر محمد رضوان خاں (انگریزی) آئے اور عزت مآب جناب محمد بشیر احمد قریشی سابق ایم۔ ایل۔ اے نے انعامات تقسیم کیا۔ یہ انعامات نوجوان کمیٹی کی طرف سے تھے۔ بعدہٗ مولانا محمد علیم الدین صاحب دارالعلوم حنفیہ بکارو تشریف لائے اور سیرت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

(ناظم نشر و اشاعت) محمد قطب الدین رضوی فیضی
(خطیب جامع مسجد گول پار، رام گڑھ بہار)

بزم رضا

۲۵ر صفر المظفر ۱۴۱۳ھ جامعہ امجدیہ گھوسی کے وسیع صحن میں عالم اسلام کی عبقری شخصیت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک عظیم علمی و فکری محفل کا انعقاد ہوا۔ انعامی مقابلہ کی اس بزم میں جامعہ کے طلباء نے اپنے اپنے گرانقدر عربی و اردو مقالوں کے ساتھ شرکت کی۔ نعتیں اور منقبتیں پڑھی گئیں۔ طلباء نے اپنے تحقیقی مقالوں میں مجدد دین و ملت کی نادر روزگار شخصیت کے متنوع گوشوں کو اجاگر کیا۔

(جمال مصطفٰے قادری)

عرس غازی مظفر پور

سلسلۂ قادریہ تیغیہ کے بزرگ الحاج الشاہ محمد غازی قادری تیغی کا چوتھا سالانہ عرس پاک زیر صدارت مولانا حامد القادری ۲۲ جمادی الاول ۱۳اھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء خانقاہ شریف کے احاطہ نور و نکہت میں شرعی حدود و قیود کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ حلقۂ ذکر، چادر پوشی، گل پوشی، نعتیہ مشاعرہ، جلسۂ وعظ و تقریر اور تقسیم لنگر پر مشتمل ۲۴ گھنٹوں کے اس روحانی پروگرام میں جملہ ارباب عقیدت کی شرکت کی پر خلوص دعوت ہے۔ (محمد شمیم رضا مصباحی)
خانقاہ قادریہ تھتیاں شریف۔

مسلمانانِ عالم کی رہنمائی کیلئے عمان سے ایک مراسلہ

متحدہ عرب امارات کی حکومت نے پروفیسر احمد مقر (یوحت) کا ایک مضمون مسلمانان عالم کی رہنمائی کے لئے شائع کیا ہے۔ جس میں یورپ اور امریکہ کی ان اشیاء کی فہرست دی گئی ہے جن میں خنزیر کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ شامل ہے۔ واضح رہے کہ یہ اشیاء زیادہ تر خلیجی ممالک میں استعمال ہوتی ہیں جبکہ ان کے متبادل موجود ہیں۔ ان اشیاء میں صابن، کریم، چاکلیٹ، بسکٹ، پنیر، ڈبل روٹی اور مشروبات شامل ہیں۔ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم خنزیر کے گوشت، چربی، خون، چمڑہ وغیرہ کے ناموں سے واقف ہوں تاکہ جن اشیاء میں یہ اجزاء شامل ہوں ہم ان سے خود کو بچا سکیں۔

۱۔ پگ (Pig) سوائن (Swine) اور ہوگ (Hog) خنزیر کے مختلف نام ہیں۔

۲۔ پورک (pork) پورکر (Porker)، سپارکل (Sporkel)، ہیم (Ham) اور بیکن (Bacon) لحم خنزیر یعنی خنزیر کے گوشت کے مختلف نام ہیں۔

۳۔ لارڈ (Lard) شحم خنزیر یعنی خنزیر کی چربی کو کہتے ہیں جو مرہموں، کریموں، بسکٹوں، چوکلیٹوں وغیرہ میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔

۴۔ جیلو جیلاٹن (Gello-Gelatin) ایک سیال (مائع) ہے جس کا بڑا حصہ خنزیر کی کھال، ہڈیوں اور کھروں کا ہوتا ہے۔

۵۔ پیپسن (Pepsin) ایک دوا ہے۔ جس میں خنزیر کا معدہ شامل ہوتا ہے۔ معدے کی رطوبت کو کہتے ہیں۔

۶۔ ایل شورٹنگ (L-Shortening) اور اینیمل شورٹنگ (Animal Shortening) ایک تیل ہوتا ہے جس میں عام طور پر کھانا پکایا جاتا ہے جس میں خنزیر اور جھٹکا کئے ہوئے جانوروں کی چربی ہوتی ہے۔

وہ اشیاء جن میں خنزیر کے جسم کے مختلف اجزاء شامل ہیں۔

۱۔ پرنس چاکلیٹ، ۲۔ کرافٹ پنیر (Craft Cheese)، ۳۔ رامارک پنیر (Ramark Cheese) دونوں پنیر خنزیر کے دودھ پیتے بچوں کے معدے سے بنائے جاتے ہیں۔

۴۔ یورپ اور امریکہ کی زیادہ تر روٹیاں، پیسٹیاں اور بسکٹ وغیرہ خنزیر کی چربی سے بنائے جاتے ہیں۔

۵۔ پیپسی میں (Pepsi) پیپسن (Pepsin) شامل ہے جو خنزیر کے معدے سے تیار ہوتی ہے۔

۶۔ مندرجہ ذیل چیزوں میں خنزیر کی چربی (Lard) شامل ہے۔ لکس (LUX)، کیمی (Camy)، ایوری (Avery)، زکٹ (Zict) اور سیف گارڈ (Safe Guard)، صابونوں میں (Lata)، (Liscap) اور (Bryl Cream) اور (Nivya) میں اور کالگیٹ (Colgate) ٹوتھ پیسٹوں میں (اکثر صابونوں، کریموں اور ٹوتھ پیسٹوں میں سور کی چربی شامل ہوتی ہے)

مذکورہ تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ خنزیر کے علاوہ ہر مویشی کی چربی انسانی جسم پر پگھل جاتی ہے اس لئے خنزیر کی چربی لپ اسٹک (Lipsticks) میں بکثرت ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام چیزوں اور حرام کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افتخار الدین فارماسٹ — عمان

(بشکریہ ہفت روزہ نئی دنیا جولائی ۹۲ء معرفت ڈاکٹر شیر زماں انصاری)

جشن امام احمد رضا

۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ بروز منگل بعد نماز عشاء اسلام آباد کی جامع مسجد میں مدرسہ حبیب العلوم سمنانیہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت علامہ مفتی عبدالعزیز نعیمی اشرفی نے فرمائی جس میں مفتی مسلم حسین صاحب شمسی جمشید پور ٹاٹا، حضرت مولانا احسن رضا اشرفی دارالعلوم انوار خواجہ جام نگر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی زندگی کے الگ الگ گوشوں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ مدرسہ کے طلباء نے نعت و منقبت پیش کئے۔ مفتی صاحب قبلہ کی دعا پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ جشن ختم ہوا۔
(حامد رضا غزالی، اسلام آباد چوٹیا)

حادثہ فاجعہ

یہ اطلاع قارئین سنی دنیا کو بڑے افسوس

کے ساتھ دی جارہی ہے کہ دار العلوم معینیہ نوریہ دہلی کے مدرس حافظ وقاری زوید عالم صاحب ۲۲ر اگست ۹۲ء بروز جمعہ رجب پور مراد آباد کے ایک عظیم حادثہ سے دوچار ہوگئے۔ وہ مراد آباد سے دہلی آرہے تھے۔ بڑے نیک اور خوش اخلاق انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے۔ (آمین)

(مولانا جمشید عالم نوری مدرس دار العلوم معینیہ نوریہ دہلی)

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ بروز جمعہ کو بعد نماز عشاء مدرسہ مصطفویہ رضویہ برکات العلوم پوسٹ بنکا گاؤں میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منایا گیا۔ جشن کا آغاز حافظ عرفان علی رضوی نے کیا۔ اس کے بعد مولوی غلام مصطفےٰ خاں مولوی سید معراج علی رضوی، مولوی انتظار علی و مولوی رفیق اور حضرت علامہ الحاج امیر الزماں صاحبان کی تقریریں ہوئیں۔ اخیر میں حضرت علامہ سید احسن علی صاحب نے تقریر فرمائی مولانا قاری محمد فرقان رضا نوری بیسلپوری صدر المدرسین مدرسہ ہذا نے صلوٰۃ وسلام پڑھا اور دعا کی۔

(حافظ غلام رضا صدر انجمن رضائے مصطفےٰ)

نماز دین کا ستون ہے

انمول معلومات

از: ابن القادری بریلوی

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا۔ (الف) براق پر — براق پر مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک۔ (ب) نور کی سیڑھیوں پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک۔ (ج) فرشتوں کے بازوؤں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک۔ (د) جبریل علیہ السلام کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ (س) رف رف پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک۔

(۲) حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ۶۱۵ء میں اعلان نبوت فرمایا۔

(۳) حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔

(۴) جنگ خندق ماہ محرم ۵ ھجری یا ۶ ھجری میں ہوئی۔

(۵) حضرت ابراہیم ابن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدتِ عمر ایک سال ۶ر ماہ ۸ر دن ہے

(۶) حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے تھے۔ (حضرت زینب، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم)۔ (حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

پیر و مرشد

جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری کی نگاہ کرم کے طالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصر من اللہ و فتح قریب

وظیفۂ مبارکہ

جو شخص شب جمعہ کو سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے اس کے بعد ہزار مرتبہ اسم "النور" کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسرار الٰہی ظاہر ہوں اور بعض نے کہا ہے کہ سورۂ نور کو سات بار پڑھے

عرض گذار

صوفی محمد جمیل اختر صدیقی قادری رضوی

ٹائر شاپ ۵۸/B اکرایہ روڈ کلکتہ ۱۷

موضع کرہٹیا بزرگ ڈاکخانہ مہوا
ضلع ویشالی بہار
(انڈیا)

مالک ونگراں جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری

The Monthly Sunni Dunia

Bareilly فون: ۲۲۱۶۶

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی

مرکز اہل سنت وجماعت کا بے باک اور نڈر ترجمان، مسلک اعلیٰ حضرت کا ناشر و مبلغ، فکری، اصلاحی، ادبی، تحقیقی، اور معاشرتی مضامین کا مرقع، روح کو تازگی بخشنے والا امت مسلمہ میں اسلامی بیداری پیدا کرنے والا، بین الاقوامی شخصیات کے قلمی شہ پاروں سے آراستہ و مزین ہر ماہ پابندی اوقات سے نکل رہا ہے۔ سنی دنیا کی سرپرستی قبول کریں اور دوسروں کو بھی ممبر بنائیں تا کہ آپ کے تعاون و مشورہ سے مسلک امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جا سکے۔ سنی دنیا کو ہر سنی کے گھر میں پہنچائیے

مدیر ادارت: محمد شہاب الدین رضوی اختری

فی شمارہ ۶ روپیہ — سالانہ ۶۰ — ششماہی ۳۰ — لائف ممبری ۱۵۰۰

پتہ: دفتر ماہنامہ سنی دنیا، رضا نگر ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)